دیوانِ
مصحفِ بیدم

نُورالعین

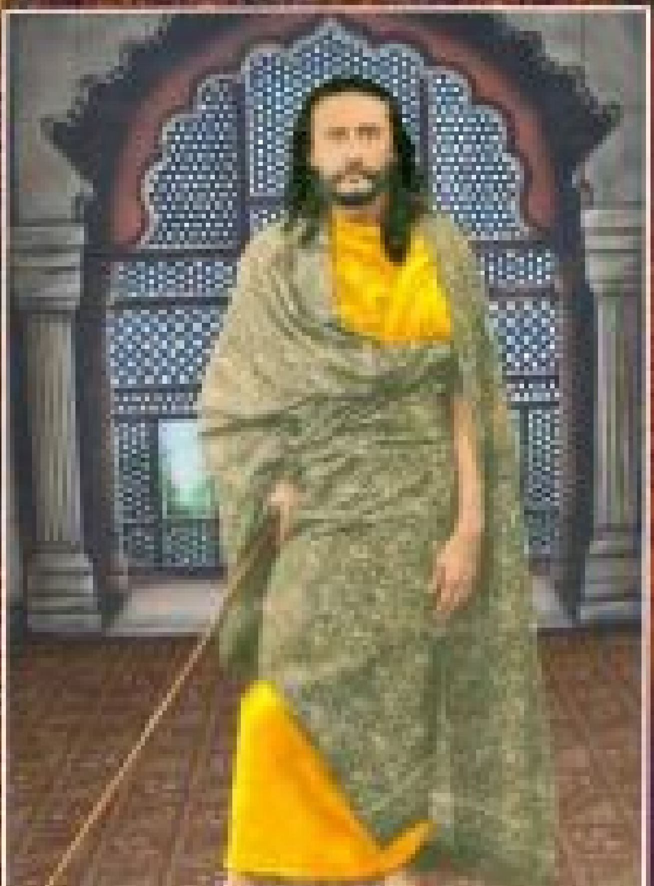

Scanned with CamScanner

دیوان سوم

مصحف بیدم

نورالعین

Scanned with CamScanner

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمتہ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمتہ اللہ
علیہ سے ہیں لکی اسٹار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں شکریہ

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ

۲۱۱۶
۱۶۳۲۲

نورُ العین

دیوان

مصحفِ بیدم

از تصنیف

محبوب العارفین سراج الشعراء لسان الطریقت حضرت مولانا بیدم شاہ صاحب
وارثی مرحوم دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی

ملنے کا پتہ

مقبول پریس کوچہ سادھورام آگرہ

قیمت دو روپے

Scanned with CamScanner

پیشکش

ز بادشاہ و گدا فارغم بحمد اللہ
گدائے خاکِ درِ دوست پادشاہ من است

میں اپنی مخلصانہ ارادت و عقیدتمندی کی بنا پر اس رسالہ نور العین معروف "مصحفِ بیدم" کو اپنے شہنشاہِ عرش بارگاہ حضور امام الاولیا حضرت سیدنا **وارث پاک** نور اللہ مرقدہ کے خدام آستانۂ عالیہ کی خدمت میں بامید قبولیت پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

محتاجِ کرم
فقیر بیدم وارثی

دیباچہ

از خامۂ حقیقت نگار معین الملت مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

کلامِ بیدم

حضرت بیدم وارثی کے کلام کو اردو زبان اور ہندی زبان میں وہی فوقیت حاصل ہے جو دورِ آخر میں حضرت مولانا حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو اپنے عصر کے فقرا و مشائخ پر حاصل تھی۔ مثنوی مولانا روم کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ "ہست قرآن در زبان پہلوی" اسی طرح کلام بیدم کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہست بھگوان زبان پوربی۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی نے فرمایا ہے۔ میں نے الست بربکم کی صدا پوربی زبان میں سنی تھی اور ان کے خانہ زاد حسن نظامی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کی بنیاد عشق حقیقی کے اوتار حضرت حاجی صاحب قبلہ تھے اور کلام بیدم میں اس اوتار کا اصلی روپ سمایا ہوا نظر آتا ہے۔

آئندہ زمانہ میں اردو زبان بحیثیت زبان کے جس قدر ترقی کرے گی اس میں غالب و ذوق وغیرہ کے چرچے بھی ترقی کریں گے وہ اردو شاعری کے روح رواں تھے۔ لیکن کلام بیدم سے بیدم اردو میں روحانی جان پیدا ہو گئی۔ اس لئے میں کلام بیدم کا وجود کائنات میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور روح سے خیر مقدم کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ بیدم تخلص ہی پورا کلام ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تخلص کی تفصیل و تشریح ہے اور جب تک اردو کے دم میں دم باقی ہے کلام بیدم ہمیشہ باقی رہے گا۔ (حسن نظامی دہلوی)

تقریظ از قلم معجز رقم رئیس العلماء حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری رزاقی القادری فرنگی محل لکھنؤ

غالباً ستمبر ۱۹۱۲ء کی بات ہے کہ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ نبوی کی اسکیم کا خاکہ مکمل کرکے اعیان شہر کو ندوۃ العلماء کی قدیم عمارت میں مدعو فرمایا اور آپ نے اس مبارک و مقدس خیال کو تفصیل سے پیش کرکے قطعہ ذیل ایک عجیب پرکیف لحن میں پڑھا تھا جبکہ پڑھنے والے کی سفید و نورانی ریش مبارک کے ساتھ میرے ایسے جبین انسان کی آنکھیں پرنم تھیں۔ مولانا مرحوم نے فرمایا تھا ؎

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستاں لکھی　　مجھے چندے مقیم آستانِ غیر ہونا تھا
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرتِ پیغمبرِ خاتم　　خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

رب الارواح نے غالباً ان کے دو ہی سال بعد اس مداح کا خاتمہ بالخیر کیا تھا لیکن وہی محی قیوم ہمارے مخدوم و محترم حضرت بیدمؔ شاہ صاحب وارثی مدظلہٗ کو برسوں اپنی فیوض و برکات کیساتھ قائم و برقرار رکھے۔ مگر کیا حقیقت نہیں کہ ہمارے مخدوم بھی چندے آستانِ غیر پر مقیم رہکر اب کبھی جمال مبارک کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی نجف اشرف میں کاسۂ گدائی لئے اس سے طالب مشکل کشائی ہوتے ہیں جو روز ازل سے مشکل کشائی کا ذمہ دار کر دیا گیا تھا۔

اور کبھی اس دین کے زندہ کرنے والے گیلانی حسنی و حسینی رضی اللہ عنہ سے حیاتِ سرمدی مانگتے ہیں جس کے آستانِ پاک کے ذروں میں خالق السموات والارض نے حیات بخشی و حاجت روائی کی تاثیر رکھی ہے اور اکثر تو اسکی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر قصیدہ خوانی کرتے ہیں جو ان کی طرح لاکھوں انسانوں کے عقیدہ میں نبی و علی آقائے بغداد و سیدنا علیہما وعلیٰ آبائہما الصلوٰۃ والسلام کا وارث روحانی تھا غرض ہمارے مخدوم حضرت بیدمؔ نے ترک شہر آشوب عجم، خال ہند اور زلف کشمیر کو چھوڑ کر برسوں سے اپنے تمام قصائد و غزلیات اور نثریوں کا مرکز خیال اور شانِ نزول شاہِ مدینہ

حضور رحمۃ اللعالمین اور ان کی رحمت کاملہ سے حصہ وافر پانے والے ذات قدسیہ کو جبار کہا ہے اسلئے اس حامل معجزۂ ذوق وقت اور محسن زمانہ کے کلام کی بدولت نہ صرف ہمارے اعراس کی محفلیں گرماتی ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے سرد دل بھی ہنگامی طور پر سہی مگر ایک گرمئ محبت محسوس کرتے ہیں رہتے ہیں متاثر ہوتے ہیں اور اس جذبہ کو پالیتے ہیں ۔ جو خشیت کی روح بلکہ حاصل حیات مستعار ہے ۔

بدقسمتی سے فقیر راقم الحروف کو خود ملک کے اس مایہ ناز شاعر کی زبان مبارک سے ان کے کلام بلاغت التیام سننے کا شرف حاصل نہیں ہوا ۔ لیکن مشتاق ہوں اسلئے بہت بار قوالی کی طرب انگیز محفلوں میں جناب محترم کی نعتیہ غزلیں اور ٹھمریاں اور درود کلام جو حضرت اسداللہ غالب اور سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کی شان اقدس و اطہر میں آپ نے فرمایا سنا ہے اور لطف کیا خوب سنا ہے ۔ اس لئے میرے لئے یہ مژدہ ایک انبساط روحانی ہے کہ آپ کا کلام عنقریب یکجا ہو کر طبع ہونے والا ہے ۔

غالباً ہمارے محترم دوسرے حقیقت شناس صوفیوں کی طرح وحدۃ الوجود کے قائل ہیں ۔ اس لئے خود اپنی ذات کو بنانے کے ساتھ چاہتے ہیں کہ لاکھوں دل والوں کو بیدم بنا دیں ۔ بہتر ہے ؎

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

فقیر دلی مسرت کے ساتھ بیدم کرنے والے کلام بیدم کا پورے شوق روحانی سے منتظر ہے اور دم بدم دعا کرتا ہے کہ عشاق و ارباب حقیقت کا یہ کلام جلد منصۂ شہود پر آئے اور ہمارے ایسے مردہ دلوں کی محفلوں کو دم آخر تک گرم و بحال رکھے ۔

فقیر شہید انصاری رزاقی قادری

تقریظ از کامل الفن نقادِ سخن حضرت علامہ بیخود صاحب موہانی ایم۔ اے
پروفیسر شیعہ کالج لکھنؤ

حضرت بیدم وارثی وظیفۂ شاعری میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپکے دلآویز نغمے فضائے ہند میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ کے کلام فصاحت التزام و بلاغت نظام نے ہمیشہ اہلِ ذوق کو گوش بر آواز پایا۔ آپکے کلام کی نمایاں خصوصیت سوز و گداز و اثر ہے جس کا راز یہ ہے کہ آپ بیتی کم اور آپ بیتی زیادہ تر کہتے ہیں مختصر یہ کہ آپ وہی کہتے ہیں جو آپ کا دل کہتا ہے اور دل کی زبان کا اثر کچھ اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ آپ کی خوش گوئی و مضمون آفرینی و فکر رسائی کا اعتراف ان دقیقہ سنجوں کو ہے جن کی نکتہ رسی پر ایمان لائے۔ حق ہے آپ طریق راسخ شعراء پر گامزن ہیں اور آجکل کے مضامین سرد و بے ہنگام سے آپ کا ساز طبیعت خالی ہے۔ دریہ ایسی نعمت ہے جس پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ آپ ہر رنگ پر قادر ہیں مگر مضامین تصوف و حقیقت سے آپ کا دیوان مالا مال ہے۔ معرفت کے اسرار ایسی سادگی سے بیان کرتے ہیں کہ دل مزے لیتا ہے روح وجد کرتی ہے۔ آپ کے اشعار صدق و صفا کے آئینہ دار اور مہر و وفا کے گنجینہ دار ہیں۔ خیالات کی بلندی، مضامین کی ندرت طرزِ ادا کی جدت آپ کا دم بھرتی ہے۔ نئی ترکیبوں کے اختراع پر قدرت ہے۔ آپکے عاشقانہ سوز و گداز درد اثر سے جگمگا رہے ہیں۔ اشعار عارفانہ میں آپ کی فکر لامکاں سیر ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو ؎

بیٹھے تھے وصل میں در و دیوار میرے ساتھ — یا رو رہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے

پہلا مصرعہ کیفیت انبساط کا لاجواب مرقع ہے تو دوسرا مصرعہ انقباض دل کی بے مثال تصویر۔ چشم بد دور دونوں مصرعے برابر کے ہیں اور کونین عشق (ہجر و وصال) کی تصویر کا پردہ۔ وصل یار میں دنیا کا بہشت بن جانا فراق یار میں عالم کا تیرہ و تار ہو جانا ہے۔ ابھر ابھر کے ظاہر ہوتا ہے۔ بیٹھنے اور رونے کا تقابل اس برجستگی سے ہوا ہے کہ تشبیہ کی چھاؤں میں بھی نظر

نہیں آتی۔

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں
کبھی پیمانہ شیشے سے کبھی شیشے سے پیمانہ

رندانہ مذاق میں قابلِ داد شعر ہے۔ توبہ ٹوٹ چکی، برابر شراب ڈھل رہی ہے۔ رند عالمِ سرور میں شیشہ و پیمانہ کے ملنے پر سمجھ رہا ہے کہ توبہ کے ٹوٹنے پر عید منائی جا رہی ہے جھک جھک کے ملتے ہیں یہ ایسے الفاظ رکھ دیئے ہیں کہ بیان واقعہ واقعہ نظر آنے لگتا ہے۔

کچھ نہیں معلوم کون زینتِ آغوش ہے
بے نیاز ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

محویتِ عاشق کی کتنی کیف انگیز تصویر ہے
اس لئے کہ جس پر جاتی ہے وہ ہمکنار ہے

مگر خیال عاشق ہے کہ عالمِ تصور کے منظر میں محو ہو رہا ہے۔ ہجر و وصال میں امتیاز ہے۔ لطف یہ ہے کہ یہ کیف کسی تماشائی کی زبان سے ادا کی گئی ہے اگر خود عاشق یہی بات اپنی زبان سے کہتا تو محویت کا لاجواب طلسم ٹوٹے بغیر نہیں رہتا۔ وہی زبان کی دل کشی، بیان کی روانی، زبان کی برجستگی اس کا بے نیاز توصیف ہونا ظاہر ہے۔

اشعار مندرجہ ذیل تصوف کی کائنات ہیں:—

جلوہ نگاہ ناز کے پردوں کا اٹھایا دے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

اسکے حریم ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہاں راز ہو

تیری گلی میں پلکے جا جائے کہاں ترا گدا
کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی
مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہے

مختصر یہ کہ کلام بیدم شاعری کے لئے ایک نازِ سرمایہ امتیاز ہے۔ متکلم حقیقی اسے وہ حسنِ قبول عطا فرمائے جو ارباب محنت کی تمنا ہے۔

(خاکسار ریوزد مرادانی)

تقریظ از سخنورِ یکتا لسان الحقیقت حضرت مولانا افقر صاحب موہانی وارثی
(مالک و مدیر جامِ جہاں نما لکھنؤ)

جو نجہتِ صبح دمے کز آں گل نورسم خبرے رسد   زِ نسیمِ جعدِ معنبرش بمشامِ جاں اثرے رسد

شاعری کا معیار اس جذبۂ لطیف پہ ہے جو فطری طور پر ہر اہلِ ذوق کے دل میں بمراتب مختلف اوقات میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ دل کا تعلق احساس سے اور احساس وابستہ کیفیتِ درد سے ہے۔ اس لئے کسی شاعر کا معیارِ سخن صحیح معنوں میں دردِ احساس سے کسی حال میں علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس احساس و درد کو اگر شاعری سے لگاؤ نہیں تو وہ شاعری نہیں بلکہ اس کی ہوس یا آرزو ہے۔ اخی الطریقت حضرت سراج الشعراء لسان الطریقت بیدم شاہ وارثی اٹاوی کے جواہر افکار بیشتر انہی کیفیات و احساسات کے حامل ہوتے ہیں جن کا تذکرہ دو عبارات ماسبق میں کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سننے والے پر بیساختہ وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس سے کہنے والے نے متاثر ہو کر نظم کی ہے۔ میں موصوف کے کلام کو ایک عرصۂ دراز سے اسی رنگ و تاثیر میں ڈوبا ہوا سنتا چلا آرہا ہوں۔ اس کے ساتھ علم کلام اور علم بیان کی دوسری صفات محمودہ یعنی بلاغت، ترنم، واردات آمد، ندرت رنگینی وغیرہ غرضکہ دیگر محاسن سخن جو کسی شاعر کے کلام کو علاوہ مقبول عام بنانے کے اسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ ان کی بھی بالالتزام جھلک ہر موقعہ پر نظر آتی ہے۔ اور اس سے شاعر کے تبحر علمی اور مشقِ کلام نیز طبیعت کی روانی کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے معائب بھی لازمۂ کلام ہیں لیکن وہ اسی حد تک نظر انداز کئے جا سکتے ہیں جس قدر الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کا تعلق ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی حال ہے۔ شاہ صاحب موصوف کا کلام مختلف اصناف سخن پر محمول ہے اور ہر صنف میں اثر و تاثر کی پوری پوری تصویر نظر آتی ہے یعنی جہاں جس قسم کی مصوری درکار ہوتی ہے صرف کی گئی ہے اسی کو قدرت سخن کہتے ہیں

Scanned with CamScanner

سلسلۂ آتش مرحوم میں مولانا نثار اکبرآبادی ممتاز شاعر گذرے ہیں۔ آپ کو انہیں سے فیضِ سخن اور شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں آتش مرحوم کی سی کیفیاتِ قلبی، دردِ احساس، تصوف اور سوز و گداز کی چاشنی نمایاں نظر آتی ہے۔ کلامِ بیدم کی غیر معمولی شہرت و مقبولیت کا سبب نہ اخباری پروپیگنڈا ہے نہ احباب و تلامذہ کی عقیدتمندی۔ بلکہ ان کے کلام کا اس قدر مشہور و مقبول ہو جانا محض کلام کی قدرتِ بیانی اور جذبات کی حقیقت نگاری ہے۔ سننے والے نے خواہ کسی مطرب خوشنوا سے سنا یا کسی اخبار رسالہ میں پڑھا۔ بیساختہ گرویدہ ہو گیا۔ نہیں معلوم کتنے اربابِ ذوق تو ایسے ہیں جو بیدم شاہ صاحب کے نام کے شیدائی ہیں۔ اور جنہوں نے کبھی موصوف کو دیکھا بھی نہیں۔ صرف ان کے کلام سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت بیدم کے کلام کا طرۂ امتیاز نہ ان کی درویشانہ شخصیت ہے نہ ان کے احباب و معتقدین کی کثرت۔ بلکہ ان طرزِ بیان اور اندازِ سخن جس میں جدت، ندرت، درد، سوز و گداز اور عرضِ نیاز کا کچھ ایسا رنگ ہوتا ہے جو فوری اپنی طرف اہلِ ذوق کو کھینچ لیتا ہے۔ حقائق و معارف کی توجیہہ، تغزل کا التزام، تصوف کی چاشنی، واقعات اور واردات کی تشریح۔ تخیلات کی تعبیر ایسے مناسب اور صحیح طریقہ سے ادا کی جاتی ہے جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کلام خود کلیم کی تفسیر ہے۔ دیکھنے والے سب کچھ پائیں گے۔ یہاں دریا کو کوزہ میں بند کرنا مجھ ایسے بے بضاعت کا کام نہیں۔ قصد تھا کہ کوئی قطعۂ تاریخ طبعِ دیوان کا پیش کرتا۔ مگر برا ہو پریشانیٔ خاطر کا کہ یہ بھی نہ ہو سکا۔ دعا ہے کہ قادرِ مطلق اس دیوان کو مقبولِ انام فرمائے اور حضرت بیدم شاہ صاحب مدظلہٗ باوجود اپنی درویشانہ عزلت نشینی کے دنیائے سخن کے ذرہ ذرہ میں جلوہ افروز نظر آئیں۔

بہارِ عالمِ حسنش دل و جاں تازہ مے دارد
برنگ اربابِ صورت بنو اربابِ معنی را

(فقیر اقتدر مردان وارثی عفی عنہ مالک و مدیر جامِ جہاں نما از لکھنؤ)

تقریظ و تعارف از نقاشِ معانی حضرت علامہ حکیم ابو العلا صاحب ناطق لکھنوی

تصوف کے معروف اور عام مسائل مجالس شعر میں تعارف کے محتاج نہیں۔ باطنیات خصوصی ان کے لئے زبانِ اظہار کہاں؟

رموزِ باطنی لامحدود، غیر متعین اور ذخیرہ الفاظ تعینات کی ایک فرہنگ وجدانیات گویا مواہبِ باطنی کے نفسیات ہیں اور زبانِ ادب معاملاتِ ظاہری کے اسباب دونوں کے دو عالم جدا جدا ہیں۔ ان میں باہمی ربط ضبط ہے بھی اور نہیں بھی ہے

کیونکر اے صداتِ روحانی تجھیں ظاہر کروں
عالمِ باطن کے دکھوں کی زباں کوئی نہیں

ہر باطن کے لئے ظاہر، ہر منزل کے لئے راہ، ہر نور کے لئے حجاب، اور ہر حقیقت کے لئے مظہر ضرور ہوتا ہے مگر جو باتیں ظہور میں آئیں پھر وہ باطن ہی ظاہر ہے۔ جس منزل تک رسائی ہو جائے پھر وہ منزل بھی راستہ ہے۔ جب نور کا حجاب رفع ہو جائے پھر وہ نور بھی حجاب ہوا ہے ہے

جسے منزل سمجھتا ہوں وہ پھر منزل نہیں رہتی
حجاب و نور کا یہ سلسلہ یارب کہاں تک ہے

ہر لفظ ایک معنی رکھتا ہے، ہر معنی ایک مطلب، ہر مطلب ایک مفہوم رکھتا ہے۔ ہر مفہوم ایک نتیجہ۔ غرضیکہ ہر ذرہ ایک مسلسل اور متناہی زنجیر کی کڑی ہے۔ مگر کسی ذرے کی حقیقت کا انکشاف ناممکن۔ اگر ہو تو ذرہ ذرہ نہ رہے۔ نقطہ کی جگہ متعین ہو تو نقطہ نہ رہے قطرے کو حل کیجئے تو پھر قطرہ کہاں۔ مگر حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر حقیقت بغیر ظاہر ہوئے بھی نہیں رہتی۔ نرگس کی پنکھڑی کیمیاوی تشریح میں برباد ہو جاتی ہے۔ مگر جب اپنے آپ کو شاعر کے سپرد کر دیتی ہے تو بغیر خاک میں ملے اپنی حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی

ہے۔ حقیقت صوفی کے دل میں جا کر پوشیدہ رہتی ہے اور پناہ لیتی ہے۔ تاکہ اسے کسی کا ہاتھ بے نقاب نہ کر سکے۔ مگر شاعر اس کے کلیجہ میں ہاتھ ڈال کر باہر نکال لیتا ہے۔ اکثر وہ اس ظالم سے بال بال بچ جاتی ہے۔ بے درمان وہ شاعر ہے جو صوفی بھی ہو۔ جیسے بیدم شاہ کا دم ایک ایک سانس میں نفس آفاق کا پورا پورا دائرہ بناتا ہے۔ ایک ایک لفظ سے ہستی کی تصویر کھینچتا ہے۔ تصویروں میں جان ڈالتا ہے۔ حقیقت کو نمایاں کرتا ہے اور پھر حقیقت حقیقت ہی رہتی ہے۔ بال کی کھال کھینچتا ہے اور پھر بال بال میں موتی پروتا ہے۔ جو صوفی محض صوفی ہوتا ہے وہ قال کو حال لاتا ہے۔ گونگے کے خواب کی تعبیر دینا اس کی عبادت ہے۔ روح کا تار جنتری میں کھینچنا اس کی صنعت ہے۔

حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی حقائق معارف کے جس قدر آشنائے راز ہیں زمانے والے بھی جانتے ہیں۔ مگر اظہار معارف و حقائق پر ان کو جیسی اور جتنی قدرت ہے اس حقیقت کا عرفان بہت کم لوگوں کو ہے۔

ناطق

تقریظ از مصورِ جذبات حضرت ڈاکٹر متین صاحب قزلباش
صدر انجمن بہارستانِ ادب لکھنؤ

حضرت بیدم شاہ وارثی کی ادبی اہمیت و شہرت سے کون ادیب ہے جو واقف نہیں ادبی قوتِ جاذبہ کے علاوہ آپ میں اخلاق و تواضع کا ہر دلعزیز اور دلکش جوہر بھی ہے مجھ کو ایک مدت مدید سے شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں شرف نیاز حاصل ہے اور میں عرصۂ دراز سے آپ کے ادب و اخلاق کے جلووں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ اکثر آپ کے حرکات و سکنات آپ کے کمال نفس کا آئینہ بن جاتے ہیں۔ آپ کی قوتِ شعری اور کلام میں جلب حقیقت کے لمعات سے اہل بصیرت ہی کی آنکھیں منور و مستفیض ہو سکتی ہیں۔ یہ تجلیاں وہی دیکھے جس کی نظر میں بجلی کی قوتِ جاذبہ موجود ہے۔ آپ کے اشعار آثار فطرت اور انکشاف حقیقت کی رنگا رنگ تصویریں ہیں اور آپ کا قلم جادو رقم احساس روحانی کا سچا مصور۔ مجھ کو مسرت بالائے مسرت ہے کہ پھر آپ کے نادر و نایاب کلام کا ایک مجموعہ بہ تسمیہ نور العین جو زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔ یہ "نور العین" ایسے ایسے حقائق و معارف کا گنجینہ ہے جس کی ضیاء سے آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل بھی روشن ہوتا ہے۔ آپ کا ہر شعر صفائی خیال کا ایک خوشنما آئینہ ہے۔ اور آپ کی قوت تخیل عام فضائے شاعری سے کہیں زیادہ بلندی میں مشق پرواز کرتی ہے "نور العین" کے اوراق گلشن تعلیم روحانیت کے سرسبز تختے ہیں۔ خدا انھیں ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے۔ فقط

فقیر متین عفی عنہٗ۔

Scanned with CamScanner

تقریظ از افصح الفصحا رحضرت مولانا شفق صاحب عمادپوری صوبہ بہار

کہنے والے کہتے ہیں "قال اور ہے حال اور مجاز اور ہے حقیقت اور شاعر حسن مجازی کا گاہک، عارف حسن حقیقی کا خریدار۔ یہ دیوانہ وہ ہوشیار۔ یہ دلدادہ وہ جاں نثار" پھر جو غائی ہیں دونوں ایک ہی حسن کے۔ پروانے ہیں دونوں ایک شمع کے۔

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر　　پروانہ چراغ حرم و دیر نداند

سراج الشعراء بیدم کو شمع وارثی کہئے یا چراغ بزم سخن ہر طرح نور علیٰ نور، اردو غزل سرائی کے دور حاضرہ میں ایسے سحر البیان چند ہی نفوس نکلیں گے۔

خدا کے فضل سے بیدم کا دم غنیمت ہے

آپ کا دیوان صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ، ظاہری خط و خال کی طرح باطنی حسن و جمال سے پیراستہ، عاشقانہ جذبات کی تصویر، عارفانہ خیالات کا مرقع، روحانیت کا آئینہ اسم با مسمیٰ "نور العین" ہے۔ حسن اتفاق سے میرے لئے چار روزہ قیام دیوے شریف کا دورہ بھی عجیب دور تھا۔ حضرت بیدم کی ترانہ سنجیوں سے میکدۂ سخن گرم رہا۔ جام پر جام، ساغر پر ساغر چلتے رہے۔ آسمان سے ابر رحمت کی گہرافشانیاں بھی ہوتی رہیں۔ مئے دوآتشہ نے آنکھوں میں سرور دل میں نور پیدا کر دیا۔ کلام بیدم کو شاعرانہ فقیرانہ رنگ کی مئے دوآتشہ کہتے ہیں۔ وہ خصوصیتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) آپ نے غزل سرائی شروع کی تو سخنور عالی مقدار حضرت شاہ نثار اکبرآبادی ابوالعلائی ایسے استاد شفیق ملے جو قبلۂ اہل کمال یکتائے روزگار مولانا وحید الہ آبادی یادگار آتش لکھنوی مرحوم کے سلسلۂ تلامذہ سے تھے۔ آپ کا فطری ذوق سلیم اس پر حضرت نثار کی توجہ عروج سخن کا زینہ بن گئی (۲) لیکن ترقی سخن کی معراج کب ہوئی۔ قبولیت خداداد کی سند کس دربار سے ملی۔ اسی دربار سے جس نے نقر و فنا کا خلعت مرحمت فرمایا۔ وہ

کونسا دربار تھا؟ وہ کونسی رحمت بھری سرکار تھی؟

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

قبلۂ احرام پوشاں تجرید کعبۂ سرفروشاں توحید درویش روشن ضمیر سلطان بے تاج و سریر تاجدار فقر و فنا تخت نشین ملک بقا' زبدۂ ارباب وفا' قدوۂ اولیائے با صفا عاشق ازل و معشوق بارگاہ لم یزلی دلبند زہراؓ و جگر بند علیؓ حضرت شاہ حافظ حاجی وارث علی قدس سرہٗ الخفی والجلی جن کے کمال تجرد و تفرید نے ملک ہند میں دیوے شریف کو مرکز توحید و عرفان بنا دیا۔ اللہ اللہ وہ سخی سرکار جس کے فیضان گہر بار نے ایک عالم کو دولت فقر و فنا سے مستغنی کر دیا۔ بقول حضرت بیدم ایسے داتا سے کوئی مانگے تو اس کے سوا اور کیا کہہ کر مانگے ؎

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دیدے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے

کہاں تک لکھوں اور کیا لکھوں "جامہ ندارم دامن از کجا آرم و گنجائش قدر خواہ وصل خامہ و وسعت قرطاس کوتاہ۔ الفاظ پشیماں معانی۔ معانی شرمندۂ الفاظ" محبت کا تقاضا ہے کہ دعا بر دعا ختم کروں۔

الٰہی جب تک میکدۂ وارثی ہے محبت کے جام چلتے رہیں۔ خم کدۂ بیدم کے خم بھی ابلتے رہیں۔

الٰہی جب تک نغمے سے ساز' ساز سے نغمہ ہمدم ہے۔ مستان قاؤلی کے لب پر ترانۂ بیدم رہے۔

الٰہی جب تک بام فلک چراغ مہر جہاں تاب سے مطلع انوار ہے سراج الشعراء کی شمع سخن سے بزم سخن ضیا بار رہے۔

الٰہی جب تک غازۂ عشق سے چہرۂ شام و سحر گلنار رہے چمن بیدم کے دم سے گلزار رہے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

شفق

تقریظ از فخر الاطبا، وحید العصر، عالم علوم صوری و معنوی حضرت مولوی حکیم سید احمد صاحب احمد وارثی لکھنوی

بنام وارث عالم پناہے — علی صورت احمد دستگاہے
زبانہا از دیار اے گفتار — قلمہا از بزم لطفش گہر بار
اگر لفظ از دوش نقش وجودش — دگر معنی جواد از نمودش
زہے پیرزماں بیکس نوازے — ہمہ بیچارگاں را چارہ سازے
قضا را سر بجو احمد خاک پائش — قدر خود زیر فرمان رضائش

اشاللہ خامۂ اعجاز نگار حضرت بیدم را نازم کہ مسیحا نفسی جاں دادگان شیوہائے حسن و عشق را بتصویر۔ ایں نسخہ بیخود سوار وہائے تازہ بخشیدہ و بجادو دمی دلخستگان عشوہ ہائے ناز و نیاز اوہام رواں پیوندے پیش کشید نظم نغزش بداں آرزو کہ گوئی نگلے است از دُرہائے آبدار بزم قند سائے فرواں ترتیب دادہ عقد پروین است کہ سپہری سر دوش بر زمین قرطاس یارمغان فرستادہ حافظ ؎

معجز است ایں شعر یا سحر حلال — ہاتف آورد ایں سخن یا جبرئیل
آفریں بر کلک نقاشے کہ داد — بکر معنی را چنیں حسن جمیل

طرز ادائش بشوخی دل از کف معنی طرازاں ربودہ و حسن بیانش نقش سیحان و اہل از خاطر نکتہ پردازاں زدودہ تو دیز دان دیوانے ست یا گلشنے بر داغ ریاحین بداماں روح پرور مشام جاں نوازشامہ نواز یا صنم کدہ ایست تجلی افزائیاں سرافراز مسلماں سوز برہمن ساز کفر پرور ایمان گداز یا دفتر میخانہ محبت است کہ اوراقش را اگر انشائے دہی بادہائے جانفزا از ہر نوروش بباغ مذاق عاشقانہ ریزد و ہنگام عرض ہنگامہ رنگ و بر عطر و غنہ نظارہ و دماغ دیدہ و ماں نازک خیال نبرد بنام ایزد گلزار یست کہ گلہائے

زنگار رنگ بہر گوشہ چمن چمن افتادہ و نگاریست طناز کہ خود را بآرائش ہائے تو بتو عالم جلوہ داد نقشش نگار نگاہ و دکانے است از متاعہائے نادرہ کار بہزاراں ہزار صناع آراستہ حرف بحرف و کافیت کہ از قرش گوہر ہائے شہوار بگونا گون جائے بر خامے و دائرہ حروفش مشتاقاں جلوۂ مضامین را ماداں مانند کہ رہ زدہ داراں را بجال عیدو نقطہائش مفلسان جواہر معانی را راچناں نسے ہر قفل گنجہا را واند بجد۔ کوتاہی سخن چوں جادہ گفتار سر خود در دامن صحرائے اندیشہ پیچیدہ ہائے سلسلۂ تحریر بدیں جایگاہ رسید۔ خود بخود گفتم کہ شاید ما دیدۂ ما مدح سرودن واز گل ناچیدہ بزمرہ کشودن باذ بکیل مشت پیمودن است۔

غرق غرق تشویر شدم و طبل حدیقۂ تصویر خوش کردم و خوشتر بجیدم تا ازیں گرانمایہ خدمت کہ برادر گرامی منش آزادہ روش بیدم شاہ وارثی بمن ہیچ و کم از ہیچ بلطف بیکراں خود سپردہ است روش خود را سبکباری دہم و ترقیم قطعۂ تاریخ و من ز تبدیل ایں ہمہ بار گران از سر خود یکسو نہم۔ وھو ھذا:—

دلکش دیوان سبحان اللہ — عشق سراپا حسن مجسم
وحش خلد جدول کوثر — نقشش نقش اسم اعظم
نقش اعلیٰ لفظش موزوں — لفظش افصح معنی محکم
معنہائے نادرہ زائش — صوتِ عیسیٰ سیرتِ مریم
احمد بر گو مصرعۂ سالش — خاں سخن حیاتِ بیدم

۲۱ ۶ ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ سلام

بحضور شہنشاہِ کونین سرکار امام الاولیا وارث پاک روح اللہ ارواحہم

ای وارث و معین و مددگار خاص و عام
از ما غریب و خستہ دلم بر تو صد سلام

صد صد سلام مرشد و مولا و پیشوا
صد صد سلام ہادی و مہدی مقتدا

صد صد سلامہا بحضورِ فلک جناب
صد صد سلامہا بجگر بند بوتراب

ای سرو باغ مصطفوی بر تو صد سلام
ای آفتابِ عز و شرف بر تو صد سلام

ای جانشین میر نجف! بر تو صد سلام
نام و نشان مرتضوی بر تو صد سلام

ای یادگار مصطفوی بر تو صد سلام
ای آفتاب عز و شرف بر تو صد سلام

ای غمگسار و حامی و مشکلکشای من
وارث علی و وارث میراث پنجتن

بیدم کمینہ بندۂ بندگان تست
زیں در کجا رود کہ سگ آستان تست

سلامِ شوق

سلامٌ علیٰ شاہ گلگوں قبائے
سلامٌ علیٰ خواجہ دوسرائے

سلامٌ علیٰ جانشینِ محمد
سلامٌ علیٰ شمع دینِ محمد

سلامٌ علیٰ آلِ اکِ حبیب
سلامٌ علیٰ نورِ عین حسین

سلامٌ علیٰ رہنمائے طریقت
سلامٌ علیٰ خضرِ راہِ حقیقت

Scanned with CamScanner

سلامٌ علیٰ تاجدارِ سیادت — سلامٌ علیٰ شہریارِ ولایت
سلامٌ علیٰ گنجِ اسرارِ پنہاں — سلامٌ علیٰ کعبۂ دین و ایماں
سلامٌ علیٰ خسروِ مہ جبیناں — سلامٌ علیٰ تاجدارِ حسیناں
سلامٌ علیٰ نیرِ برجِ عرفاں — سلامٌ علیٰ گوہرِ درجِ ایماں
سلامٌ علیٰ ہادی و پیشوائے — سلامٌ علیٰ مرشد و رہنمائے
سلامٌ علیٰ داروئے دردِ ہجراں — سلامٌ علیٰ عیسیٔ دردمنداں
سلامٌ علیٰ مقصدِ دین و ایماں — سلامٌ علیٰ آرزوئے دل و جاں
سلامٌ علیٰ وارثِ دیں پناہے — ضیا بخشِ حسنِ رخِ مہر و ماہے

سلامٌ علیٰ جان و جانانِ بیدم
سلامٌ علیٰ دین و ایمانِ بیدم

سلام مقبول

السلام اے گہرِ قلزمِ شانِ شہدا — جانِ جانِ شہدا روحِ روانِ شہدا
السلام اے گلِ تر باغِ حیدر — جانشینِ نبویؐ چشم و چراغِ حیدرؓ
احمد و فاطمہؓ زہرا کی نشانی تسلیم — اے مرے پنجتن پاک کے جانی تسلیم
شہ تسلیم و رضا آپ کے لاکھوں مجرے — مظہرِ شانِ خدا آپ کو لاکھوں مجرے

وارث وہ اسلئے بیدم تجھے بیدم کا سلام
ایک بیدم ہی پہ کیا ہے تجھے عالم کا سلام

نیاز سلام

سلام اے ساقیٔ مستاں سلام اے پیرِ میخانہ — سلام اے مرشدِ پاکاں امامِ بزمِ رندانہ

باب السلام

اللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ بقدرِ حُسنِہٖ وجمالِہٖ

عشق آیا ہے رفعتِ خیالی لیکر
حُسن آیا شوکتِ خیالی لیکر
ہر اہلِ کمال لیکے آیا ہے کمال
بیدم آیا ہے بے کمالی لیکر

Scanned with CamScanner

سلام اے جلوۂ جاناں سلام اے شمعِ جاناں | تجلیِ حرم اے زینتِ ایوانِ تجانہ
سلام اے شیخ لاثانی سلام اے مرشدِ دوراں | سلام اے تاجِ محبوباں سلام اے صدرِ عرفاں
سلام اے خسروِ خوباں سلام اے لمعۂ خوبی | سلام اے تاجِ محبوباں سلام اے جانِ محبوبی
سلام اے پیشوا وارث سلام اے رہنما وارث | امیر المومنین وارث امام الاولیا وارث
سلام اے مرتضیٰ صورت سلام اے مصطفیٰ سیرت | سلام اے ہادیِ دیں سلام اے جدیِ ملّت
سلام اے سروِ بستانی بہارِ ہر گلستانی | سلام اے نورِ یزدانی سلام اے نقشِ ثانی
جبینِ شوق ہو میری ترا آستانہ ہو | ادا شام و سحر یوہی صلوٰۃ پنجگانہ ہو

سلام اے چارۂ بیدم علاجِ سوزِ پنہانی
سلام اے مونسِ بیدم طبیبِ دردِ روحانی

سلامِ مجبور

سلام اے ساقیِ مینائے عشق | سلام اے صاحبِ پیمانۂ عشق
سلام اے نیّرِ برجِ ولایت | سلام اے گوہرِ تاجِ ہدایت
سلام اے خضرِ وہادیِ طریقت | سلام اے رہبرِ راہِ حقیقت
سلام اے یوسفِ کنعانِ خوبی | سلام اے روحِ حسن و جانِ خوبی
سلام اے شمعِ بزمِ مصطفائی | سلام اے نورِ چشمِ مرتضائی
سلام اے روحِ زہرہ جانِ حسنینؓ | سلام اے زینتِ گلزارِ کونین
سلام اے کشتیِ دل کے نگہبان | سلام اے بے سر و ساماں کے ساماں
سلام اے بلبلِ گلزارِ وحدت | سلام اے قمریِ سروِ حقیقت
سلام اے ساقیِ کوثر کے پیارے | سلام اے عرشِ اعظم کے ستارے
سلام اے فاطمہؓ کے باغ کے پھول | سلام اے یادگارِ شاہ مقبول

Scanned with CamScanner

سلام اے گنجِ اسرارِ معانی
سلام اے شرحِ رمزِ من رانی

سلام اے چارہ سازِ دردِ پنہاں
سلام اے مسیحے بیمارِ ہجراں

سلام اے جانِ ارمانِ روحِ حسرت
سلام اے جانِ جانانِ محبت

سلام اے نگینِ باغِ تمنا
فروغِ مجلس و داغِ تمنا

سلام اے شیخِ عالم غوثِ دوراں
خطا پوش و خطا بخشِ مریداں

سلام اے خسروِ اقلیمِ عرفاں
شہِ وارث علی محبوبِ یزداں

سلام اے وارثِ دولت ہمارے
علیؑ کے لال زہراؑ کے دلارے

شبیہِ مرتضیٰ شانِ پیمبر
امیرِ لشکرِ میدانِ محشر

بہارِ گلشنِ کونین تسلیم
چراغِ خانۂ سبطینِ تسلیم

دلِ مہجور کے ارمان تسلیم
حسینانِ جہاں کے جان تسلیم

تمہارے روضۂ انور کے مجرے
درِ اقدس پہ صبح و شام سجدے

مری آنکھیں تصدق جالیوں پہ
نثارِ گنبدِ اطہر میرا سر

کلس پہ روضہ کے قربان جاؤں
میں مہر و ماہ کو صدقے چڑھاؤں

میں اُس زمینِ مقدس پہ ہوں قرباں
درِ اقدس پہ قرباں ہو مری جاں

دلِ مہجور لائے تاب کب تک
یہ آخر نیند کب تک خواب کب تک

میں صدقے میٹھی نیندیں سونے والے
فدا رخسار سے چادر ہٹا لے

اُٹھ اے جانِ جہاں سروِ خراماں
بہارِ خلد شمعِ بزمِ خوباں

دلِ عشاق کو پامال کر دے
جو پہلے تھا وہی پھر حال کر دے

وہی پہلی سی بزم آرائیاں ہوں
وہی اگلی سرود افزائیاں ہوں

مئے عرفاں کا پھر ہو دور ساقی
کہیں میخواریاں کچھ اور ساقی

بنے پھر ذرہ ذرہ مشعلِ نور
کہے دیوہ آنا طورھا آنا طورھا

دعائیں سب مری مقبول ہو جائیں
تمناؤں کی کلیاں پھول ہو جائیں
یہی حسرت ہے یہی ارمان بیدمؔ
انہی قدموں پہ نکلے جان بیدمؔ

رباعی

ناکام کو کامیاب کرنے والے
قطرے کو دُرِ خوشاب کرنے والے
بیدمؔ کی بھی قسمت کا ستارہ چمکا
اے ذرے کو آفتاب کرنے والے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحف ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نکلے مرا دل آئیں گے مر جائیں گے مٹ جائیں گے
پہنچیں تو ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خوبیاں کی جانب تکنے والو آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
دیکھو قد دلجوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ام ہی کا باب ہے یہ دیکھ لیا محراب حرم ہے
دیکھو خم ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہم سب کا رخ سوئے کعبہ ہے سوئے محمد روئے محمد
کہتے ہیں کعبہ روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھینی بھینی خوشبو سے بیدمؔ دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ادنیٰ ہے وصفِ کمالِ محمدؐ
کرو ختم زیرِ نعالِ محمدؐ
جدا ہو نہ دل سے خیالِ محمدؐ
زباں پر رہے قیل و قالِ محمدؐ

ہیں حسنینؑ حسن و جمالِ محمدؐ — علیؑ زورِ دستِ کمالِ محمدؐ
گلستانِ زہرا کا ہر بستہ پتّہ — ہے آئینہ دارِ خصالِ محمدؐ
سلام اور تری رحمتیں روز افزوں — الٰہی بر اصحاب و آلِ محمدؐ
حسین و جمیل و ملیحانِ عالم — نمک خوار خوانِ جمالِ محمدؐ
یہ ہے مختصر شرحِ شرع و طریقت — کہ اک قال ہے ایک حالِ محمدؐ
مری جان پُر غم، مرا قلب محزوں — اویسؓ ایک ہے اک بلالِ محمدؐ
مرے دل کا دل جان کی جان بیدمؔ — ملالِ محمدؐ خیالِ محمدؐ

عدم سے لائی ہے ہستی کو آرزوئے رسولؐ — کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسولؐ
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسولؐ — خوشا وہ آنکھ جو ہو محوِ حسنِ روئے رسولؐ
تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفٰےؐ کی قسم — چنے ہیں آنکھوں سے ذراتِ خاکِ کوئے رسولؐ
پھر ان کا نشۂ عرفاں کا پوچھنا کیا ہے — جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبوئے رسولؐ
بلائیں لوں تری اے جذبِ شوقِ صلِّ علیٰ — کہ آج دامنِ کھنچ رہا ہے سوئے رسولؐ
شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گلِ تر ہے — کسی میں رنگِ علیؑ اور کسی میں بوئے رسولؐ
عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدمؔ — کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں روبروئے رسولؐ

محشر میں محمدؐ کا عنوان نرالا ہے — امت کی شفاعت کا سامان نرالا ہے
خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے — انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے
تزئینِ شبِ اسریٰ دیکھی تو ملک بولے — کیا آج خدا کے گھر مہمان نرالا ہے
اقلیمِ محبت کی دنیا ہی نرالی ہے — دربار انوکھا ہے سلطان نرالا ہے
مستوں کے سوا تجھ کو سمجھا نہ کوئی سمجھے — اے پیرِ مغاں تیرا عرفان نرالا ہے

وہ مصحفِ رخ دل میں آنکھوں میں تصور ہے — انجیلی تلاوت ہے قرآن نرالا ہے
پھولوں میں مہکتا ہے بلبل میں چہکتا ہے — جلوہ تیری صورت کا ہر آن نرالا ہے
اس مصحفِ عارض کو قرآن سمجھتے ہیں — ان اہلِ محبت کا ایمان نرالا ہے
کعبہ ہو کہ بت خانہ مکتب ہو کہ میخانہ — ہر جا پہ تیرا جلوہ اے جان نرالا ہے
مضمون اچھوتے ہیں مفہوم انوکھے ہیں — دیوانوں میں بیدم کا دیوان نرالا ہے

قبلۂ دین کعبۂ ایمان رسولِ عربی — دو جہاں آپ پہ قربان رسولِ عربی
چاند ہو تم جو رسولانِ سلف تارے ہیں — سب نبی دل ہیں تو تم جان رسولِ عربی
صدقۂ حسنینؓ کا روضہ پہ بلا لو مجھ کو — ہند میں ہوں میں پریشان رسولِ عربی
کس کی مشکل میں تری ذات نہ آڑے آئی — تیرا کس پر نہیں احسان رسولِ عربی
کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر ہے تو — سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسولِ عربی
تیرا دیدار ہے دیدارِ الٰہی مجھ کو — تیری الفت میرا ایمان رسولِ عربی
مجمعِ محشر میں اس شان سے آئے بیدم — ہاتھ میں ہو ترا دامان رسولِ عربی

میرا دل اور میری جان مدینے والے — تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے
باعثِ ارض و سما صاحبِ لولاک لما — عینِ حق صورتِ انسان مدینے والے
بھر دے بھر دے میرے داتا مری جھولی بھر دے — اب نہ رکھ بے سر و سامان مدینے والے
کل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو — اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے
آڑے آتی ہے تری ذات ہر اک کھیا کے — میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے
پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین — پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے
دل بھی مشتاقِ شہادت ہے کہ مانندِ رجب — اس طرف بھی کوئی پیکان مدینے والے

Scanned with CamScanner

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں — میرے آقا میرے سلطان مدینے والے
سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدمؔ — یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے

ادا کی لے رہی ہے عرش کی ہم نشیں ہو کر — زمیں روضہ کی تیرے تیرے روضے کی زمیں ہو کر
رہا جو مدتوں تاجِ سرِ عرشِ بریں ہو کر — وہی چمکا عرب میں نورِ رب العالمیں ہو کر
محمد سر سے پا تک مظہرِ حسنِ الٰہی ہیں — کہ آئے دہر میں تصویرِ صورت آفریں ہو کر
کریں تزئین بہر دیاں عالم کی ضرورت ہے — تمہیں کیا چاہئے محبوبِ رب العالمیں ہو کر
محمد سب سے پہلے ہم گنہگاروں کو پوچھیں گے — ہمیں وہ بھول سکتے ہیں شفیع المذنبیں ہو کر
ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے — چلے دنیا سے ہم شیدائے ختم المرسلیں ہو کر
ہمارے سر پہ بیدمؔ ظلِ دامانِ محمد ہے — تو کیا کرلے گا پھر خورشیدِ محشر خشمگیں ہو کر

ماہِ درخشاں نیرِ اعظم صلی اللہ علیک وسلم — از سر تا پا نورِ مجسم صلی اللہ علیک وسلم
میرے ہی کیا کل کے منزہ بہتر سے بھی تم برتر — رحمتِ عالم خیرِ مجسم صلی اللہ علیک وسلم
ڈوبے ہوؤں کو تم نے ابھارا بگڑے ہوؤں کو تم نے سنوارا — حامی و محسنِ نوح و آدم صلی اللہ علیک وسلم
سب سے بڑھ کر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بالا — سرورِ دیں سردارِ دو عالم صلی اللہ علیک وسلم
حرزِ بیانی اسمِ اعظم دافعِ رنج و مصیبت بیدمؔ — نامِ مبارک قلزمِ محکم صلی اللہ علیک وسلم

سراجاً منیرا نگارِ مدینہ — تجلّی، کرم، بہارِ مدینہ
گھرا ہوں اکیلا میں انبوہِ غم میں — دہائی ہے اے تاجدارِ مدینہ
مبارک تجھے بخدا روحِ مجنوں! — میں سو جاں سے ہوں نثارِ مدینہ
الٰہی دمِ واپسیں سامنے ہو — وہ محبوبِ عالم نگارِ مدینہ

Scanned with CamScanner

مجھے گردشِ چرخ گو یوں ڈالے — جنوں میں یا رب غبارِ مدینہ
دلِ مبتلا سے ٹھکانے نہ پوچھو — جوارِ محمد دیارِ مدینہ
کہاں باغِ عالم کی بیدمؔ ہوائیں — کہاں وہ نسیمِ بہارِ مدینہ

شوقِ دیدار میں اب جی یہ مرے آن بنی — ارنی انت حبیبی شہِ مکی، مدنی
خاتمِ جملہ رسل شمعِ سبل مصدرِ کل — نخلِ بستانِ عرب سروِ ریاضِ مدنی
عشقِ النبی صلِّ علیٰ صلِّ علےٰ — مرحبا جذبۂ بیتابِ غریب الوطنی
کیوں نہ روضے کو ترے نورِ تجلا نور کہوں — قبۂ نور ہے چادرِ مہتاب تنی
موتی دندانِ مبارک کی چمک پر صدقے — لبِ رنگیں پہ ہے قربان عقیقِ یمنی
ہندیِ محتاج کو محروم نہ رکھئے سرکار — اے شہنشاہِ عرب یثرب و بطحا کے دھنی
سب کی سنتے ہیں تو تیری بھی سنیں گے بیدم — رائیگاں جا نہیں سکتی یہ کبھی نعرہ زنی

کیا پوچھتے ہو گرمئ بازارِ مصطفےٰ — خود بک رہے ہیں آ کے خریدارِ مصطفےٰ
دل ہے مرا خزینۂ اسرارِ مصطفےٰ — آنکھیں ہیں دونوں روزنِ دیوارِ مصطفےٰ
پھیلا ہوا ہے چاروں طرف دامنِ نگاہ — اور لٹ رہی ہے دولتِ دیدارِ مصطفےٰ
تفسیرِ مصحفِ رخِ پرنور والضحےٰ — واللیل شرحِ گیسوئے خمدارِ مصطفےٰ
نعلین پاسے عرشِ معلےٰ کو ہے شرف — روح الامیں ہیں غاشیہ بردارِ مصطفےٰ
بیدم نہ آؤں جا کے دیارِ رسول میں — تربت ہو زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

مناقب امام الطائفہ حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ

روحِ روانِ مصطفوی جانِ اولیاء — مولا علیؓ بہارِ گلستانِ اولیاء
مشکل کشائے قوتِ بازوئے مصطفےٰ — خیبر کشا و شیرِ نیستانِ اولیاء
بابِ علوم حیدرِ صفدر امامِ دیں — شاہ و امیر و قیصر و خاقانِ اولیاء

Scanned with CamScanner

...نی کریم یہ اشد بوالحسن — پُر ہے کرم سے آپ کے دامانِ اولیاء
...البصر ہے خاکِ قدم بوترابؓ کی — نقشِ قدم ہے قبلۂ ایمانِ اولیاء
...چہ کتابِ ولایت ہیں مرتضیٰؓ — اور غوث پاک مطلعِ دیوانِ اولیاء
...م سنائے جا یونہی نغمے بہار کے — خاموش ہو نہ بلبلِ بستانِ اولیاء

...ز دل قبلۂ جاں طاقِ ابروئے علیؓ — ہو بہو قرآنِ ناطق مصحفِ روئے علیؓ
...ے ذرّوں میں عطرِ بوترابی کی مہک — باغ کے ہر پھول سے آتی ہے خوشبوئے علیؓ
...صبا کیا یاد فرمایا ہے مولا نے مجھے — آج میرا دل کھنچا جاتا ہے کیوں سوئے علیؓ
...من فردوس ہے ہر گوشۂ شہرِ نجف — ہے مقیمِ خلد گویا ساکنِ کوئے علیؓ
...ش ہوں کونین کی آزادیاں اس پر نثار — ہے دلِ بیدم اسیرِ دامِ گیسوئے علیؓ

...ح حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سرتاجِ پیراں قطبِ جیلانی — میراں محی الدین شیخِ زمانی
خضرِ طریقت، شیخِ ہدایت — بحرِ حقیقت شیخِ معانی
جانِ پیمبر، جانانِ شبّر — حیدر کے دلبر زہرا کے جانی
ہاتھوں سے قرآں عقدہ کشائی — صدقہ لبوں پہ معجز بیانی
جود و سخا میں لطف و عطا میں — ہمسر تمہارا کوئی نہ ثانی
اے کاش! سنتے سرکارِ جیلاں — میری کہانی میری زبانی
اے رشکِ عیسیٰ بیدم ہے بیدم — کیجئے علاجِ دردِ نہانی

...ر دل میں مرے آئی یادِ شہِ جیلانی — پھرنے لگی آنکھوں میں وہ صورتِ نورانی
...مقصودِ مریداں ہو اے مرشدِ لاثانی — تم قبلۂ دینی ہو تم کعبۂ ایمانی

حسنینؓ کے صدقے میں اب میری خبر لیجئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ت سے ہوں لے مولا میں وقفِ پریشا
اب دستِ کرم ہی کچھ کھولے تو گرہ کھولے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آسانی میں مشکل ہے مشکل میں ہے آس
شاہوں سے بھی اچھا ہوں کیا جانئے کیا کیا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاتھ آئی ہے قسمت سے در کی تیرے د
سونے میں پڑے سنگ سے آزاد ہیں ہر دکھ سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بندوں کو ترے مولا غم ہے نہ پریشا
بیدمؔ ہی نہیں لے جان تنہا ترا سودائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عالم ہے ترا شیدا دنیا تری دیو

جان پر بن گئی اب آئیے شیئاً للہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مشکل آساں مری فرمایئے شیئاً ل
کشتیاں ڈوبی ہوئی آپ نے تیرائی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری امداد بھی فرمایئے شیئاً ل
آپ کا طالبِ دیدار ہوں غوث الثقلین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روئے زیبا مجھے دکھلایئے شیئاً ل
اپنے دادا اسد اللہ کے قدموں کا طفیل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دستگیری مری فرمایئے شیئاً ل
ہند میں بے سر و سامان ہے کب سے بیدمؔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کو بغداد میں بلوایئے شیئ

مدح حضرت خواجۂ خواجگان ولی الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس

خواجہ تری خاکِ آستانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے طرۂ تاجِ خسروانہ
ان کی ہی نظر کا ہوں نشانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دل لے کے جو ہو گئے روانہ
اے خواجہ معین الدین چشتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے ہادی و مرشدِ یگانہ
سن لو مری دکھ بھری کہانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سن لو غمِ ہجر کا فسانہ
مجھ پر بھی کرم کہ آپ کا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھ پر بھی نگاہِ خسروانہ
جن پر ہوئے مہربان خواجہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بخشا انہیں چشت کا خزانہ
سرکار کے ناوکِ ادا کا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے طائرِ سدرہ بھی نشانہ
پروانۂ عندلیب سے سن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے دل گل و شمع کا فسانہ

Scanned with CamScanner

قائم رہے تا قیامِ عالم ... یہ قصرِ بزمِ صوفیانہ
ہنگامِ سجود یائے خواجہ ... بیدمؔ ہو نیازِ بیگانہ

...ے بھر کر پیمانہ معین الدینؒ ... آباد رہے تیرا مےخانہ معین الدینؒ
...ہے تو میں بلبل تو سرو تو میں قمری ... تو شمع ہے میں تیرا پروانہ معین الدینؒ
...ں نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری ... کس سے میں کہوں اپنا افسانہ معین الدینؒ
...ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا ... ہے خلد بریں تیرا کاشانہ معین الدینؒ
...ش میں آنے کا میں نام نہ لوں بیدمؔ ... کہہ دیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدینؒ

حضرت شیخ المشائخ سلطان الدارین خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ

آپ کا دیوانہ ہوں محبوب الٰہی ... اپنے سے بھی بیگانہ ہوں محبوب الٰہی
...نے سے تیرے کہیں جا ہی نہیں سکتا ... وہ دردی کشِ میخانہ ہوں محبوب الٰہی
...ن مرا دل ہے مری جان تصدق ... تو شمع میں پروانہ ہوں محبوب الٰہی
...نگا ہوں کا تری روزِ ازل سے ... مستانہ ہوں مستانہ ہوں محبوب الٰہی
...بیدمؔ دلِ خستہ کے ارمان نہ پوچھو ... ارمانوں کا کاشانہ ہوں محبوب الٰہی

...ں دیتے ہیں مجھکو اور انہی سے مانگتا ہوں میں ... نظام الدین سلطان المشائخ کا گدا ہوں میں
...ے خواجہ جہاں میں آپ ہی کو لاج ہے میری ... بُرا ہوں یا بھلا جیسا ہوں لیکن آپکا ہوں میں
...بھی اپنی محبوبی کا صدقہ کچھ عنایت ہو ... کہ محبوب الٰہی تیرے در پہ آ کھڑا ہوں میں
...بافرید بخش گنج شکر کا واسطہ ... کہ شاہا الٰہی آلام سے گھبرا گیا ہوں میں
...بدوں حسرتیں لیکر تمہارے در پہ آیا ہوں ... زباں خاموش ہے لیکن سراپا مدعا ہوں میں
...ا غرض تمنا بھی عجب غرض تمنا ہے ... کہ تم کو مانگتا ہوں اور تمہی سے مانگتا ہوں میں
...وارث میرے والی نظام الدینؒ ہیں بیدمؔ ... انہیں کا مبتلا ہوں میں انہی پہ مرمٹا ہوں میں

Scanned with CamScanner

مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیان خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ

بہارِ باغِ جنت ہے بہارِ روضۂ صابرؒ — جوابِ عرشِ اعلیٰ ہے جوابِ روضۂ صابرؒ

یہاں کے پردہ میں اللہ غنی کی دید ہوتی ہے — یہیں کعبہ مدینہ ہے دربارِ روضۂ صابرؒ

زمیں کلیر کی رفعت کی فضا پر ناز کرتی ہے — فلک پڑھتا ہے پھر پھر کر ثنائے روضۂ صابرؒ

یہاں مردہ دل آکر حیاتِ تازہ پاتا ہے — بہارِ جاوداں ہے گلستانِ روضۂ صابرؒ

یہاں رنگیں چمن خونِ شہیدانِ محبت ہے — سدا پھولے پھلے یہ لالہ زارِ روضۂ صابرؒ

بناؤں غازۂ رخسار یہاں خاکِ کلیر کی — مری آنکھوں کا سرمہ ہو غبارِ روضۂ صابرؒ

تصور سے نظر میں کوندتی ہیں بجلیاں ہردم — عجب پُرنور ہیں نقش و نگارِ روضۂ صابرؒ

دلبرِ خواجہ فرید الدین گنج شکری — یا علی احمد علاء الدین صابر کلیری

شمعِ بزمِ فاطمی گلدستۂ باغِ رسولؐ — گوہرِ درجِ حسن مہرِ سپہرِ حیدری

شہریارِ کلیری شاہنشاہِ اقلیمِ فقر — صاحبِ صبر و رضا مسند نشینِ برتری

بہرِ خواجہ قطب الدینؒ حضرت بابا فریدؒ — از پئے خواجہ معین الدین چشتی سنجری

حقیقت میں ہو سجدہ جبہ سائی کا بہانہ ہو — الٰہی میرا سر ہو اور ان کا آستانہ ہو

تمنا ہے کہ میری روح جب تن سے روانہ ہو — دم آنکھوں میں ہو اور پیشِ نظر وہ آستانہ ہو

زباں جب تک ہے، اور جب تک ہے اس میں تاب باقی — تری باتیں ہوں تیرا ذکر ہو تیرا فسانہ ہو

مری آنکھیں بنیں آئینہ حسنِ روئے صابرؒ کا — دلِ صد چاک ان کی عنبریں زلفوں کا شانہ ہو

بلا اس کی ڈرے پھر گرمیٔ خورشیدِ محشر سے — ترے لطف و کرم کا جس کے سر پر شامیانہ ہو

نہیں تو مشقِ تیرِ ناز کی دھن ہے یہ وہ کیا جانیں — کسی کی جان جائے یا کسی دل کا نشانہ ہو

نہ پوچھو اس عندلیبِ خستہ ساماں کی حالت کو — قفس کے سامنے برباد جس کا آشیانہ ہو

سرِ بیدم ازل کے دن سے ہے وقفِ جبیں سائی — کسی کا نقشِ پا ہو اور کوئی آستانہ ہو

Scanned with CamScanner

چادر شریف

غریب پرور بندہ نواز کی چادر ۔۔۔ امیرِ یثرب شاہِ حجاز کی چادر
سروں پہ رکھے ہوئے آ رہے ہیں قدسی ۔۔۔ حضور صابرِ بندہ نواز کی چادر
بہار آتے ہی ساغر بکف ہیں میخانے ۔۔۔ ہے سر پہ ساقیِ میکش نواز کی چادر

دوائے دردِ دلِ ناصبور ہے بیدمؔ
مرے مسیح مرے چارہ ساز کی چادر

مدح حضرت شیخ الشیوخ مخدوم شیخ احمد عبدالحق صاحب ردولوی توشہ قدس سرہٗ

ائے میرے دریا دلِ ساقی میرِ میخانہ عبدالحق ۔۔۔ ائے میخوار دل کا صدقہ بھر دے پیمانہ عبدالحق
ہر ذرہ پرور تم ہو ہر دل میں ضیا گستر تم ہو ۔۔۔ تم شیخ بزم پیمبر ہو عالم پروانہ عبدالحق
ائے مرشد کامل دیں مائے محی الدینؒ معین الدینؒ ۔۔۔ ائے قطب جہاں شیخ عالم مخدوم زمانہ عبدالحق
پھرتا ہوں مصیبت کا مارا صدموں سے ہے دل پارہ پارہ ۔۔۔ تم ہی نہ سنو تو کون سنے میرا افسانہ عبدالحق
جو در پہ تمہارے آتا ہے منہ مانگی مرادیں پاتا ہے ۔۔۔ بیدمؔ کے بھی حالِ زار پہ ہو لطفِ شاہانہ عبدالحق

مدح محبوب حق و علی حضرت سیدنا امیر ابوالعلا احراری اکبرآبادی قدس سرہٗ

خدیو کشورِ دیں خسروِ ملک خدادانی ۔۔۔ امیر ابوالعلا شاہنشاہِ تعلیم خسروانی
علیؑ کے لال ہو خاتون جنت کی نشانی ہو ۔۔۔ معین الدین کے پیارے خواجہ احرار کے جانی
مجھے آسان ہے آسان بھی ہر کام مشکل ہے ۔۔۔ تمہیں مشکل نہیں سرکار میری مشکل آسانی
کرم کیجئے کہ محتاج کرم سرکار آیا ہوں ۔۔۔ رہا کیجئے کہ آیا ہوں گرفتارِ پریشانی
ادھر بھی اک نظر بیدمؔ درِ دولت پہ حاضر ہے ۔۔۔ معین الدین کا بردہ سگِ درگاہِ جیلانی

مدح حضرت شاہ عبد المنعم کنز المعرفت قادری شاہ ولایت دیوہ شریف

ہو مبارک تمہیں اے بادہ کشانِ منعمؒ | مے یہ کھل گئی لو آج دکانِ منعمؒ
تو بھی کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعمؒ | لامکاں سے بھی کچھ آگے ہے مکانِ منعمؒ
بے نشاں ہو تو ملے تجھ کو نشانِ منعمؒ | کہ جدا سارے جہاں سے ہے جہانِ منعمؒ
ہستی ہے نیستی اور نیستی ہستی ان کی | بے نشانی ہی تو ہے نام و نشانِ منعمؒ
حق سے جو چاہتے ہیں سب کو دلا دیتے ہیں | کبھی خالی نہیں جاتی ہے زبانِ منعمؒ
دولتِ قربِ الٰہی سے ہے سینہ معمور | ہیں سراپا ہی گنجِ نہانِ منعمؒ
الفتِ صاحبِ لولاک دلائے حسنینؓ | دلِ منعمؒ ہے اگر وہ تو ہے جانِ منعمؒ
یاں کا ہر ذرہ ہے گنجینۂ انوارِ خدا | بقعۂ نور ہے واللہ مکانِ منعمؒ
ساری دنیا سے نرالی ہیں ادائیں ان کی | سارے عالم سے جدا شوکت و شانِ منعمؒ
اے خوشا بخت ترے خاکِ دیارِ دیوہ | تیرے آغوش میں پاتا ہوں مکانِ منعمؒ
آپ کا ڈھونڈنا مشکل بھی آسان بھی ہے | آپ کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعمؒ
باغِ منعمؒ کا ہر اک خار گلوں سے بہتر | رشکِ صد روضۂ رضواں ہے مکانِ منعمؒ
بیدم ان آنکھوں کے قربان جو دیکھیں ان کو | صدقے اس دل کے جو ہو مرتبہ دانِ منعمؒ

چادر شریف

قادریہ چادر منعمؒ کی جیلانی چادر منعمؒ کی | محبوبی چادر منعمؒ کی سبحانی چادر منعمؒ کی
نور نظر وہاب ہے یہ جلوہ حسن محی الدین | ہم رنگ ردائے مرتضوی روحانی چادر منعمؒ کی
ہے تربتِ شاہ ولایت پیا بقعۂ نور الٰہی ہے | یا گوشۂ دامن رحمت یا نورانی چادر منعمؒ کی
عطر القدس خوشی میں ہے آئی مدینے سے بس کر | شاہانی چادر منعمؒ کی سلطانی چادر منعمؒ کی

گر شوقِ زیارت ہے بیدم تو دیکھو دل کی آنکھوں سے
از فرشِ زمیں تا عرشِ بریں طولانی چادر غم کی

مدح حضرت امام اولیا سیدنا وارث پاک طاب اللہ ثراہ و نور اللہ ضریحہ

حضرت وارث چراغِ خاندانِ پنجتن
یادگارِ پنجتن، نام و نشانِ پنجتن

شاہِ تسلیم و رضا ابنِ شہیدِ کربلا
خواجۂ گلگوں قبا روحِ روانِ پنجتن

سبز گنبد کے مکیں اے وارثِ دنیا و دیں
یاسِ قلبِ حزیں اے جانِ جانِ پنجتن

نیرِ برجِ سیادت گوہرِ تاجِ شرف
اے گلِ دہرا بہارِ بوستانِ پنجتن

قبلۂ ایمان و دیں نقشِ قدومِ اہلبیت
کعبۂ مقصود بیدم آستانِ پنجتن

ہے روزِ الست سے اپنی صدا وارث مجھ میں میں وارث میں
وہ روز مرا جیدا اس کا وارث مجھ میں میں وارث میں
دریائے وجود قطرہ ہے قطرے سے نمود دریا ہے
وہ نقطۂ خطِ تقدیر ہوں میں وہ خامہ ہے اور تحریر ہوں میں
میں صورت ہوں اور وہ معنیٰ وارث مجھ میں میں وارث میں
وہ راز ہے پردہ راز ہوں میں وہ زمزمہ ہے اور ساز ہوں میں
وہ راز ہے پردۂ راز ہیں وہ زمزمہ ہے اور ساز ہوں میں
ہے میری حقیقت آئینہ وارث مجھ میں میں وارث میں
وہ نیرِ برجِ احدیت میں پرتوِ شانِ احدیت
مجھے کہتے ہیں وہ مہر نما وارث مجھ میں وارث میں
وہ چمن ہے چمن کی بہار ہوں میں وہ بہار ہے رنگِ بہار ہوں میں
وہ شمع ہے اور میں اس کی ضیا وارث مجھ میں میں وارث میں
دیدار کی دھن میں صبح و مسا بیدم مجھے خوں روتے گذرا
حیرت چھائی جب یہ دیکھا وارث مجھ میں میں وارث میں

Scanned with CamScanner

بلائے جاں ہے حسنِ روئے وارث   قیامت قامتِ دلجوئے وارث
قیودِ کیش و ملت سے ہیں آزاد   اسیرِ حلقۂ گیسوئے وارث
ہے روزِ دیدِ وارث عید کا دن   ہلالِ عید ہے ابروئے وارث
انہی کو تک رہی ہیں سب کی آنکھیں   کھنچا جاتا ہے ہر دل سوئے وارث
مرا ایمان ہی حبِ وارث ہے   مرا کعبہ ہے بیدمؔ کوئے وارث
مرے دل کا دل جان کی جان وارث   مری زندگی کا ہے سامان وارث
بنائی ہے بگڑی ہوئی تم نے سب کی   مری مشکلیں بھی ہوں آسان وارث
انہیں روزِ محشر کا کھٹکا نہیں ہے   کہ جن کا بنا ہے نگہبان وارث
کوئی ایک دو ملک کا حکمراں ہے   تو دونوں جہاں کا سلطان وارث
دمِ نزع تو آ کے صورت دکھا دے   کوئی دم کا بیدمؔ ہے مہمان وارث
ہے آئینۂ پنجتن شانِ وارث   ہیں قربان وارث پہ قربان وارث
زمیں تابعِ حکمِ سرکارِ دیوہ   ہیں ساتوں فلک زیرِ فرمانِ وارث
مرا کیا بگاڑے گا خورشیدِ محشر   مرے سر پہ ہے ظلِ دامانِ وارث
کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے   ہے ہر شکل میں جلوہ گر شانِ وارث
نہ شاہی نہ شاہنشاہی کی تمنا   ہے بیدمؔ غلامِ غلامانِ وارث

ابنِ حسین و آلِ نبی وارثِ علی   چشم و چراغِ مرتضوی وارثِ علی
اے ہاشمی و مطلبی وارثِ علی   اے جانشینِ مصطفوی وارثِ علی
جانِ بتول و روحِ نبی دلبرِ حسین   سروِ ریاضِ باغِ نبی وارثِ علی
حل کر دے مشکلیں مری حلّالِ مشکلات   ہم شکلِ ہم شبیہِ علی وارثِ علی

سو جان سے ہے جانِ بیدمؔ خستہ ترے نثار
اے روح و راحتِ قلبی وارثِ علی

مہمان ہے خدا کا ہر مہمانِ وارث — اک شانِ کبریا ہے واللہ شانِ وارث
عشاقِ وارثی کو دیر و حرم سے مطلب — کونین سے جدا ہے واعظ جہانِ وارث
ہر نام نام ان کا ہر جا مقام ان کا — کیا پوچھتے ہو ان سے نام و نشانِ وارث
بلبل تری صدا سے ہوتا ہے درد دلمیں — تو نے اڑا لی کہاں سے طرزِ بیانِ وارث
خسرو کا تاج و تختِ کسریٰ و گنجِ قارون — لاتا نہیں نظر میں ہر پاسبانِ وارث
میدانِ حشر کی بھی رنگین بہار ہوگی — آئیگا پیش داور جب کاروانِ وارث

زاہد کو ہوں مبارک بیت الحرام کے سجدے
بیدم ہمارا سر ہو اور آستانِ وارث

فدا ہے جان تو دل مبتلائے وارث ہے — غرض کہ مجھ میں جو کچھ ہے برائے وارث ہے
وہ دل ہے دل جو ہے آئینہ دارِ حسن و جمال — وہی ہے آنکھ جو محوِ لقائے وارث ہے
زمیں دبوچ کے آنکھوں سے ترے چلتا ہوں — کہ دردِ دل کی دوا خاکپائے وارث ہے
اسی لئے ہے سرِ شوق اپنا وقفِ سجود — کہ ذرے ذرے دولت سرائے وارث ہے
نہ اتقا نہ ریاضت نہ زہد ہے نہ ورع — متاعِ بیدمِ خستہ عطائے وارث ہے

قدسیوں میں ہے شمار خادمانِ وارثی — رشکِ فردوسِ بریں ہے آستانِ وارثی
دل کے ذروں کو ہوس ہے کہ اڑا کر لے صبا — جس جگہ ہو خاکپائے عاشقانِ وارثی
عالمِ میثاق میں پی تھی شرابِ معرفت — ہوش میں اب تک نہیں ہیں میکشانِ وارثی
عرصۂ محشر میں بھی ان پر نہیں خوف و ہراس — پھر رہے ہیں جھومتے دیوانگانِ وارثی
دین و ملت سے جدا ہیں یاں کے آئین و طریق — یعنی دنیائے محبت ہے جہانِ وارثی
پنجتن کے نام کا طغرا ہے خطِ نور میں — دور سے چمکیگا محشر میں نشانِ وارثی

پھر تو بیدم منزلِ مقصود تک پہونچینگے ہم
بن گئے جب مٹ کے گرد کاروانِ وارثی

تری سرکار ہے عالی مرے وارث مرے والی
نہ رکھ دامن مرا خالی مرے وارث مرے والی

بتا دے مرنے والوں کے نشانِ تربت جائیں
کئے عاشق پامالی مرے وارث مرے والی

مری تسکین خاطر کو تصور ہی میں آ جاؤ
میں تنہا رات ہے کالی مرے وارث مرے والی

کبھی تک تک شب با ہو کہیں آنکھوں نہیں کہ دیکھی ہے
تمہاری آنکھ متوالی مرے وارث مرے والی

تمنا ہے یہ بیدم کی مری آنکھوں کے حلقے ہوں
تمہارے روضے کی جالی مرے وارث مرے والی

دل اٹھائے لئے جاتی ہے ہوا دیوے کی
بتی جلتی ہے مدینے فضا دیوے کی

برہمن کاشی پہ صدقے ہیں تو کعبہ پہ شیوخ
اور ہم خیر مناتے ہیں سدا دیوے کی

میرے ہر ذرہ کو پا بوسی وارث ہو نصیب
خاک بھی مجھکو بنائے تو خدا دیوے کی

حشر تک ہوش میں آنا نہیں ممکن ان کا
پی چکے ہیں جو مئے ہوش ربا دیوے کی

نکہتِ گیسوئے وارث میں بسی ہے بیدم
بوئے عرفاں سے معطر ہے صبا دیوے کی

فضل خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاء
قربانِ کردگار ہے فرمانِ اولیاء

وہ جانتے ہیں کیفیت بادۂ الست
جو پی چکے ہیں ساغرِ عرفانِ اولیاء

ہے بخشش خدا کرم اولیاء کا نام
ظلِ خدا ہے سایۂ دامانِ اولیاء

محبوب اور محب میں یہاں تفرقہ نہیں
واللہ اولیاء ہیں محبانِ اولیاء

اے زاہد فسردہ اگر شوقِ خلد ہے
آ دیکھ لے بہارِ گلستانِ اولیاء

ہر دل میں ان کے نور کی جھلکی ہے روشنی
وارث علی ہیں شمعِ شبستانِ اولیاء

شاہی کی جستجو نہ تجمل کی آرزو
بیدم ہے اک غلام غلامانِ اولیاء

تمہید تمنا ہے نہ عنوانِ تمنا
ناکامی ہے اک مطلعِ دیوانِ تمنا

اک دل تھا سو ہم کر چکے قربانِ تمنا
اب بے سروسامانی ہے سامانِ تمنا

ہاں ہاں یہی دل تھا کبھی ایوانِ تمنا
اب دیکھ رہے ہو جسے زندانِ تمنا

کیا جانے کوئی وسعتِ میدانِ تمنا
عالم بھی ہے اک گوشۂ میدانِ تمنا

اسد میرے شوق کو رکھے دلمیں
لے دیکھے ہی اک تو ہے جہانِ تمنا

پنہاں درِ یکتا کی طرح تھی یہ صدف میں
نکلی مرے دل سے تو بڑھی شانِ تمنا

یارب دلِ مشتاق کا ٹوٹے نہ سہارا
گُل ہو نہ کبھی شمعِ شبستانِ تمنا

لینا خبر اے شوق کہ یہ وقتِ مدد ہے
چھوٹا ہے مرے ہاتھ سے دامانِ تمنا

کب سے درِ مقصود پہ دم توڑ رہا ہے
کیا ہے کہ نکلتی ہی نہیں جانِ تمنا

سینہ جو ہوا چاک تو ارمان نکل گئے
آزاد ہوئے سارے اسیرانِ تمنا

در و دلِ بیتاب ذرا اور تھمے
ہاں اُمید دے خاک خاصانِ تمنا

مہندی نے چرایا کبھی پھولوں نے اڑایا
آخر نہ چھپا خونِ شہیدانِ تمنا

ہر ذرہ مری خاک کا ہے شوق کی دنیا
ہر قطرہ مرے اشک کا طوفانِ تمنا

یہ آخری ہچکی تھی مریضِ شبِ غم کی
یا ٹوٹا ہے قفلِ درِ زندانِ تمنا

داغِ دلِ بیدم کی چمک ہی نہیں جاتی
بجھتی ہی نہیں شمعِ شبستانِ تمنا

ترے جلووں کی نیرنگی سے دل ہے منتشر اپنا
ہوا جاتا ہے چھندلا مطلعِ ذوقِ نظر اپنا

تصور کی حدوں تک بڑھ گیا ذوقِ نظر اپنا
کہ دیکھو کا ہو گیا آخر تری تصویر پر اپنا

مقامِ عاشقی ہے بوالہوس سے دور تر اپنا
کہاں یہ منزلِ پستی کہاں اوجِ نظر اپنا

وہ زلفیں خواب میں ہم دیکھ کر جاگے تو یہ دیکھا
کہ اک تقدیر ہے ہاتھ اک زنجیر پر اپنا

بحمد اللہ کہ ان کے در پہ نکلی جانِ بیجد نحیں
جو ڈوبا بھی تو بیڑا ساحلِ مقصود پر اپنا

جلا کر خرمنِ ہستی کو اک دید کرے دل
تماشا آج تو بھی دیکھ لے پھونک کر گھر اپنا

... آئے ہیں تو ہم نام جانیکا نہیں لیتے
سمجھ رکھا ہے ... دلکو آرزو نے گھر اپنا

جگا دیگا یہی خوابِ لحد سے تھپکیاں دیکر
سلامت ہے اگر اے ہمنشیں دردِ جگر اپنا

فرازِ عرش سے کچھ دور پہنچیں سسکیاں دل کی
بھلا اس تنگنائے دہر میں کیا ہو گذر اپنا

فلک پر ڈھونڈتے ہیں ہم وہ اپنی برق جھکتی ہے
یہ معیارِ تجلی ہے، وہ معیارِ نظر اپنا

نظر تک اُنکی ہو پہنچے کسطرح مکتوبِ ناکامی
ٹھہر جاتا ہے طوبیٰ تک پہنچکر نامہ بر اپنا

لبوں پر آخری اک سانس ہے اور شمع بجھتی ہے
تو اے صبحِ ناکامی ہے قصہ مختصر اپنا

ضرور اک دن وہ بیدمؔ ہمکنارِ آرزو ہونگے
ہمیں کیا لینے جانا ہے دعا اپنی اثر اپنا

ذرا سے حرم سمجھے نہ جانے ناقِ بتخانہ
جہاں دیکھی تجلی ہو گیا قربان پروانہ

دلِ آزاد کو وحشت نے بخشا ہے وہ کاشانہ
کہ اک در جانبِ کعبہ ہے اور اک سوئے بتخانہ

بنائے میکدہ ڈالی جو تو نے پیرِ میخانہ
تو کعبہ ہی رہا کعبہ نہ پھر بتخانہ بتخانہ

کہاں کا طور مشتاق تھا وہ آنکھ پیدا کر
نظر میں ذرہ ذرہ ہو نگارِ حسنِ جانانہ

خدا لوری کرے یہ حسرتِ دیدار کی حسرت
کہ دیکھوں اور ترے جلووں کو دیکھوں بے حجابانہ

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں
کبھی پیمانہ شیشہ سے کبھی شیشہ سے پیمانہ

سجا کر لختِ دل سے کشتیٔ چشمِ تمنا کو
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لیکر یہ نذرانہ

کبھی جو پردۂ بے صورتی میں جلوہ فرما تھے
انہیں کو عالمِ صورت میں دیکھا بے حجابانہ

مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے
کہ اپنا ہی رہا اپنا نہ اب بیگانہ بیگانہ

جلا کر شمع پروانے کو ساری عمر روتی ہے
اور اپنی جان دے کر چین سے سوتا ہے پروانہ

کسی کی محفلِ عشرت میں پیہم دَور چلتے ہیں
کسی کی عمر کا لبریز ہونے کو ہے پیمانہ

ہماری زندگی تو مختصر سی اک کہانی تھی
بھلا ہو موت کا جس نے بنا رکھا ہے افسانہ

یہ لفظِ سالک و مجذوب کی ہے شرح اے بیدمؔ
کہ اک ہشیار ختم المرسلیں اور ایک دیوانہ

Scanned with CamScanner

مرے دردِ نہاں کا حال تجھ پر بیاں کیوں ہو
جو لفظوں کا ہو مجموعہ وہ میری داستاں کیوں ہو

سمجھ کر خونِ دل آنکھوں سے ٹپکا اشکِ غم نہاں کیوں ہو
ابھی حاصل ہو دردِ محبت رائیگاں کیوں ہو

تمہیں ڈر ہے کہ میری خاک سے دامن کشاں کیوں ہو
نہیں معلوم تم اس درجہ مجھ سے بدگماں کیوں ہو

ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی
مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو

شاد و شوق سے آ کر مٹا دو میری تربت کو
جو تم پر مٹ چکا ہو اسکا آخر بھی نشاں کیوں ہو

ترے نقشِ قدم پہ سر ہے تو ہے تصور میں
مرا نقشِ جبیں پھر بارِ سنگِ آستاں کیوں ہو

مجھے پامال بھی کرتے ہو اندازِ تغافل سے
مجھی سے پوچھتے بھی ہو کہ سرگرمِ فغاں کیوں ہو

بہارِ عارضِ گلگوں کا جلوہ ہے نگاہوں میں
خزاں نا آشنا ہوں میں مجھے خوفِ خزاں کیوں ہو

کہاں ایمان کس کا کفر اور دیر و حرم کیسے؟
تمہیں چھوڑے ہوئے اے جاں خیالِ دو جہاں کیوں ہو

نئی دنیا بسا دی لذتِ ذوقِ اسیری نے
قفس کے رہنے والوں کو خیالِ آشیاں کیوں ہو

ترے تیرِ ادا نے بیدم کو حیاتِ جاوداں بخشی
حیاتِ جاوداں کا نام مرگِ جاوداں کیوں ہو

مرے ہوتے ہوئے کوئی شریکِ امتحاں کیوں ہو
مرا دردِ محبت بھی نصیبِ دشمناں کیوں ہو

جو منزل تک پہنچتا ہے وہ گردِ کارواں کیوں ہو
تو گردِ کارواں بھی ہو تو گردِ رائیگاں کیوں ہو

وہی بزمِ تجلی ہے وہی شمعوں کی بے تابی
ابھی نکلے ہیں ہم خاموش از کن مکاں کیوں ہو

مراتب عدم جب پاک ہے حدِ تعین سے
تو پھر تیرے لئے قیدِ مکان و لامکاں کیوں ہو

خیالِ وصلِ جاناں طالعِ بیدارِ دشمن ہے
مری آنکھوں تک آتے آتے وہ خوابِ گراں کیوں ہو

مری آنکھوں سے پردہ ہے جو دل میں رہنے والے کو
تخیل ہو جو زنداں کیوں ہو تصور زر فشاں کیوں ہو

اگر میں ہوں تو پھر تم کیا تمہاری جستجو کیسی
ہمیں جب ہیں تو مجھ پر میرے ہونے کا گراں کیوں ہو

وہ شیدا حسنِ صورت پر فدا حسنِ معنی کے ہم
فسانہ قیس کا بیدم ہماری داستاں کیوں ہو

یہ نہیں معلوم کوئی زینت آغوش ہے
بے نیاز ہوش کتنا بے نیاز ہوش ہے

عرض حال اپنا لکھا انکی بزم میں اک جوش ہے
دفتر صد آرزو گویا لب خاموش ہے

ساقی آنکھوں میں تری وہ بادۂ پر جوش ہے
اک نظر میں میکدہ کا میکدہ بیہوش ہے

روز وصل یار ہے کیسی قیامت حشر کیا
ذرہ ذرہ آج پھیلائے ہوئے آغوش ہے

ایسے کھوئے ہیں کہ اپنا ہے نہ بیگانے کا ہوش
فکر فردا ہے نہ مستوں کا خیال دوش ہے

جلوہ گاہ ناز سے پردوں کا اٹھنا دیکھئے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا کسی کو ہوش ہے

عرصۂ محشر میں اک طوفان برپا کر دیا
قطرۂ خون دل عاشق میں کتنا جوش ہے

وہ نہیں آئے بھلے پھر آئیں گے بہر فاتحہ
شام ہی سے آج تو شمع لحد خاموش ہے

انکے رخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو
کس کو کتنی بیخودی ہے کسکو کتنا ہوش ہے

ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لئے
جو ترے کوچے میں ہے لے جان کفن بردوش ہے

کاش میری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو
یار کی اک آستاں تاج سر نیاز ہو

ہم کو بھی پامال کر عمر تری دراز ہو
مست خرام ناز او حشر خرام ناز ہو

چشم حقیقت آشنا دیکھے جو حسن کی کتاب
دفتر صد حدیث راز ہر ورق مجاز ہو

سامنے رہے یار ہو سجدہ میں سر نیاز ہو
یونہی حرم ناز میں آنکھوں بہر نماز ہو

اسکی حریم ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
جسکی گلی کی خاک کا ذرہ جہان راز ہو

تیری گلی سے جائے جا جائے کہاں ترا گدا
کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

بیدم خستہ ہجر میں جنکی جان زار ہے
جس نے دیا ہے درد دل کاش وہ چارہ ساز ہو

میں اور حسن یار کا جلوہ لئے ہوئے
ذرہ ہے دلفریبی دنیا لئے ہوئے

دل کا آنکھوں میں نقشہ لئے ہوئے
صحرا میں پھر رہا ہوں میں صحرا لئے ہوئے

Scanned with CamScanner

دردِ فراق، زخمِ جگر، داغہائے دل
آیا ہوں اُن کی بزم سے کیا کیا لئے ہوئے

کیونکر کروں نہ سجدہ رہِ کوئے یار میں
ہر ذرہ ہے تجلیِ کعبہ لئے ہوئے

بتخانے سے غرض ہے نہ مسجد سے واسطہ
پھرتی ہے مجھکو تیری تمنا لئے ہوئے

جس شاخ پر چمن میں بنایا تھا آشیاں
بجلی گری اسی کا سہارا لئے ہوئے

آنکھوں میں پھر رہا ہے جمالِ دوست
غش میں ہیں کلیم برقِ تجلی لئے ہوئے

دنیا سے بے نیاز زمانے سے بے خبر
بیدمؔ ہے تیرا تیری تمنا لئے ہوئے

ہوش بخشے میرا سوزِ غمِ پنہاں کوئی
گل کرے چراغِ تہِ داماں کوئی

زلزلوں سے نہ مجھے کرے پریشاں کوئی
ڈالدے قبر پہ خاکِ درِ جاناں کوئی

اس سے ہم کہتے ہیں ملتا ہے جو انساں کوئی
تیری شکل میں پنہاں ہے مری جاں کوئی

اسدا امید ہے غمکدے دل کی بہار
آج آئی اجڑے ہوئے گھر میں مہماں کوئی

حشر کے دن کی درازی کا بھرم کھل جائے
دیکھ لے آکے جو طولِ شبِ ہجراں کوئی

داغہائے غمِ جاناں سے ہے سینہ گلنار
باغِ عالم میں ہے فردوس بداماں کوئی

نازک انداز مجھے اپنی اداؤں کی قسم
ترکشِ ناز میں رہ جائے نہ پیکاں کوئی

ذرہ ذرہ ہے رہِ عشق کا صحرائے جنوں
دشتِ مجنوں ہے بیاباں میں بیاباں کوئی

لاکھوں آزادیاں اس ایک اسیری پہ نثار
آئے پہنچانے کو جب تا درِ زنداں کوئی

شانِ رحمت کیلئے حیلۂ بخشش بنجائے
بات اتنی ہے کہ ہو جائے پشیماں کوئی

پردۂ ہستی ہو موہوم اُٹھا دے بیدمؔ
دیکھے پھر تیری طرح جلوۂ جاناں کوئی

میری تربت پہ ہے انگشت بدنداں کوئی
خاک میں مجھکو ملا کر ہے پشیماں کوئی

رشکِ عیسیٰ ہو کوئی فخرِ سلیماں کوئی
ہو کے دیکھے تو گدائے درِ جاناں کوئی

Scanned with CamScanner

اب نہ وہ شورِ سلاسل ہے نہ آہوں کی صدا! — لے گیا سب ساتھ ہی رونقِ زنداں کوئی
مشغلِ راہِ وفا ہے مرا ذرہ ذرہ — کیوں مری خاک پہ کرتا ہے چراغاں کوئی
ان کے چہرے سے نقاب اُٹھتے ہی دنیا بدلی — کوئی دامن ہے سلامت نہ گریباں کوئی
ہے جبیں سائی سنگِ رہِ جاناں جو نصیب — آجکل اپنے مقدر پہ ہے نازاں کوئی

پھر چلا کعبہ سے ہی دیرِ بتاں کو بیدم
نہ ہوا ہو گا مری طرح پشیماں کوئی

ہتھیلی پر لئے سر عشق کے دربار میں آیا — میں جس سرکار کا بندہ تھا اس سرکار میں آیا
یہ کیفیت کہاں دیر و حرم کے سجدہ گاہوں میں — جو لطفِ جبہ سائی آستانِ یار میں آیا
نشیمن ہے نہ وہ گلبن نہ شاخ آشیاں کوئی — قفس سے چھوٹ کر ناحق ہی میں گلزار میں آیا

غمِ ناکامیٔ قسمت کی دنیا سے شکایت کیا۔
وہی بہتر ہے جو بیدم مزاجِ یار میں آیا

قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی — چادر پڑی ہے گوشۂ دامانِ یار کی
کیا فسانہ کیسی اذیت فشار کی — لذت ملی ہے قبر میں آغوشِ یار کی
وحشت یہ کہہ رہی ہے دلِ بیقرار کی — پھر خاک چھاننی ہے ہمیں کوئے یار کی
کوچے میں تیرے دوشِ صبا پر سوار ہے — کس اوج پر ہے خاک تیرے خاکسار کی
دل بھی گیا جگر بھی گیا جان بھی چلی — اچھی گھڑی ہے آرزوئے وصلِ یار کی
در پہ جگہ نہ دامنِ دلدار پر قرار — مٹی خراب ہے مرے مشتِ غبار کی
نیرنگیٔ زمانہ سے دل سیر ہو گیا — اب تو غمِ خزاں ہے نہ خوشی ہے بہار کی
عبرت سے نیبِ شباب پہ پیری کے نظر کرو — تصویر یوں میں گردشِ لیل و نہار کی
لاؤ نہ پیام ہی سے نہ کچھ کھا کے سو رہوں — دیکھیں ہے صبح کس نے شبِ انتظار کی
وہ جیتے جی پھر عیادت نہ آ سکے — اب آ رہے ہیں خاک اڑانے مزار کی

...ناپائدار ہستی ناپائیدار ہے
ہستی ہی کیا ہے ہستی ناپائیدار کی

بیدم نہ اپنا نخلِ تمنا ہرا ہوا
آئی بھی اور گذر بھی گئی رت بہار کی

...چھوئی رکاب مڑ کے کسی شہسوار کی
ہمت تو دیکھئے مرے مشتِ غبار کی

...رنے میں دیکھتا ہوں جھلک حسنِ یار کی
مشتاق کو تمیز نہیں زر و دنار کی

...ے اضطراب پردہ رازِ نہاں نہ کھول
مجھ کو قسم ہے گوشۂ دامانِ یار کی

...بجلی کی طرح مجھ کو تڑپنے سے کام کیا
تصویر ہوں میں اپنے دلِ بیقرار کی

...باد صبا مٹاتی ہے میرے مزار کو
مٹتی ہے یادگار ترے یادگار کی

...چھا ہوا کہ حسرت و ارمان مٹ گئے
اب چین سے کٹے گی دلِ بے قرار کی

بیدم جہاں میں صبحِ قیامت ہے جسکا نام
شاید وہی سحر ہے شبِ انتظار کی

...دلِ وحشی مرا شیدا اے زلفِ عنبریں ہو کر
چلا ہے نجد کو مجنوں کا سجادہ نشیں ہو کر

...سی کی سرکشی تیرے مقابل چل نہیں سکتی
رہیگا آسماں بھی تیرے کوچے کی زمیں ہو کر

...را ہوا امیدی کا اسے بھی لے چلی دل سے
خیالِ وصل جو برسوں رہا تھا دلنشیں ہو کر

...نے میں نے برسوں کام لی ہے میرے زخموں کی
تو کیا آنسو نہ پونچھیگی یہ تیری آستیں ہو کر

...ہو کیا ہے علاج اس میری برگشتہ نصیبی کا
کہ جب ہاں بھی کسی کے لب تک آئی ہے نہیں ہو کر

...ہماری خاک ہوتی یار کے نقشِ قدم ہوتے
ہم اس کو چومیں رہتے کاش پیوندِ زمیں ہو کر

...بجز دوری قسمت ہے کہ اسکے وصل کی حسرت
رہی آنکھوں ہی آنکھوں میں نگاہِ واپسیں ہو کر

...کوئی روئے کسی کی بے نیازی کو غرض کیا ہے
کسی کے اشک کیوں پونچھے کسی کی آستیں ہو کر

مرے ہی خرمنِ ہستی کو پھونکا اس نے اے بیدم
بچا یا غیر کا گھر میری آہِ آتشیں ہو کر

Scanned with CamScanner

دل کو میرے جلوہ گاہِ بُت نے روشن کردیا | رشکِ جنت یار کے صحرا نے ایمن کردیا
تو نے مجھ کو لے ایماں کا دشمن کردیا | کعبۂ دل کو مرے دیر و برہمن کردیا
اب بآسانی نکل جائیگی اپنی حسرتیں | یار کے تیرِ نظر نے دل میں روزن کردیا
وسعتِ شوق لقا کیا پوچھتے ہو اے کلیم | جس نے ہر ذرہ مجھے وادیِ ایمن کردیا
دشمنی سرکار کی کیا جانے کیا ڈھاتی ستم | دوستی نے آپکی دنیا کو دشمن کردیا
جوشِ وحشت کیا کیا یہ کیا کیا دستِ جنوں | جامۂ ہستی کا میرے چاک دامن کردیا
واہ رے قسمت جو دل گل تھی آپکی خوابگاہ | آج اسکی حسرت و ارماں کا مسکن کردیا

عشق پروانہ سے ہے بیدم فروغِ شمعِ حسن
میری بدنامی نے ان کا نام روشن کردیا

طور والے تیری تنویر لئے بیٹھے ہیں | ہم تجھی کو بتِ بے پیر لئے بیٹھے ہیں
جگر و دل کی نہ پوچھو جگر و دل میرے | نگۂ ناز کے دو تیر لئے بیٹھے ہیں
ان کے گیسو دلِ عشاق پھنسانے کیلئے | جا بجا حلقۂ زنجیر لئے بیٹھے ہیں
اے تیری شان کہ قطروں میں ہے دریا جاری | ذرے خورشید کی تنویر لئے بیٹھے ہیں
پھر وہ کیا چیز ہے جو دل میں اتر جاتی ہے | تیغ پاس ان کے نہ وہ تیر لئے بیٹھے ہیں
ستے عشرت کے مرے جلتے ہیں اغیار کے جام | ہم تہی کاسۂ تقدیر لئے بیٹھے ہیں

کشورِ عشق میں محتاج کہاں ہیں بیدم
قیس و فرہاد کی جاگیر لئے بیٹھے ہیں

بھر دیا دامن مرا رخ سے نقاب اٹھا دیا | جتنی تھی آرزو مجھے اس سے کہیں سوا دیا
کیا کہیں اسکی نگاہ نے کیا لیا اور کیا دیا | ہم نے جو کچھ لیا لیا اس نے جو کچھ دیا دیا
اپنے مریضِ ہجر کا خوب علاج کر گئے | سینہ پہ رکھ کے دستِ ناز دردِ جگر بڑھا دیا

مجھ کو مٹا کے یار نے قبر بھی دی ہے مٹا — نام وفا کے ساتھ ساتھ نقش وفا مٹا دیا

صورت شمع بزم ہوں میری کو بجھا دیا — شام ہوئی جلا دیا صبح ہوئی بجھا دیا

پیغام راز کی اگر آہ کا وہاں نہیں اثر — پھر کہو خواب سے کس نے انہیں جگا دیا

محمل کے قریب ہو کر مجنوں تو رہے محروم — اور دید سے لیلیٰ کی پردوں کا کھلنے مقسوم

لیلیٰ کے کلیجہ سے ہم رو ہی لیا کرتے — لے کاش کہیں ہیں نکلتے ارمان دل محروم

دل آتا ہے دل جاناں، الفت نہیں آفت ہے — ہاں تم نے کیا سمجھو ہاں ہاں نہیں کیا معلوم

دن آیا تو بیتابی رات آئی تو بے خوابی — جب دل کی یہ حالت ہے خیریت جاں معلوم

کہنے کو تو ہم دو ہیں پر فرد ہیں عالم ہیں — تم سا نہ کوئی ظالم ہم سا نہ کوئی مظلوم

اسرار محبت کو سمجھے کہ نہ کچھ سمجھے — اتنا ہی ہوا معلوم کچھ اور بھی نہ ہوا معلوم

نیچی نظر والے اک فتنہ محشر ہیں — کہنے کو بڑے بھولے بیچارے بڑے معصوم

پژمردہ نہیں کیا ہوں ہم مردہ نہیں کیا ہوں — ہاں زندہ تھے زندہ تھا جب اپنا دل محروم

بیدم یہ محبت ہے یا کوئی مصیبت ہے
جب دیکھئے افسردہ جب دیکھئے مغموم

پہلو میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے — آئینہ ہے جہاں وہیں آئینہ دار ہے

جگر میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے — کیا تیز گام ابلق لیل و نہار ہے

آہٹ پہ کان در پہ نظر بار بار ہے — کچھ خیر تو ہے کس کا تمہیں انتظار ہے

اک میں کہ مجھ سے سارے زمانے کو اختلاف — اک تم کہ تم پہ ساری خدائی نثار ہے

تم شوق سے جفا کئے جاؤ ستم کرو — یہ کس نے کہہ دیا کہ مجھے ناگوار ہے

یوں جا رہا ہوں میں محشر کے سامنے — سینہ پہ ہاتھ ہاتھ میں تصویر یار ہے

دامن کسی کا چھوتے ہی معراج ہو گئی — مشت غبار دوش ہوا پہ سوار ہے

جھگڑا چکائیں جان ہی دیدیں فراق میں — ہونا تو ایک دن یہی انجام کار ہے

کس کو سنا رہی ہے صبا مژدۂ بہار
ہم کیا کریں جو آمد فصل بہار ہے

نیرنگ روزگار پہ کس کی نظر نہیں
ہر آنکھ اک مرقع لیل و نہار ہے

بیدم ملے جو مجمع احباب دل نواز
پھر تو خزاں بھی ہو تو ہماری بہار ہے

گھونگھٹ اس رخ سے گر جدا ہو جائے
پھر کیا جانے کیا سے کیا ہو جائے

جان تم پہ مری فدا ہو جائے
دل لگانے کا حق ادا ہو جائے

کام کر جائے اُن کی پہلی نظر
ابتدا ہی میں انتہا ہو جائے

تم اگر زہر بھی مجھے دے دو
درد دل کی مرے دوا ہو جائے

کہئے تو کھینچیں دل سے آہ کوئی
کہئے تو حشر ابھی بپا ہو جائے

ان کے در پر مرد وں میں سجدوں میں
عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے

اک مری جان کے ہیں سو جھگڑے
فیصلہ کر دو فیصلہ ہو جائے

بس بھلائی اسی میں ہے بیدم
مجھ سے ان کا دل بُرا ہو جائے

اسکو دنیا اور عقبیٰ چاہئے
قیس لیلا کا ہے لیلے چاہئے

اب جو کچھ کرنا ہے کرنا چاہئے
آج ہی سے فکر فردا چاہئے

ان بتوں سے دل لگانے کیلئے
سچ ہے پتھر کا کلیجہ چاہئے

دیکھنا ان کا تو قسمت میں نہیں
دیکھنے والے کو دیکھا چاہئے

وہ نہیں آئے تو وعدہ پر نہ آئیں
اے اجل تجھ کو تو آنا چاہئے

مجھ سے نفرت ہے تو نفرت ہی سہی
چاہئے غیروں کو اچھا چاہئے

خلد والوں کو دکھانے کے لئے
اک ترے کوچہ کا نقشہ چاہئے

آگے اب جاتا کہاں ہے تیر ناز
تجھ کو میرے دل میں رہنا چاہئے

توڑ کر بیدم بت پندار کو
دیر کو کعبہ بنانا چاہئے

ساتھ دے کون ترے عشق میں وحشت کے سوا
کوئی ٹھہرے تو کہاں کنج ملامت کے سوا

ہجر کی راتوں کے جاگے جو لحد میں سوئے
کون اٹھائیگا انہیں شور قیامت کے سوا

یہی تقویٰ ہے یہی زہد یہی حسن عمل
کوئی سرمایہ نہیں تیری محبت کے سوا

بیخبر بھی ہوا اس حسن سے خود رفتہ بھی
اور عالم بھی ہے اک عالم حیرت کے سوا

ہائے ناکامئ قسمت کہ وہ فرماتے ہیں
اور باتیں کرو اظہار محبت کے سوا

عرصۂ حشر میں ہے شور کہ فرماتے ہیں
یہ تو اک اور قیامت ہے قیامت کے سوا

اسقدر مشق تصور ہو مری آنکھوں کو
کہ نظر آئے نہ مجھکو یار کی صورت کے سوا

ہے یہی میکدہ پیر مغاں کی تعلیم
شغل کوئی نہیں مئے الفت کے سوا

برہمن دیر کو کعبہ کو گئے حضرت شیخ
ہم کہاں جائیں گے تیرے در دولت کے سوا

رنج و غم یاس و قلق حسرت و ارمان و الم
سب گوارہ ہیں مجھے اک تری فرقت کے سوا

شوق سے آتش فرقت جگر و دل کو جلا
پھونکدے پھونکدے سب اپنی محبت کے سوا

شیخ کی باتوں میں بیتدم میراجی کیا جانے
اسکو آتا نہیں کچھ دوزخ و جنت کے سوا

بیگانہ نگہ دل کے افسانے کو کیا کہئے
اپنا نہ ہوا اپنا بیگانے کو کیا کہئے

جب دونوں ہی روشن ہیں اک تیری تجلی ہے
پھر کعبہ تو کعبہ ہے بتخانے کو کیا کہئے

ان مست نگاہوں کی تاثیر معاذ اللہ
گردش میں زمانہ ہے پیمانے کو کیا کہئے

اے مشعل بزم دل اے شمع حرم جاں
سب تجھپہ تصدق ہیں پروانے کو کیا کہئے

آتے ہیں ستانے کو جاتے ہیں رلانے کو
اس آنے کو کیا کہئے اس جانے کو کیا کہئے

فرقت میں جدھر دیکھو وحشت ہی برستی ہے
جب گھر کا یہ عالم ہے ویرانے کو کیا کہئے

وہ رو کے مرا کہنا دامن سے لپٹ جانا
اور ان کا یہ فرمانا دیوانے کو کیا کہئے

سورج کی کرن یا کہکشاں یا عقد ثریا سہرا ہے
اک نور کا تیلا دولہا ہے اک نور بھرا سہرا ہے

بہتر برتر افضل اعلیٰ محبوب دلآرا سہرا ہے
دنیا کی نگاہیں کیوں نہ پڑیں دنیا سے نرالا سہرا ہے

سہرے کی چمک مکھڑے کی رنگت نزہت کے پردوں میں
سہرے میں دیکھتا ہے مکھڑا مکھڑے پہ چمکتا سہرا ہے

فرق پہ زر تار بیچ اور عمامہ بھی مہندی گلگونا غازہ
دولھا ہے مرصع سرتاپا ایسا ہی سجا سہرا ہے

بیدم اسے گوندھ کے لایا ہے گلہائے سخن چن چن کر
پھولوں کا نہیں ری نہیں گلہائے سخن کا سہرا ہے

ان کے ناوک لگے سینہ میں مرے کیا دیکھئے
دل کے ہر گوشہ میں ارمانوں کی دنیا دیکھئے

لطف تو جب تھا کہ ہم بھی دیکھتے ان کا جمال
اور ہماری بے خودی کا وہ تماشہ دیکھئے

باغ میں چھپ چھپ کے جانے کا نتیجہ مل گیا
کتنے شرمائے وہ جب نرگس کو دیکھا دیکھئے

طالع بیدار دکھلاتا تری صورت تو ہم
دیدۂ یعقوبؑ کے خواب زلیخا دیکھئے

اشک حسرت کی فراوانی بھی اک طوفان ہے
یوں تو قطرہ ہے جو بہہ جاتا تو دریا دیکھئے

جوشِ وحشت میں کھاتے ہمت دستِ جنوں
ہم اگر کچھ وسعتِ داماں صحرا دیکھئے

قافلے ہو پہنچے ہزاروں منزلِ مقصود تک
ہم اکیلے رہ گئے نقشِ کفِ پا دیکھئے

دیدِ گل کے واسطے بلبل کی آنکھیں چاہئے
قیس کی آنکھوں سے بیدم حسن لیلیٰ دیکھئے

غمزہ پیکاں ہوا جاتا ہے
دل کا ارمان ہوا جاتا ہے

دیکھ کر الجھی ہوئی زلف ان کی
دل پریشان ہوا جاتا ہے

تیری وحشت کی بدولت اے دل
گھر بیابان ہوا جاتا ہے

ساز و سامان نہ ہونا ہی مجھے
ساز و سامان ہوا جاتا ہے

مشکل آسان ہوئی جاتی ہے
کیوں پریشان ہوا جاتا ہے

دل سے جاتے ہیں میرے صبر و قرار
گھر یہ ویران ہوا جاتا ہے

دل کی رگ رگ میں سما کر بیدم
درد تو جان ہوا جاتا ہے

اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے
آدمی کثرتِ انوار سے حیراں ہو جائے

تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے
ورنہ مشکل ہے کہ مشکل مری آساں ہو جائے

Scanned with CamScanner

او نمک پاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمک داں ہو جائے

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دیدے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہئ داماں ہو جائے

اس پہ بخت کی راتیں بھی کوئی راتیں ہیں
خواب راحت بھی جسے خواب پریشاں ہو جائے

خواب میں بھی نظر آ جائیں جو آثار بہار
بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریباں ہو جائے

سینۂ شبلی و منصور تو چھو نکا تو نے
اس طرف بھی کرم اے جنبشِ داماں ہو جائے

آخری سانس بنے زمزمہ ہو اپنا
سازِ مضراب فنا تارِ رگِ جاں ہو جائے

تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کر دے
ابھی بیدمؔ رسن و دار کا ساماں ہو جائے

ذرہ ذرہ سے ترا حسن نمایاں ہو جائے
اسکی پرواہ نہیں نظارہ پریشاں ہو جائے

جی بہلنے کا جنوں میں کوئی ساماں ہو جائے
گھر گریباں میں ہو یا گھر گریباں ہو جائے

دل وہی دل ہے جو خاکِ رہِ محبوب بنے
جان وہ جان ہے جو یار پہ قرباں ہو جائے

زاہد اسکو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے
کعبہ جس کیلئے سنگِ درِ جاناں ہو جائے

اسی امید پہ ہم خاک در یار ہو جائے
کہ رسائی کہیں تا گوشۂ داماں ہو جائے

اک دم میں حرم و دیر کے جھگڑے مٹ جائیں
یار کا حسن جو بے پردہ نمایاں ہو جائے

تیرے قبضہ میں ہے جبتک ہی مری یاد ہے
میرے سر تک جو پہنچ جائے تو احساں ہو جائے

یا تو پہنچا دے گلستاں میں قفس کو صیاد
یا یہی کنجِ قفس صحنِ گلستاں ہو جائے

یہ بھی اک معجزۂ وحشتِ دل ہے بیدمؔ
کہ مری خاک کا ہر ذرہ بیاباں ہو جائے

جناب وارثِ آلِ عبا کی چادر ہے
حضور خواجۂ گلگوں قبا کی چادر ہے

امیر شہر ولایت کریم ابن کریم
تمام خلق کے حاجت روا کی چادر ہے

نبیؐ کے لال کی مولا علیؓ کے جانی کی
یہ یادگارِ شہِ کربلا کی چادر ہے

گدانوازِ سخی۔ دستگیرِ مظلوماں
غریب پرور و مشکلکشا کی چادر ہے

ملے گا حسن کا صدقہ غریب بیدمؔ کو
جمیل حسن جمالِ خدا کی چادر ہے

یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بنا ڈالی
پھولوں سے جدا کلیاں کلیوں سے جدا ڈالی

سر کٹ کے ہتھیلی پر اور لختِ جگر چن کر
سرکار میں لائے ہیں اربابِ وفا ڈالی

رویا کہوں میں اسکو یا مژدۂ بیداری
غل ہے کہ نقاب اُس نے چہرے سے اٹھا ڈالی

اللہ رے تصور کی نقاشی و نیرنگی
جب بن گئی اک صورت اک شکل بنا ڈالی

ساقی نے ستم ڈھایا برسات میں ترسایا
جب فصلِ بہار آئی دوکان اٹھا ڈالی

خونِ دلِ عاشق کے اس قطرہ کا کیا کہنا
دنیائے وفا جس نے رنگین بنا ڈالی

بیدمؔ ترے گریے نے طوفان اٹھا ڈالے
اور نالوں نے دنیا کی بنیاد ہلا ڈالی

قلبِ مضطر سے سنی جب داستانِ آرزو
بجلیاں گرنے لگیں شرحِ بیانِ آرزو

کس قدر پر درد ہے میرا بیانِ آرزو
رو دیا جو سننے بیٹھا داستانِ آرزو

کیوں نہ ہجرِ حسن سے گل چاک پیراہن کرے
لے اڑی بلبل مرا طرزِ بیانِ آرزو

رعبِ حسنِ یار سے محفل میں ہم خاموش تھے
دیدۂ حیرت زدہ ہے ترجمانِ آرزو

کل زمیں آرزو تھی رشکِ چرخِ ہفتمیں
فرش پا انداز ہے اب آسمانِ آرزو

سن لیا اس نے جو کچھ ہم نے دمِ آخر کہا
تھی نگاہِ واپسیں گویا زبانِ آرزو

اے دلِ مضطر ترے دم تک ہے بیدمؔ کی حیات
تو مٹا تو مٹ گیا نام و نشانِ آرزو

تیغ کھینچی اُس نے اور تیور بدل کر رہ گیا
آج بھی شوقِ شہادت ہاتھ مل کر رہ گیا

نزع میں بیمارِ غم کروٹ بدل کر رہ گیا
جب کہا اُس نے سنبھل سنبھلا سنبھل کر رہ گیا

Scanned with CamScanner

طفلِ اشک آنکھوں سے نکلا خونِ دل کیساتھ ساتھ — ان کے دامن پر پڑا مچلا مچل کر رہ گیا
میرے آغوشِ تصوّر سے نکلنا ہے محال — اب خیالِ یار تو سانچے میں ڈھل کر رہ گیا
آتشِ رشک و حسد سے سنگ بھی خالی نہیں — دیدِ موسیٰ کو ہوئی اور طور جل کر رہ گیا
اک ہمارا دل کہ محوِ لذتِ دیدارِ شمع — ایک پروانہ کہ دیکھا اور جل کر رہ گیا
رازِ دل کا پردہ رکھا رعبِ حسنِ یار نے — حرفِ مطلب منہ سے نکلا اور نکل کر رہ گیا
یادِ جاناں میں تیری مزاجی کے نثار — دل میں جو کچھ تھا سوا تیرے وہ جل کر رہ گیا
جاں نثار دیکھا تھا آج اس درجہ بقتل میں ہجوم — خنجرِ قاتل بھی دو اک ہاتھ چل کر رہ گیا

سوز و سازِ عشق کا انجام بیدم دیکھ لو
شمع ٹھنڈی ہو گئی پروانہ جل کر رہ گیا

کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالۂ شبگیر کا — کوئی اتنا ہو کہ دامن تھام لے تاثیر کا
سینۂ عاشق کو بناتے ہیں نشانہ تیر کا — یوں پرکھ لیتے ہیں وہ کھوٹا کھرا تقدیر کا
ٹوٹ کر جو دل میں رہ جاتا ہے ٹکڑا تیر کا — بس وہی ٹکڑا ہے ٹکڑا قسمتِ نخچیر کا
اللہ دلے جذبۂ دل اب لاج تیرے ہاتھ ہے — امتحان ہے آج میری آہِ بے تاثیر کا
دل تو دل ہے جان بھی مانگے تو میں حاضر کروں — یہ نہیں ممکن کہ دل توڑوں تمہارے تیر کا
بے نقابِ صورتِ موہوم میری بیخودی — میری عریانی ہے پیراہن مری تصویر کا
نیم جانوں کی ہم نے دیکھ لیں بس دیکھ لیں — دردِ دل اٹھ تو ہی دامن تھام لے تاخیر کا
اے تری قدرت کے صدقے تیری صنعت کے نثار — خاک کا پتلا ہے خاکہ تری تصویر کا
دیدۂ مشتاق کی اللہ رے محرومیاں — اٹھ گیا گھونگھٹ تو پردہ پڑ گیا تصویر کا
ناتوانی ہے مرے رنگِ پریدہ کی طرح — کھنچتے کھنچتے اڑ گیا خاکہ مری تصویر کا
ہو محبت میں کیوں زنداں کی پابندی عزیز — سلسلہ ملتا ہے زلفِ یار سے زنجیر کا
کچھ نہ پوچھو ذرہ ہائے کوئے جاناں کی چمک — سامنا کرتے ہیں برقِ طور کی تنویر کا

میں بھی ہوں قاتل بھی ہے خنجر بھی ہے مقتل بھی ہے
آج بیدمؔ فیصلہ ہوگا مری تقدیر کا !

خیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں
بہار ہوگی، ہمارے لئے بہار نہیں

یہ سینہ داغوں سے کب لالہ زار نہیں
تم آکے دیکھو تو کس دن یہاں بہار نہیں

وہی بھلے ہیں جو پینے میں خراب ہوئے
وہ ہوشیار ہیں ساقی جو ہوشیار نہیں

عجب مزا ہے مرا دل ہے اس طرف بے چین
نگاہِ شوخ کو ان کی ادھر قرار نہیں

یہ کیسی ہوش ربا تھی نگاہ ساقی کی
کہ آج بزم میں کوئی بھی ہوشیار نہیں

یہ آس لائی ہے در پہ ترے کریم مجھے
کہ یاں نہیں کبھی سنتا امیدوار نہیں

یہ کس کی یاد مژہ کر گئی مجھے بے چین
یہ آج کیوں کسی پہلو مجھے قرار نہیں

مرے سر آنکھوں پہ رسوائیاں محبت کی
ملامتی ہوں ملامت سے مجھکو عار نہیں

سنا ہی کرتے تھے بیدمؔ یہ اب تو دیکھ لیا
کہ بگڑے وقت میں کوئی کسی کا یار نہیں

جس جگہ دل ہے وہیں یار کا پیکاں بھی ہے
صاحبِ خانہ جہاں ہے وہیں مہماں بھی ہے

یاس و حرمان بھی ہے حسرت بھی ارمان بھی ہے
اتنے ساماں پہ دلِ بے سر و ساماں بھی ہے

تیرے سینے میں جہاں دل وہیں پیکان بھی ہے
درد کے ساتھ مرے درد کا درمان بھی ہے

مجھ کو دشوار ہے ملنا ترا آسانی ہے
تو جو ہے تو یہ مشکل مری آسان بھی ہے

خانۂ دل میں جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا
عجب آرام طلب آپ کا پیکان بھی ہے

پاؤں پھیلیں تو کہاں چادرِ عریانی میں
ہاتھ اٹھیں تو کہاں جائیں گریبان بھی ہے

او کماندار ہو اک تیر میں دونوں کا شکار
دل بھی زد پہ ہے نشانے پہ مری جان بھی ہے

جسکی اس عالمِ صورت میں ہے رنگ آمیزی
اسی تصویر کا خاکہ تو یہ انسان بھی ہے

میرا لاشہ یونہی بے گور و کفن رہنے دو
ایسے جو مرتے ہیں انکی یہی پہچان بھی ہے

Scanned with CamScanner

کیوں نہ متوالا ہو بیدم تیرا اے پیر مغاں
مستیٔ بادہ ہے کیف مے عرفاں بھی ہے

کعبہ کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیئے — جانانہ چاہیئے در جانانہ چاہیئے
ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیئے — بس اک نگاہ مرشد میخانہ چاہیئے
حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں — اب اور کیا تجھے دل دیوانہ چاہیئے
عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے — لیلیٰ کو قیس شمع کو پروانہ چاہیئے
پروردۂ کرم ہے تو زیبا نہیں حجاب — مجھ خانہ زاد حسن پہ پردا نہ چاہیئے
شکوہ ہے کفر اہل محبت کے واسطے — ہر اک جفائے دوست پہ شکرانہ چاہیئے
بادہ کشوں کو دیتے ہیں ساغر یہ پوچھ کر — کس کو زکوٰۃ نرگس مستانہ چاہیئے

بیدم نماز عشق یہی ہے خدا گواہ
ہر دم تصور رخ جانانہ چاہیئے

جب خیال یار کا مسکن مرا سینہ ہوا — سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا
وقت آخر بام مقصد تک مجھے پہنچا دیا — ہچکیوں کا تار میرے واسطے زینہ ہوا
پرتو حسن و جمال یار سے بعد فنا — ذرہ ذرہ خاک کا میری اک آئینہ ہوا
مدتیں گزریں کہ خالی کاسۂ دل تھا مگر — دولت دیدار ہاتھ آئی تو گنجینہ ہوا
پیہم آتے ہیں اسی جانب خدنگ ناز سے — تودۂ مشق ستم گویا مرا سینہ ہوا
یوں تو پہلے بھی تھا دل آئینہ کہنے کیلئے — آپ کو دیکھا تو آئینہ کا آئینہ ہوا
اب قبائے رندیت سے کون بدلیگا اسے — جامۂ زہد و ورع زاہد کا پارینہ ہوا
اک تھا میں اور تو لیکن یہ حسن اتفاق — تو بنا تصویر اور میں تیرا آئینہ ہوا

بیدم ان گیسو و رخ کا جو نظارہ کیا
شب شب قدر اور دن نور آئینہ ہوا

سنانے کو میں مبتلائے محبت — سنو تو کہوں ماجرائے محبت
جو دینا تھا مجھ کو خدائے محبت — مجھے موت دیتا بجائے محبت
وہی دن تو دل کی تباہی کا دن تھا — کہ جس دن پڑی تھی بنائے محبت
محبت کے کوچے میں جو مٹ گئے ہیں — ہے زیبا انہی پر قبائے محبت
مری آنکھ ہے منظرِ حسنِ جاناں — مرا دل ہے خلوت سرائے محبت
کروں کیوں نہ سجدے تجھے حسنِ جاناں — میں بندہ ہوں تو ہے خدائے محبت
یہ ہر ایک سے ہم پوچھتے پھر رہے ہیں — کوئی جانتا ہے دوائے محبت
شہ حسن کچھ اپنی خیرات دینا — کہ حاضر ہیں در پہ گدائے محبت
ظہورِ محبت بقائے دل و جاں — فنائے دو عالم فنائے محبت

وفا گر کرے زندگی اپنی بیدم
تو تا حشر جھیلوں جفائے محبت

تجھ سے پاتے نہیں اے دوست یہ منزل خالی — تو ہی تو ہوتا ہے ہو جاتا ہے جب دل خالی
ننگ ہو جائیں جو در سے ترے سائل خالی — بھرے کاسہ جو ہو ساقی سرِ محفل خالی
پھر اسی طرح سے ہو زینتِ محمل اے یار — ہم سے دیکھا نہیں جاتا ترا محمل خالی
اشک یوں آنکھ سے بیگانہ ہوئے وصل کی شب — کشتیاں ہوتی ہیں جیسے لبِ ساحل خالی

فصلِ گل جاتے ہی گلشن ہوا ویراں بیدم
کر گئے اپنے نشیمن کو عنادل خالی

صبر آئے کس طرح تیرے قول و قرار پر — کیا اعتبار زندگیٔ مستعار پر
طول اس قدر ہوا گلۂ اختصار پر — آخر کو بات ٹل گئی روزِ شمار پر
آنسو بہا رہے ہیں وہ میرے مزار پر — ابرِ کرم برستا ہے مشتِ غبار پر
طغرا بنا ہے صنعتِ پروردگار کا — ہر نقش صفحۂ چمنِ روزگار پر
مشتاقِ دید ہوں مجھے جلوہ دکھائیے — پھر خدا نہ ٹالیے روزِ شمار پر

Scanned with CamScanner

قلبِ حزیں کے گرد ہیں ارمان اس طرح　　پروانے جیسے جمع ہوں شمعِ مزار پر
واعظ میرے گناہوں پہ تیری نگاہ ہے　　میری نظر ہے رحمتِ پروردگار پر
نیچے نکل کے دیدۂ گریاں سے طفلِ اشک　　مچلے ہوئے ہیں گوشۂ دامانِ یار پر
پایا ہے میں نے خاک میں مل کر درِ حبیب　　ناحق ہے رشک غیروں کو میرے وقار پر
تم کو ترس نہ آئے تعجب کی بات ہے　　دشمن بھی رو رہے ہیں مرے حالِ زار پر
یاں ایک بڑھ کے روزِ قیامت سے بڑھ گئی　　حیرت ہے مجھ کو طولِ شبِ انتظار پر

بیدمؔ اگر خزانۂ کونین بھی ملے
صدقے کروں میں دولتِ دیدارِ یار پر

دل تاک ہی ہے تری دزدیدہ نظر آج　　لٹتا ہے مری پیاری تمناؤں کا گھر آج
شاید کہ ہوئی میرے مسیحا کو خبر آج　　اب ٹیس ہی دل میں ہے نہ وہ دردِ جگر آج
دیکھا نگہ لطف سے اس بت نے ادھر آج　　کچھ ہو تو چلا ہے مری آہوں میں اثر آج
گم ہو گئے گم کر گئی ساقی کی نظر آج　　پہروں نہیں ہوتی آپ اپنی خبر آج
یونہی جو ترقی پہ رہا دردِ جگر آج　　بیمار ترا دیکھ نہ پائے گا سحر آج
صد شکر یہ دن ترکِ تمنا نے دکھایا　　اب ڈھونڈتا پھرتا ہے دعاؤں کا اثر آج
دشمن بھی ہے اور ہم بھی مشتاقِ شہادت　　اب دیکھیں کہ تیغ اِدھر ہو کہ اُدھر آج
کم صبحِ قیامت سے نہیں صبحِ شبِ ہجر　　دیتے ہیں خبر حشر کی آثارِ سحر آج
ہو جائے نہ اس بزم میں اظہارِ محبت　　لے ڈوبیں نہ مجھ کو یہ کہیں دیدۂ تر آج
دل ہی کو قرار آئے نہ وہ آئیں نہ موت آئے　　کٹتی ہے شبِ ہجر نہ ہوتی ہے سحر آج

گلدستۂ تحسین ترا نذرانہ ہے بیدمؔ
گلہائے فصاحت کا ہے سہرا ترا آج

گلزارِ محبت کی فضا میرے لئے ہے　　بس خوب ہی آب و ہوا میرے لئے ہے
ہے ہاتھ میں دامن مرے فرزندِ نبیؐ کا　　بوئے چمنِ آلِ عبا میرے لئے ہے

ہاں شیفتۂ حسنِ ازل سے ہوں میں تیرا
ہاں ہاں تری الفت کا مزا میرے لئے ہے

وارث ترا در مجھ سے نہیں چھوٹنے والا
میں تیرا ہوں تو نامِ خدا میرے لئے ہے

بے ہوش ہوا ہوں نگہِ مست سے تیری
کافی تیرے دامن کی ہوا میرے لئے ہے

تو لاکھ کھینچے مجھ سے نہ چھوڑونگا میں دامن
کیا اور کوئی تیرے سوا میرے لئے ہے

ہاں ہاں مجھے تو شربتِ دیدار پلا دے
ہاں ہاں یہی دارو ئے شفا میرے لئے ہے

زاہد تری قسمت میں کہاں ایسی عبادت
یہ سجدۂ نقشِ کفِ پا میرے لئے ہے

میں عشق کے کوچے سے کہیں جا نہیں سکتا
اک مرشدِ کامل کی دعا میرے لئے ہے

آزاد روی حصہ میں اغیار کے بیدم
پابندیٔ آئینِ وفا میرے لئے ہے

ہم بھی ہوں یار بھی لطفِ ملاقات رہے
یہی دن یہی راتیں یہی برسات رہے

شب کو رندوں میں عجب لطفِ مساوات رہے
مختلف شکل میں سب تھے مگر اک ذات رہے

رات دن صحبتِ اغیار مبارک باشد
آپ دن کو بھی نہیں جائیں جہاں رات رہے

سخت جانی ہے ادھر یاں نزاکت ہے ادھر
خنجرِ یار کی اللہ کرے بات رہے

کس کے پہلو میں رہے کیسے رہے یہ نہ کہو
مگر اتنا تو بتا دو کہ کہاں رات رہے

عمر سب حلقۂ رنداں میں بسر کی ہم نے
مر کے بھی خاکِ درِ خرابات رہے

میکدہ تیرا سلامت رہے اور تو ساقی
تا ابد قبلۂ حاجات و مرادات رہے

منہ نہ موڑیں گے محبت میں وفا سے بیدم
جان جاتی رہے کیا غم ہے مگر بات رہے

وہ کیا نہیں کرتے وہ کیا کر نہیں سکتے
کرتے نہیں کیا میری دوا کر نہیں سکتے

گرتوں کو اٹھایا کبھی مردوں کو جلایا
کیا میری مدد شیرِ خدا کر نہیں سکتے

اب زیست سے تنگ آ گیا بیمار تمہارا
تم زہر ہی دے دو جو دوا کر نہیں سکتے

باز آ نہیں سکتے وہ کبھی اپنی جفا سے
ہم ترکِ رہ و رسمِ وفا کر نہیں سکتے

یہ قیدِ مصائب بھی کوئی قید ہے بیدمؔ
وہ چاہیں تو کیا مجھ کو رہا کر نہیں سکتے

کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے
دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے

دیدۂ شوق کہیں راز نہ افشا ہو جائے
دیکھ ایسا نہ ہو اظہارِ تمنا ہو جائے

آپ ٹھکراتے تو ہیں قبرِ شہیدانِ وفا
حشر سے پہلے کہیں حشر نہ برپا ہو جائے

آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جس کو آ جائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے

کم رو نہ قیامت سے شبِ وصل اس کی
شام ہی سے جسے اندیشۂ فردا ہو جائے

کیا ستم ہے ترے ہوتے ہوئے لے جذبۂ دل
میرا چاہا نہ ہوا اور غیر کا چاہا ہو جائے

شرم اس کی ہے کہ کہلاتا ہوں کشتہ تیرا
زندہ جینے سے ہو جاؤں تو مرنا ہو جائے

میرا ساماں میری بے سر و سامانی ہے
مر بھی جاؤں تو کفن دامنِ صحرا ہو جائے

دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
پھر تو کچھ دوسری دنیا مری دنیا ہو جائے

اس کی کیا شرم نہ ہوگی تجھے لے شانِ کرم
تیرا بندہ جو ترے سامنے رسوا ہو جائے

تو اسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے
کیسے ممکن ہے کہ بیدمؔ بھی کبھی تم سا ہو جائے

دل میں جو ترے تیرِ نظر آئے ہوئے ہیں
وہ مجھ پہ مری جان ستم ڈھائے ہوئے ہیں

دل کیا ہے جگر تک مرا برمائے ہوئے ہیں
پیکاں ترے تیروں کے غضب ڈھائے ہوئے ہیں

آئے بھی شبِ وعدہ تو کیا آئے کہ آ کر
بے طرح پریشان ہیں گھبرائے ہوئے ہیں

محفل میں تو شوخی سے کئے قتل ہزاروں
خلوت میں جو آئے ہیں تو شرمائے ہوئے ہیں

اس پر بھی وہ ملتے ہیں تو ایمان ہے اُن کا
غیروں سے جو ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں

معشوق ہیں کچھ کاکلِ پیچاں تو نہیں آپ
کیوں الجھے ہوئے بیٹھے ہیں بل کھائے ہوئے ہیں

بیدمؔ وہ جواں ہونگے تو کیا ہونگے نہ پوچھو
بچپن ہی سے جو آفتِ ستم ڈھائے ہوئے ہیں

شمع حرم جان ہے یا مشعلِ بت خانہ — کیا کیا میں کہوں تجھ کو اے جلوۂ جانانہ
منزل مرے مقصد کی کعبہ ہے نہ بتخانہ — ان دونوں سے آگے چل لے ہمت مردانہ
میخواروں کے حلقے میں ساقی کوئی پیمانہ — میخانہ میں حاضر ہے دردی کش میخانہ
سب نقش خیالی ہیں کعبہ ہو کہ بت خانہ — تو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جانانہ
ساقی ترے آتے ہی یہ جوش ہے مستی کا — شیشہ پہ گرا شیشہ پیمانے پہ پیمانہ
میرا دلِ ویراں بھی آباد کئے جانا — اے زینتِ ہر محفل اے صاحبِ ہر خانہ
زاہد مری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے — چھوٹا ہے نہ چھوٹیگا سنگِ درِ جانانہ
تو شمع صفت لے کر آئے جو سرِ محفل — پروانہ بنے بلبل بلبل بنے پروانہ
مٹ کر ہے باقی جو تجھ پہ مٹے ساقی — جب مٹتے ہیں بنتے ہیں خاکِ درِ میخانہ
یاں کافر و مومن کی تفریق ہے لاحاصل — سب یار کے جلوے ہیں اپنا ہے نہ بیگانہ
کیا لطف ہو محشر میں شکوے ہیں کئے جاؤں — وہ ہنس کے کہے جائیں دیوانہ ہے دیوانہ

معلوم نہیں بیدم میں کون ہوں اور کیا ہوں
یوں اپنوں میں اپنا ہوں بیگانوں میں بیگانہ

اک ذرا سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا — چار حرف آرزو تھے جن کا دفتر ہو گیا
قیدیٔ زندانِ غم اس درجہ خودسر ہو گیا — سر جہاں دیوار سے مارا وہیں در ہو گیا
میرے دل کے راز کا اظہار سب پر ہو گیا — جو نہ ہونا تھا وہی سے دیدۂ تر ہو گیا
اضطرابی کا خزانہ دیدۂ تر ہو گیا — جو گرا فرقت میں آنسو قلب مضطر ہو گیا
تشنہ کامانِ تمنا پی گئے سب چلتے ہوئے — چلتے چلتے ان کا عجز دورِ ساغر ہو گیا
تم سے بیمارِ محبت کا مداوا ہو چکا ! — کر چکے تم اور علاج قلب مضطر ہو گیا
تھا وہ مستانہ کہ جب ڈوبا ہوں بحرِ فکر میں — ہر حبابِ موجِ مستی میرا ساغر ہو گیا
خود نمائی کرتے کرتے آپ خدا بننے لگے — یہ بتوں کا حوصلہ اللہ اکبر ہو گیا
میں کسی صورت میں ہوں گردش ہی میرے ساتھ ساتھ — بزمِ مستی میں جو آیا دورِ ساغر ہو گیا

سو بہاریں اس مسرت اس تبسم کے نثار
آج دامانِ سحر پھولوں کی چادر ہو گیا

رہِ عدم میں اک ہستی وہ نذرِ نیستی
میرا ہونا بھی نہ ہونے کے برابر ہو گیا

اس نے رنگتِ گل کو سکھا دیں عشق میں بے چینیاں
قلبِ مضطر اک عذابِ جانِ مضطر ہو گیا

برہمی کی کوئی حد بھی لے مزاجِ زلفِ یار
کیا بگڑ جانے میں تو میرا مقدر ہو گیا

ہوتے ہوتے ہو گئی برہم وہ بیدم بزمِ ناز
دیکھتے ہی دیکھتے سامانِ محشر ہو گیا

دل کی دنیا کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا
اٹھ گیا پردہ کوئی پردے سے باہر ہو گیا

ذرہ ذرہ رشکِ خورشیدِ محشر ہو گیا
لو مبارک ہو کوئی پردے سے باہر ہو گیا

چھن کے پردے سے ضیائے حسن چمکی تھی کلیم
آپ یہ سمجھے کہ وہ پردے سے باہر ہو گیا

نکہتِ گل اس کو سمجھوں یا کہوں نورِ نگاہ
لاکھ پردوں میں بھی جو پردے سے باہر ہو گیا

اس کے چہرِ حسن کی کرنیں حجابِ رخ ہوئیں
کب اٹھا پردہ وہ کب پردے سے باہر ہو گیا

وعدۂ دیدار یاد آیا سنا جب شورِ حشر
میں نے یہ سمجھا کوئی پردے سے باہر ہو گیا

میری ہستی ہی نقابِ صورتِ دلدار تھی
مٹ گیا جب میں تو وہ پردے سے باہر ہو گیا

جلوہ گاہِ ناز میں پہنچے تو ہوش آتا نہیں
بارِ پردہ میں ہے یا پردے سے باہر ہو گیا

ایسے کی بے پردگی و پردہ کا کیا اعتبار
بوئے گل کی طرح جو جامے سے باہر ہو گیا

تھی تو یہ بیدم کسی کے بیخودوں کی شان تھی
ذکر سے پر شیخ کیوں جامے سے باہر ہو گیا

تجلی رخِ روشن کا کیا ٹھکانا تھا
ادھر نقاب اٹھی تھی کہ غش کا آنا تھا

نگاہِ ناز کے تیروں کا کیا ٹھکانا تھا
نظر نظر سے ملی تھی کہ دل نشانہ تھا

خیال و خواب ہوئے وہ مزے جوانی کے
عجیب دن تھے عجب سن عجب زمانہ تھا

بجھانیوالے بجھاتے کسی کے دل کی لگی
چراغِ ہستیٔ عاشق کا کیا بجھانا تھا

قرار گھر میں نہ صحرا میں چین سے بیٹھے
یہیں تو موت کا پیغام دل کا آنا تھا

Scanned with CamScanner

سنی جو تیری مصیبت کی داستاں تو کہا
کہ پھر کہو یہ بڑے لطف کا فسانہ تھا

بہار جاتے ہی دنیا بدل گئی بیدمؔ
کہ عندلیب کا صحرا میں آشیانہ تھا

کچھ گلہ ان سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخِ پیر کا
سامنے آیا مرے لکھا مری تقدیر کا

وعدۂ فردا کا مطلب میں نہ سمجھا نامہ بر
حشر پر ٹھہرا ہے گویا فیصلہ تقدیر کا

چل گیا غیروں کی تدبیروں کا جادو چل گیا
ہو گیا آج اک نہیں میں فیصلہ تقدیر کا

پھر پھرا کر ان کا در ہی گیا آخر نصیب
کیوں نہ ہو ممنون اپنی گردشِ تقدیر کا

آئے ہیں وہ میرے مرنے کا تماشا دیکھنے
اے اجل اب آ کہ یہ موقع نہیں تاخیر کا

جان بھی اس کی طرح جانے کو ہے تو جا چکے
ہو چکے ہونا ہے جو کچھ فیصلہ تقدیر کا

یادِ گیسو میں نہ پوچھو مجھ سے زنداں کی بہار
سنبلستاں ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

چرخ کو چکرا دیا کیوں تو نے قسامِ ازل
یہ تو حصہ تھا ہماری گردشِ تقدیر کا

خلد قسمت میں نہیں بیدمؔ تو دوزخ ہی سہی
ہے کہیں آخر ٹھکانا عاشقِ دل گیر کا!

وہ جام کیوں مجھے پیرِ مغاں نہیں ملتا
کہ جس کے پینے سے اپنا نشاں نہیں ملتا

اکیلا چھوڑ گئے مجھ کو رہروانِ عدم
بچھڑ گیا ہے مرا کارواں نہیں ملتا

مٹانے والوں نے کچھ اس طرح مٹایا ہے
کہ قبر کا بھی ہماری نشاں نہیں ملتا

وہ ہم کو چھیڑ کے سنتے ہیں داستانِ فراق
انہیں جو شب کو کوئی قصہ خواں نہیں ملتا

نہ پوچھ مجھ سے نشیب و فرازِ منزلِ عشق
زمین ملتی ہے تو آسماں نہیں ملتا

اس آستانہ کو میری جبیں نہیں ملتی!
مری جبین کو وہ آستاں نہیں ملتا

عدم سے آئے تھے دنیا کو سن کے بزمِ سرور
مگر یہاں تو کوئی شادماں نہیں ملتا

ہوا نے اسکو اڑایا کہ برق نے پھونکا
جہاں رکھا تھا وہاں آشیاں نہیں ملتا

Scanned with CamScanner

تمہارے ڈھونڈنے والے کچھ ایسے کھوئے ہیں　　کہ اُن کو آپ ہی اپنا نشاں نہیں ملتا
مسیح در سے ترے کس نے کیا نہیں پایا　　مجھی کو مرہم زخمِ نہاں نہیں ملتا
مجھی کو تختۂ مشقِ ستم بنایا ہے　　تجھے بھی اور کوئی اے آسماں نہیں ملتا
ہمارا کھونا ہی گویا تمہارا پانا تھا　　کہ تم ملے تو ہمارا نشاں نہیں ملتا
ہمیں میں کچھ نہیں بیدم یہ کیوں نہیں ملتے
یہ کیا کہا کہ کوئی قدرداں نہیں ملتا

تم خفا ہو تو اچھا خفا ہو　　اے بتو! کیا کسی کے خدا ہو
اپنے مستوں کی خیرات ساقی　　ایک ساغر مجھے بھی عطا ہو
کچھ رہا بھی ہے بیمارِ غم میں　　اب دوا ہو تو کس کی دوا ہو
آ ذرا تو شبِ وعدہ آکر　　صبح تک پھر خدا جانے کیا ہو
تو نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا　　اے دلِ زار تیرا بُرا ہو
غصے میں بھی رہا پاسِ دشمن　　کہہ رہے ہیں کہ تیرا بھلا ہو
تم کو بیدم ہمیں جانتے ہیں
پارسا ہو بڑے پارسا ہو

تم ملو میری قسمت رسا ہو　　دردِ دل دردِ دل کی دوا ہو
سارے عالم سے بیگانہ ہو لے　　پھر کوئی یار کا آشنا ہو
بے ترے ساقیا مے تو مے ہے　　زہر سمجھوں جو آبِ بقا ہو
دل ملے بھی تو تیری گلی میں　　خاک ہو تو تیری خاکِ پا ہو
اس کا نام و نشاں پوچھنا کیا　　جو تری راہ میں مٹ گیا ہو
میری مشکل کو آساں کر دو　　یا علیؑ آپ مشکل کشا ہو
زندگی ختم ہو تیرے غم میں؟　　یاد میں تیری بیدم فنا ہو

Scanned with CamScanner

کھینچی ہے تصور میں تصویرِ ہم آغوشی
اب ہوش نہ آنے دے مجھ کو مری بیہوشی

پا جانا ہے کھو جانا، کھو جانا ہے پا جانا
بیہوشی ہے ہشیاری، ہشیاری ہے بیہوشی

میں سازِ حقیقت ہوں، سازِ حقیقت ہوں
خاموشی ہے گویائی، گویائی ہے خاموشی

اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن!
ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا قفلِ درِ خاموشی

ہر دل میں تجلی ہے اس کے رخِ روشن کی
خورشید سے حاصل ہے ذرّوں کو ہم آغوشی

جو سنتا ہوں سنتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مری خاموشی

یہ حسن فروشی کی دکان ہے یا چلمن!
نظارہ کا نظارہ، روپوشی کی روپوشی

ہاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی
میخانۂ دنیا ہے یا عالمِ بیہوشی

ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا
ہاں ہاں تیری رحمت کا ہے کام خطاپوشی

اس پردے میں پوشیدہ لیلائے دو عالم ہے
بے وجہ نہیں بیدم کعبے کی سیاہ پوشی

شادی و الم سب سے حاصل ہے سبکدوشی
سو ہوش مرے صدقے تجھ پر مری بیہوشی

گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں
اور یاد کا رکھا ہے یاں نام فراموشی

کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے
کھولی بھی تو دشمن نے تقدیرِ ہم آغوشی

وہ قلقلِ مینا میں چرچے مری توبہ کے
اور شیشہ و ساغر کی میخانے میں سرگوشی

ہم ہیچ بھی پانے پر ممنون ہی ہوتے ہیں
ہم سے تو نہیں ممکن احسان فراموشی

ہوش آتا ہے پھر مجھ کو پھر ہوش مجھے آیا
دینا نگہِ ساقی اک ساغرِ بیہوشی

کل وعدۂ محشر میں جب عیب کھلیں میرے
رحمت تری پھیلائے دامانِ خطاپوشی

ملتے ہی نظر تجھ سے مستانہ ہوا بیدم
ساقی تیری آنکھیں ہیں یا ساغرِ بیہوشی

ہے رخ کا پہلو نشین سہرا
نہ ہو کیوں یہ مہ جبین سہرا

Scanned with CamScanner

قرآن، سعدین سامنے ہے ! حسین دولہا حسین سہرا
جبینِ سہرے کو چومتی ہے کہ چومتا ہے جبین سہرا
ہوا سے لڑیاں لچک رہی ہیں ہے کس قدر نازنین سہرا
یہ الجھا کہیں گنے سے اسلئے ہے کہ چوم لے آستین سہرا
چھپا ہے مقنع میں کس ادا سے بنا ہے پردہ نشین سہرا
نظر میں کھب جائے سب کی بیدم
ہر اک کے ہو دل نشین سہرا

بت خانہ میں کعبہ کی تنویر نظر آئی بت میں بھی ہمیں تیری تصویر نظر آئی
وابستۂ گیسو کو گیسو کا خیال آیا جب دور سے زنداں کی زنجیر نظر آئی
یہ گلشنِ ہستی بھی اک دفترِ رنگین ہے ہر گل کے ورق پہ اک تصویر نظر آئی
جب ان کی نظر بدلی شام اور سحر بدلی ہزار دعاؤں سے تاثیر نظر آئی
بیدم شبِ فرقت میں مرنے کی دعا مانگی
جب یار کے آنے میں تاخیر نظر آئی

میکشو مشربِ رندانہ مبارک باشد بیعتِ مرشدِ میخانہ مبارک باشد
آج ہے عید تری دیدۂ دیدار طلب یاد ہے زینتِ کاشانہ مبارک باشد
زخمہائے دلِ صد چاک مبارک ہمکو یار کو غمزۂ ترکانہ مبارک باشد
میکدہ کھلتے ہی رحمت کی گھٹائیں آئیں گردشِ ساغر و پیمانہ مبارک باشد
پیچ و خم یار کی زلفوں کے لئے راس آئیں تجھ کو وحشتِ دلِ دیوانہ مبارک باشد
یا خدا اہلِ طلب اکسیر کو اکسیر ملے ہم کو خاکِ درِ جانانہ مبارک باشد
آئینہ خانہ بنا عالمِ صورت بیدم
لطفِ نظارۂ جانانہ مبارک باشد

دشمن کی دعا جا کے پھرے باب اثر سے — ہم نے تو جو مانگا ہے ملا ہے اسی در سے

اک سادہ ورق تھی مری امید کی دنیا — رنگیں ہوئی رنگیں نگاہوں کے اثر سے

یہ قتل عشاق ہے یا تیری گلی ہے — جو آتا ہے آتا ہے کفن باندھ کے سر سے

بربادیٔ گلشن کا پتہ دیتے ہیں مجھ کو — جو تنکے قفس کی طرف آتے ہیں ادھر سے

گنتی ہی کے چن پایا گلِ عارضِ جاناں — شرمندہ ہوں کوتاہیٔ داماں نظر سے

جو گیسوئے عارض ترے تصور میں نہ گزرے — باز آئے ہم اس شام سے اور ایسی سحر سے

ان سے بھی کچھ آگے ہے تری جلوہ گہِ ناز — جو وسعتیں آ گئے ہیں مری حدِّ نظر سے

جو دیر و حرم چھوڑ کے بیٹھے ترے در پہ — ان کو ہے سروکار ادھر سے نہ ادھر سے

رحمت کی گھٹا آج جو گھنگھور اٹھی ہے — یارب یہ مری کشتِ تمنا پہ بھی برسے

حالِ دلِ بیمار بتاؤں گا مسیحا! — فرصت تو ملے مجھ کو ذرا دردِ جگر سے

بہ صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھ گیا ہے
بیدم نہ اٹھائے نہ اٹھیگا ترے در سے

غش ہوئے جاتے ہو کیوں طور پہ موسیٰ دیکھو — کیوں نہ دیکھتے اب یار کا جلوہ دیکھو

مجھ سے دیدار کا کرتے تو ہو وعدہ دیکھو — حشر کے روز نہ کرنا کہیں پردہ دیکھو

غش کے آثار ہیں پھر غش مجھے آیا دیکھو — پھر کوئی روزنِ دیوار سے جھانکا دیکھو

ان سے ملنے کی تمنا میں مٹا جاتا ہوں — نئی دنیا ہے مرے شوق کی دنیا دیکھو

طور پر ہی نہیں نظارۂ جاناں موقوف — دیکھنا ہو تو وہ موجود ہے ہر جا دیکھو

اثرِ نازِ عاشق نہیں دیکھا تم نے — تھام لو دل کو سنبھل بیٹھو اب اعجاز دیکھو

طورِ مجنوں کی نگاہوں سے بتاتے ہیں ہمیں — اس لیلیٰ میں ہے اک دوسری لیلیٰ دیکھو

پرتوِ مہر سے معمور ہے ذرہ ذرہ! — ہر میں تیا ہے ہر اک قطرہ میں دریا دیکھو

دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجاباتِ دوئی — پھر تو دل ہی میں دو عالم کا تماشا دیکھو

Scanned with CamScanner

سب میں ڈھونڈا انہیں اور کی تو نہ دل میں تلاش　　نظر خرق کہاں کہاں ہے دھوکا دیکھو

نہیں تھمتے نہیں تھمتے مرے آنسو بیدم
راز دل ان پہ ہوا جاتا ہے افشا دیکھو

ہے کوچۂ الفت میں وحشت کی فراوانی　　جب قیس کو ہوش آیا لیلےٰ ہوئی دیوانی
پیش آئی ہیں آخر جو کچھ کہ تھی پیش آنی　　قسمت میں ازل سے ہی لکھی تھی پریشانی
دل اسکو دیا میں نے یہ کس کو دیا میں نے　　غفلت سی مری غفلت نادانی سی نادانی
اب نزع کی تکلیفیں برداشت نہیں ہوتیں　　تم سامنے آ بیٹھو دم نکلے بآسانی
اقلیم محبت کی دنیا ہی نرالی ہے　　نادانی ہے دانائی دانائی ہے نادانی
ہو زینت جنہیں پیاری وہ اور کوئی ہونگے　　ہم مر کے دکھا دینگے مرنے کی اگر ٹھانی
ہشیاری زاہد سے اچھی مری بیہوشی　　اس دلق ریائی سے بہتر مری عریانی

کیا دادئ غربت میں بچھڑے ہے یہ بیدم سے
سر پیٹتی پھرتی ہے کیوں بے سر و سامانی

میں غش میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش　　تصور ہے ترا یا تم ہم آغوش!
جو نالوں کی کبھی وحشت نے ٹھانی　　بیچارا ضبط بس خاموش خاموش
کسے ہو امتیاز جلوۂ یار　　ہمیں تو آپ ہی اپنا نہیں ہوش
اٹھا رکھا ہے اک طوفان تو نے　　ارے قطرے ترا اللہ رے جوش
میں ایسی یاد کے قربان ہو جاؤں　　کیا جس نے دو عالم کو فراموش
ہے بیگانوں سے خالی خلوت راز　　چلے جائیں نہ آپ آئیں مرے ہوش
کرو رندو گناہ مے پرستی　　کہ ساقی ہے خطا بخش و خطا پوش
ترے جلوے کو موسے دیکھتے کیا　　نقاب اٹھنے سے پہلے اڑ گئے ہوش
کرم بھی اس کا مجھ پر ہے ستم بھی　　کہ پہلو میں ہے ظالم اور روپوش
پیو تو غم کے خم پی جاؤ بیدم　　ارے مے نوش ہو تو یا بلا نوش

یہ بت جو کعبۂ دل کو کسی کے ڈھا دینگے
تو روزِ حشر خدا کو جواب کیا دینگے

حضور رب کو قیامت میں بخشوا دینگے
جو کوئی دے نہ سکے گا وہ مصطفیٰ دینگے

وہ دل کے زخم جو دیکھیں گے مسکرا دینگے
چھڑک چھڑک کے نمک بجلیاں گرا دینگے

جناب شیخ کو اندیشہ ہے قصۂ محشر
جناب آپ کے بیٹھیں گے چھکے مرے چھڑا دینگے

وہ میری قبر کو پامال کر کے مانیں گے
تلے ہوئے ہیں کہ نقشِ وفا مٹا دینگے

نہ لائے ہیں نہ انہیں لائیں چارہ ساز مرے
دلاسے دیدے کے دردِ جگر بڑھا دینگے

یہ نالے کیا مرے دل کو قرار بخشیں گے
یہ اشک کیا مرے دل کی بجھا دینگے

تجلی رُخِ روشن کو دیکھ کیا معلوم
وہ جلوے چشمِ تمنا کو تلملا دیں گے

خدا کرے کہ تمہیں بھی کہیں محبت ہو
تو اضطراب ہے کیا شے یہ ہم بتا دینگے

مٹے ہوؤں سے نشانِ یار کا ملے تو ملے
جو آپ گم ہیں وہی دیں تو کچھ پتہ دینگے

اب اس سے کیا ہمیں کعبہ ہو یا کلیسا ہو
جہاں یہ تو نظر آئیگا سر جھکا دینگے

لے مسیح بھی بیدم اٹھا نہیں سکتے
حسین اپنی نظر سے جسے گرا دیں گے

تیری چشمِ مست کا ساقی اثر آنکھوں میں ہے
نشہ تو بھرپور ہے مجھکو مگر آنکھوں میں ہے

آج تک وہ نقشۂ دیوار و در آنکھوں میں ہے
جلوے فیضانِ تصور گھر کا گھر آنکھوں میں ہے

تو جسے تکتا ہے اے تیر نظر آنکھوں میں ہے
اب جگر میں کیا ہے کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے

آج تو لے جوشِ گریہ کی گلکاریاں
خونِ دامن یہ ہے جگر آنکھوں میں ہے

زلف و رُخ میں دیکھتا ہوں جلوۂ لیل و نہار
کچھ سوادِ شام کچھ نورِ سحر آنکھوں میں ہے

یاد ہے ہاں یاد ہے وہ برہمیِ بزمِ ناز
ہاں ابھی تک وہ قیامت کی سحر آنکھوں میں ہے

ایک خط لیکر گیا ہے کوئے جاناں کی طرف
بہرِ تسکین اک خیالی نامہ بر آنکھوں میں ہے

اب کہاں پہلو میں اے بیدم جاناں اب کہاں
کچھ بہا آنکھوں سے کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے

Scanned with CamScanner

دیکھ کر دردِ جگر آنکھیں چرا لیں یار نے
ہو نہ ہو کچھ چارۂ دردِ جگر آنکھوں میں ہے

کیوں نہ ہو اب آسماں پر اپنی آنکھوں کا دماغ
جانے ہو کس کی خاکِ رہگذر آنکھوں میں ہے

واہ ری مشقِ تصوّر کوئی گھر خالی نہیں
ایک صورت ہے ادھر دل میں ادھر آنکھوں میں ہے

مل گئیں ادا پھیریں بسمل کیا بت دم کیا
اللہ اللہ کس قیامت کا اثر آنکھوں میں ہے

ہم دادِ وفا لیں گے وہ دادِ وفا دیں گے
دنیا اسے دیکھیگی، دنیا کو دکھا دیں گے

مانا انہیں پھر مجھ سے احباب ملا دیں گے
کیا بگڑی ہوئی میری قسمت بھی بنا دیں گے

ہے ضبط بڑی دولت اللہ اسے رکھے
ہم چرخ کی بنیادیں آہوں سے ہلا دیں گے

جاں کی ہے دل ان کا ہم انکے ہیں سب انکا
وہ لیں گے تو کیا لیں گے ہم دینگے تو کیا دینگے

ہاں یونہی رہے قاتل کچھ دیر نمک پاشی
ہاں زخمِ جگر یونہی رس رس کے مزا دیں گے

گر داورِ محشر نے اعمال کی پرسش کی
چپکے سے ہم اس بت کی تصویر دکھا دینگے

اپنا تو یہ مذہب ہے کعبہ ہو کہ بت خانہ
جس جا تمہیں دیکھینگے ہم سر کو جھکا دیں گے

جب ہم نہ رہے بیدم تب چارہ گر آئے ہیں
اب کس کو شفا ہوگی اب کس کو دوا دیں گے

کتنا سکون خاص تھا دستِ حسین ساز میں
رنگِ نمود بھر دیا جلوۂ دل نواز میں

اتنا تو ربط خاص ہو ناز میں اور نیاز میں
دل میں خدنگِ ناز ہو دل ہو خدنگِ ناز میں

کھل کے کبھی وہ چھپ گئے اپنے حریمِ ناز میں
چھپ کے کہیں چمک اٹھے آئینۂ مجاز میں

حضرتِ عشق کے طفیل ہو گئیں ختم جھگیاں
برقِ نظارہ سوز میں چشمِ نظارہ ساز میں

کار ہے سر اتارنا یاد ہے دل کے مارنا
کس کی ادائیں آ گئیں تیغِ گلو نواز میں

یہ بھی دکھا نہ لے صبا صدقہ کسی نگاہ کا
میری دنا کے پھول ہوں یار کے دستِ ناز میں

اب کوئی کیا اٹھائیگا اب کوئی کیا مٹائیگا
میں ہوں کسی کا نقشِ پا رہگذرِ نیاز میں

دیکھ تو لے صبا مرا سجدۂ شوق تو نہیں
آج ہے ایک پائے بوس ان کے حریمِ ناز میں

خنجرِ ناز کو ہو کیوں اور کسی سے واسطہ
یا وہ مرے گلے پہ ہو یا ترے دستِ ناز میں

یار کے پائے ناز پر سجدے میں اور جبینِ شوق
میری یہی نماز ہے میں ہوں اسی نماز میں

بیدمؔ خستہ خاک بھی تیری نہ بے ادب رہے
ذرے نہ اڑ کے جا ملیں گردِ رہِ حجاز میں

نہ نکلے ہیں نہ نکلیں گے تمہارے تیر کے ٹکڑے
رکھو سینہ میں زانو اور نکالو تیر کے ٹکڑے

پئے تسکینِ دل وہ دے گئے ہیں تیر کے ٹکڑے
بحمد اللہ ملے مجھ کو مری تقدیر کے ٹکڑے

مرے سینہ میں دل ہی کا پتہ ملتا نہیں مجھ کو
میں اپنے دل کو ڈھونڈوں یا تمہارے تیر کے ٹکڑے

یہ فرمایا جو آئے اپنے وحشی کے جنازے پر
بجائے چادرِ گل ڈال دو زنجیر کے ٹکڑے

مرا قاصد جو لایا ہے جواب اور یہ جواب آیا
کہ لا کر دے دئے مجھ کو مری تحریر کے ٹکڑے

متاعِ وحشتِ دل لے کے اٹھیں گے قیامت میں
ہمارے ساتھ رکھ دو قبر میں زنجیر کے ٹکڑے

جگر کو کچھ ملے اور دل نے پائے کچھ رگِ جاں نے
ہوئے تقسیم یوں القصہ ان کے تیر کے ٹکڑے

تبرک ہو گئیں کٹتے ہی ساری بیڑیاں میری
کہ مجنوں لینے آیا نجد سے زنجیر کے ٹکڑے

دمِ آخر ترا دیوانہ تڑپا ہے کہ زنداں میں
پڑے ہیں جا بجا ٹوٹی ہوئی زنجیر کے ٹکڑے

سراپائے شہیدِ کربلا ہے مصحفِ ناطق
ہیں بیدمؔ پارۂ قرآں تنِ شبیر کے ٹکڑے

میں کیا کہوں کہ کیا نگہِ فتنہ گر میں ہے
یہ دیکھتا ہوں حشر بپا رہگذر میں ہے

پھرنا تری نگاہ کا میری نظر میں ہے
ترچھا سا اک زخم ابھی تک جگر میں ہے

شوقِ جواب نامہ کدھر ہے ترا خیال
میرا ہی خط تو ہے جو کفِ نامہ بر میں ہے

دل میں جو تم نہیں ہو تو کس کام کا یہ دل
تم دل میں ہو تو دولتِ کونین گھر میں ہے

اک میں کہ میری شام شبِ انتظار ہے
اک وہ کہ جن کی شام امیدِ سحر میں ہے

اب اس کو تیر ناز کہو یا مری قضا
ہے کچھ ضرور جو مرے قلب و جگر میں ہے

اک آپ ہیں کہ آپ کو اپنے سے بے حجاب
اک جلوہ آپ کا ہے کہ سب کی نظر میں ہے

اپنی نہیں تو کس کی ہیں آئینہ داریاں
جس کی نظر میں تو ہے وہ تیری نظر میں ہے

یا تو تمہارے گیسوئے رخ کے ہیں شعبدے
یا تم سا کوئی پردۂ شام و سحر میں ہے

شوریدہ حال تیرے کہاں جائیں کیا کریں
راحت تری گلی میں نہ چین اپنے گھر میں ہے

محو خرام ناز ذرا دیکھ بھال کر
افتادہ پا شکستہ کوئی رہگذر میں ہے

پردہ تعینات کا آنکھوں سے اٹھ گیا
اب دیر و کعبہ ایک ہماری نظر میں ہے

بیدم تمام رات تڑپتے گذر گئی
یادِ مژہ ہے یا کوئی نشتر جگر میں ہے

اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے
جب سے سنا ہے یار لباس بشر میں ہے

اپنا ہی جلوہ ہے جو ہماری نظر میں ہے
اب غیر کون چشم حقیقت نگر میں ہے

وہ گنج حسن ہے دل ویراں میں جلوہ گر
فضل خدا سے دولتِ کونین گھر میں ہے

بس اک فروغِ نقشِ کفِ پا کے فیض سے
ہر ذرہ آفتاب تری رہگذر میں ہے

اللہ خیر میرے دلِ بے قرار کی
انداز یاس کا نگہ نامہ بر میں ہے

خود بینیوں کی آنکھ ملی چشم شوق کو
میری نظر بھی آج تمہاری نظر میں ہے

بجنے سے پہلے ساز مرے ٹوٹ جاتے ہیں
کیا محتسب کی خاک کف کوزہ گر میں ہے

غربت میں بھی خیال وطن ساتھ ساتھ ہے
یہ بھی نہ ہو تو کس کا سہارا سفر میں ہے

لے نوح اپنی کشتیٔ عالم سے ہوشیار
طوفانِ گریہ آج میری چشم تر میں ہے

اک جہاں سے دونوں گھر آباد ہیں مرے
دل میں ہے تیر تیر کا پیکاں جگر میں ہے

حیراں ہوں کہ سجدہ کروں تو کدھر کروں
کعبہ میں بھی بتِ کافر نظر میں ہے

ہنستے ہیں میرے گریۂ بے اختیار پہ
یہ آپ کی ادا اب زخم جگر میں ہے

بیدم یہ جستجو بھی عجب ہے عجب تلاش
نکلے ہیں ڈھونڈنے کو اسے ہم جو گھر میں ہے

اسیری میں اٹھائے لطف باغ آشنائی کے
رہائی کے تصور میں مزے لوٹے رہائی کے

یہ مانا کچھ نہیں ہم اور کسی قابل نہیں لیکن
وفاؤں سے کئے بدلے تمہاری بیوفائی کے

جدائی تا کجے آخر کوئی حد بھی جدائی کی
گنے کرتی کہاں تک انگلیوں پر دن جدائی کے

اگر چشم حقیقت بیں سے دیکھیں دیکھنے والے
بتوں میں بھی نظر آتے ہیں نقشے جلوہ خدائی کے

حسینوں کا گدا ہوں حسن والوں کا بھکاری ہوں
مری آنکھیں نہیں یہ دونوں کاسے ہیں گدائی کے

کہاں کا شور محشر وعدۂ فردا نے یہ نکالا
ابھی سوئے تھے ہم جاگے تھے شام جدائی کے

ثبوت بندگی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا
نشاں ہیں آپ کے سنگ در پہ میری جبہ سائی کے

طلوع آفتاب حشر ہونے ہی کو ہے بیدم
چراغ اب بجھنے والے ہیں مری شام جدائی کے

سنبھل سنبھل کے وہ کرتے ہیں وار چتون کے
میں کھائے جاتا ہوں سینہ پہ تیر تن تن کے

کلیم جائیں جو جاتے ہیں طور سینا پہ
ہمارے دل ہی میں جلوے طور ایمن کے

میں خاک ہو کے طواف چمن پہ مرتا ہوں
مرے بگولے بھی پھرتے ہیں گرد گلشن کے

نکالا جب مجھے صیاد نے گلستاں سے
جلائے برق نے تنکے مرے نشیمن کے

صبا بھی ہے بس اک ساعت ہوا خواہی
کہ حق میں تجھ پہ ہمارے چراغ مدفن کے

یہی ہے نذر جنوں اور کیا ہو نذر جنوں
جو تن باقی ہیں وہ اک تار دامن کے

وہ کہہ رہے ہیں مرا حال دیکھ کر بیدم
کسی کی طرح سے بگڑے نہ کوئی یوں بن کے

ہم اپنے طالع خفتہ کو جب بیدار دیکھیں گے
کہ تجھ کو زیب آغوش تمنا یار دیکھیں گے

جب آنکھیں بند کر لیں گے جمال یار دیکھیں گے
اس آسانی سے ہم یہ منزل دشوار دیکھیں گے

کسی کے جاتے ہی یہ منظر حسرت فزا ہوگا
میں گھر کو اور مجھے گھر کے در و دیوار دیکھیں گے

کلیم اللہ کو دیکھو ایک ہی جلوہ کے ہو بیٹھے
اسی برتے پہ کہتے تھے جمالِ یار دیکھیں گے

مدینہ میں پہنچتے ہی دلِ مضطر پکار اُٹھا
بڑی سرکار میں پہنچے بڑا دربار دیکھیں گے

ہٹا دو انکو بالیں سے کہ میرا دم نکلتا ہے
وہ گھبرا جائیں گے جب میرا حالِ زار دیکھیں گے

یہاں تو روز چالوں سے نئے فتنے اٹھاتے ہو
قیامت میں تمہاری شوخیِ رفتار دیکھیں گے

حرم میں دیر میں لیں غرض یہ ہے جہاں تو ہے
تجلی کو دیکھنے والے ترے اے یار دیکھیں گے

اشاروں پہ جو مرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
وہ کن آنکھوں سے تیرے ہاتھ میں تلوار دیکھیں گے

مری رسوائیاں محشر میں ممکن ہی نہیں بیدم
وہ اپنے نام لیوا کو ذلیل و خوار دیکھیں گے

دنیا کی کچھ خبر تھی نہ عقبیٰ کا ہوش تھا
کیا جانے کس جہاں میں ترا بادہ نوش تھا

اللہ رے اُس کے قتل کی حسرت آفرینیاں
ہر قطرہ جس کے خون کا طوفان بدوش تھا

اک برق سی چمک گئی آنکھوں کے سامنے
نظارہ گاہ میں مجھے اتنا ہی ہوش تھا

گو بے کفن تھے لاشۂ آوارگانِ عشق
لیکن غبارِ دشتِ جنوں پردہ پوش تھا

منصور کا قصور تھا ساقی نے کیا کیا
پی لی صراحی اس نے جو پیمانہ نوش تھا

آج آیا اُن کے در پہ جبیں سائیوں کے کام
سنگِ ستم جو جسمِ زار پہ سربارِ دوش تھا

کافی ہے یہ پتہ مرا لوحِ مزار پر!
بیدم ترا غلام تھا حلقہ بگوش تھا

داروئے دردِ نہاں راحتِ جانی صنمار
عیسئے مردہ دلاں یوسفِ ثانی صنمار

تیرے صدقے مری جاں تجھ پہ مرا دل قرباں
وارثِ کون و مکاں فخرِ زمانی صنمار

تیرا ہر جلوہ آئینۂ اسرارِ ازل
تیری صورت میں ہیں انوارِ معانی صنمار

دل کے داغوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
کہ یہی داغ تو ہیں تیری نشانی صنمار

Scanned with CamScanner

تو ہی جب فتنۂ غم سے مرے گھبراتا ہے ‏ پھر سنے کون مرے غم کی کہانی صنما
تا کجا اشک بجھائیں گے مرے دل کی لگی ‏ پھونکے دیتا ہے مجھے سوزِ نہانی صنما

وقفِ سجدہ ہے ترے در پہ جبینِ بیدمؔ
قبلۂ دل صنما کعبۂ جانی صنما

یہاں تو چھپنے والوں کو دو چار دیکھیں گے ‏ مگر محشر میں لاکھوں طالبِ دیدار دیکھیں گے
تمہارے گھر میں دخلِ غیر بھی سرکار دیکھیں گے ‏ جو قسمت دکھائے گی ہمیں لاچار دیکھیں گے
ادھر پردہ اٹھا اور اسطرف موسیٰ کو غش آیا ‏ اسی پر رکھتے تھے ہم جمالِ یار دیکھیں گے
نویدِ قتل پر جب عید ٹھہری مرنے والوں کی ‏ ہلالِ عید کیوں دیکھیں تری تلوار دیکھیں گے
ہزاروں سر جھکے ہیں ایک امیدِ شہادت پہ ‏ ترے خنجر کو ہم کس کس گلے کا ہار دیکھیں گے
رہا یونہی جو وہ محوِ خرامِ ناز تو اک دن ‏ تری پامالیاں چرخِ کہن رفتار دیکھیں گے

بہر صورت انہیں ہم دیکھ کر مانیں گے اے بیدمؔ
جو یوں ممکن نہیں سر کر کے نذرِ دار دیکھیں گے

رخِ نوشاہ قرآن ہے بسم اللہ کا سہرا ‏ خدا رکھے اچھوتا ہے مرے نوشاہ کا سہرا
اسے جبریل لائے ہیں گندھا کر باغِ رضواں سے ‏ محمد مصطفیٰ طیبہ کے شاہنشاہ کا سہرا
قبائے مصطفیٰ جامہ ہے انوارِ الٰہی کا ‏ جلال اللہ کا مقنع جمال اللہ کا سہرا
بھلی ساعت سے مالن نے اسے نوشہ کے باندھا ہے ‏ خدا کے فضل سے نامِ رسول اللہ کا سہرا

یہ بیدمؔ آج کیسی روشنی پھیلی ہے محفل میں
دولہن دولہا کا سہرا ہے کہ مہر و ماہ کا سہرا

زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق ‏ ناوک فگن نے خوب عطا کی زبانِ شوق
میں تھک رہا ہوں ختم نہ کر دو داستانِ شوق ‏ کیا تھک گئی زبان تری قصہ خوانِ عشق
مشتاقِ دید کا تو دم آنکھوں میں آگیا ‏ سنیئے زبانِ حال سے اب داستانِ شوق
اس طرح آج دل پہ گری برقِ آرزو ‏ گویا گرا زمین پہ اک آسمانِ شوق

پتھر کا چاہئے اپنا کلیجہ بنائیے ۔ پھر سنئے مجھ سے آپ مری داستانِ شوق
پھونکا ہے کیا نسیم تمنا نے کان میں ۔ رکھتے نہیں زمیں پہ قدم رہروانِ شوق
مر بھی چکے یہاں جنہیں مرنے کا شوق تھا ۔ اب آئے ہیں حضور پئے امتحانِ شوق
دیکھیں کہاں ہیں آپ نے عالم نمائیاں ۔ ہے ذرّہ ذرّہ خاک کا میری جہانِ شوق

ناحق ابھی سے مرنے کی ٹھانی یہ کیا کیا
بیدمؔ تمہارے دم سے ہے نام و نشانِ شوق

دشمن سے پوچھتا ہے میرا بیانِ شوق ۔ معترض بن کے چلتی ہے گویا زبانِ شوق
کیا ان کا راز ہے یہ مری داستانِ شوق ۔ رکتی ہے کیوں زبان تری قصہ خوانِ شوق
مایوس پھر رہی ہیں مری نا امیدیاں ۔ اُترا ہے آج دل میں مرے کاروانِ شوق
ذرّے بھی میری خاک کے اُڑتے ہیں شوق سے ۔ اچھے ستارے لیکے چلا آسمانِ شوق
اے شوقِ دید اسکو منا لیجیے ابھی جو کے ۔ روٹھا ہوا ہے مجھ سے مرا مہربانِ شوق
اے یوسفِ امید مبارک تجھے سفر ۔ لے آ رہا ہے تیری طرف کاروانِ شوق
جب داستانِ شوق نہ کوئی سمجھ سکا ۔ حالِ تباہ میرا بنا ترجمانِ شوق
مشکل بکف چلا ہے مرادِ اغ آرزو ۔ بھٹکے نہ راستے میں کہیں کاروانِ شوق

بیدمؔ خدنگِ طعنۂ دشمن نہ جھیل سکا
اسکے اتارنے سے نہ اتری کمانِ شوق

ادا تیری دل ہے آنے کے قابل ۔ مری جان ہے تجھ پہ جانے کے قابل
انہی کو چھپا چمن سے بجلی نے پھونکا ۔ وہ تنکے جو تھے آشیانے کے قابل
ترے مصحفِ رُخ کو اللہ رکھے ۔ یہ قرآن ہے ایمان لانے کے قابل
ہوا رازِ دل سب پہ ظاہر تو اب کیا ۔ چھپاتے تھے جب تھا چھپانے کے قابل
جبیں مدتوں سے لئے پھر رہی ہے ۔ جو سجدے ہیں اس آستانے کے قابل
جگہ ہو کہ دل ناوکِ نازِ جاناں ۔ یہ دونوں ہیں تیرے نشانے کے قابل

Scanned with CamScanner

میں بیدم اسی بات پر مٹ رہا ہوں
کہ وہ مجھ کو سمجھے مٹانے کے قابل

مبارک ساقی مستاں مبارک
فروغِ مجلس رنداں مبارک
جبین شوق کے سجدوں پہ سجدے
تجھے سنگِ درِ جاناں مبارک
تجلی جمالِ روئے جاناں
تجھے اے دیدۂ حیراں مبارک
ادائے دلبری و دل نوازی
تجھے اے خسروِ خوباں مبارک
ردائے خواجگی، تاج ولایت
تمہیں اے مرشدِ دوراں مبارک
کسی کے زخمہائے دل کو یارب
کسی کی جنبشِ مژگاں مبارک

درِ وارث پہ ہے بیدم کا بستر
تری جنت تجھے رضواں مبارک

اگر کعبہ کا رخ بھی جانب میخانہ ہو جائے
تو پھر سجدہ مری لغزشِ مستانہ ہو جائے
وہی دل ہے جو حسن و عشق کا کاشانہ ہو جائے
وہ سر ہے جو کسی کی تیغ کا نذرانہ ہو جائے
یہ اچھی پردہ داری ہے یہ اچھی رازداری ہے
کہ جو آئے تمہاری بزم میں دیوانہ ہو جائے
مرا سر کٹ کے مقتل میں گرے قاتل کے قدموں پر
دمِ آخر ادا یوں سجدۂ شکرانہ ہو جائے
تری سرکار میں لایا ہوں ڈالی حسرتِ دل کی
عجب کیا ہے مرا منظور یہ نذرانہ ہو جائے
شبِ فرقت کا جب کچھ طول کم ہونا نہیں ممکن
تو میری زندگی کا مختصر افسانہ ہو جائے
وہ سجدے جن سے برسوں ہم نے کعبہ کو سجایا ہے
جو بتخانے کو مل جائیں تو پھر محبت خانہ ہو جائے
کسی کی زلف بکھرے اور بکھر کر دوش پر آئے
دلِ صد چاک الجھے اور الجھ کر شانہ ہو جائے
یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ جانانہ ہو جائے
سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا
بنے محفل میں کوئی شمع یا پروانہ ہو جائے
وہ مے دیدے جو پہلے شبلی و منصور کو دی تھی
تو بیدم بھی نثارِ مرشدِ میخانہ ہو جائے

کہیں محشر میں بھی وہ اُٹھ کے پردہ نہ ہو جائے
بھری محفل میں چشمِ آرزو رسوا نہ ہو جائے

چلی ہیں میری آہیں عرش کا پایہ ہلانے کو
کہیں برہم نظامِ عالمِ بالا نہ ہو جائے

فریبِ حسنِ صورت آفریں کا جال پھیلا ہے
کہیں لے شوقِ نظارہ تجھے دھوکا نہ ہو جائے

چلا تو ہے دلِ دیدار جو دیدار کی دھن میں
فروغِ حسنِ جاناں حسن کا پردہ نہ ہو جائے

شرر افشانیوں سے آہِ عالم سوز کی ڈر ہے
کہیں برباد حسن و عشق کی دنیا نہ ہو جائے

تجلی جمالِ روئے عالم تاب کے آگے
کہیں یہ دیدۂ مشتاق نابینا نہ ہو جائے

سمجھتے ہو وہ بیدمؔ کیوں نہیں آتے عیادت کو
انھیں ڈر ہے مریضِ غم کہیں اچھا نہ ہو جائے

وہ پردے سے نہیں نکلے تو کیا جانِ حزیں نکلی
یہ کس نے کہہ دیا حسرت نہیں نکلی نہیں نکلی

مرے دل میں جو آ بیٹھی تو پھر دل سے نہیں نکلی
کسی پردہ نشیں کی یاد بھی پردہ نشیں نکلی

لبِ زخمِ جگر سے پھر صدائے آفریں نکلی
کہیں تلوار کھینچے پھر کوئی چیں بر جبیں نکلی

کسے لائی انہیں کھینچا کسے کھینچا انہیں کھینچی
نہ کچھ ہونے پہ بھی سب کچھ نگاہِ واپسیں نکلی

ہلالِ عید لیتا تھا قدم جھک جھک کے وحشت کے
گریباں سے گلے ملنے جو میری آستیں نکلی

مرادِ جبّہ فرسائی کو چھونے تک نہیں دیتی
انوکھی کیا اچھوتی کوئے جاناں کی زمیں نکلی

پکڑ لی اچھی رہی سودائیوں کی دست وحشت میں
ادھر سے چل دیا دامن ادھر سے آستیں نکلی

تعلق ہی نہیں جب آپکو تو پوچھنا کیا ہے
تمنائے دلِ مضطر کہاں نکلی کہیں نکلی

لگے یہ چلتے چلتے دے دیا دامن پہ بھی چھینٹا
چھری کیا پھیر دی قاتل کی بہارِ آستیں نکلی

ستانے میں ستم ڈھاتے ہیں اور مجھکو بٹھاتے ہیں
کہیں بڑھ کر فلک سے کوئے جاناں کی زمیں نکلی

ابھی تو آسماں پر تھا داغ اپنی تمنا کا
زمیں پیروں سے نکلی اسکے منہ سے جب نہیں نکلی

کسی پر مر چکا تھا میں تو پھر یہ کیا تماشا ہے
دوبارہ کس لئے بیدمؔ مری جانِ حزیں نکلی

آنکھوں کی راہ سے مرے دل میں اتر گئی
میرا تو فیصلہ نگہِ ناز کر گئی !

آئی ادھر بہار جو آئی ادھر گئی
برباد کرنے آئی برباد کر گئی !

اچھا سلوک کر کے نسیمِ سحر گئی
پھیلا کے بوئے زلف پریشان کر گئی

اس رشکِ آفتاب کو دیکھا ہے خواب میں
سجدہ ہوا احرام نمازِ سحر گئی

دل کو سرور و کیفِ محبت عطا کیا
سب کچھ نگاہِ مرشدِ میخانہ کر گئی

پہلے بھی تیغِ ناز چمکنے میں برق تھی
میرے لہو میں ڈوب کے رونق نکھر گئی

اب شورِ حشر مجھ کو جگائے تو غم نہیں
میں سو گیا لحد میں مری نیند بھی گئی

سنتے چلے کہ راہِ محبت میں مر گیا
اور مر کے ساتھ ہی خلش دردِ سر گئی

رونے سے تیرے بھانپ لیا سب نے میرا حال
محفل میں آبرو میری اے چشمِ تر گئی

فرماتے ہیں وہ سن کے مری داستانِ غم
چھوڑ اس کا ذکر خیر جو گذری گذر گئی

شیرازۂ سکون پریشان ہو گیا
بزمِ نشاط و حسرت و ارماں بکھر گئی

فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھر گئی
اے مرگِ ناگہاں تو کہاں جا کے مر گئی

قسمت کے میری پیچ نکلنا محال ہیں
یہ زلف تو نہیں کہ سنوارا سنور گئی

تو نے کیا تباہ کہ تیری نگاہ نے
تو کام کر گیا کہ نظر کام کر گئی

یہ میرا منہ کہ منہ سے جو نکلا وہی کیا
یہ آپ کی زبان کہ کہہ کر مکر گئی !

موقوف دیر پہ ہے نہ کعبہ پہ منحصر
دیکھا کیے انہی کو جہاں تک نظر گئی

ساغر ہے میرے ہاتھ میں لے اہلِ میکدہ
توبہ کو میری دیکھنا توبہ کدھر گئی

خیر آپ تو بخیر رہے گھر رقیب کے
یاں بھی ہمارے دل پہ جو گذری گذر گئی

روزِ حساب ہے رشک کا بازار گرم ہے
دنیا سے قدردانیٔ اہلِ ہنر گئی

وہ آبدیدہ بیٹھے ہیں بسمل کی لاش پہ
اب پانی لے کے آئے ہیں جب پیاس مر گئی

Scanned with CamScanner

جب سے دل کشمکشِ گیسو و رخسار میں ہے / مومنوں میں ہے شمار اپنا نہ کفار میں ہے
سر میں دل میں جگر و دیدۂ خونبار میں ہے / رازِ الفت مرا اب تک ابھی دو چار میں ہے
ایک وہ ہیں کہ ہر اک دل ہے خریدار ان کا / اک مرا دل کہ تمنائے خریدار میں ہے
مر دیا جس نے رہِ عشق میں سر دار ہوا / سچ ہے معراجِ محبت رسن و دار میں ہے
طور ہی پر نہیں موقوف لقائے محبوب / آنکھ والوں کیلئے ہر در و دیوار میں ہے
تشنہ سامانِ شہادت کی بجھا تشنہ لبی / اسی پانی سے جو پانی تری تلوار میں ہے
کاسۂ چشمِ تمنا میں جو چاہے بھر دے / لے شہِ حسن کمی کیا تری سرکار میں ہے
واقعی قیدیٔ زنجیرِ مذاہب ہیں وہ لوگ / جو سمجھتے ہیں خدا سجدہ و زنار میں ہے
یوں تو دل کیا تھا مرے دل کی حقیقت کیا تھی / اب سبھی کچھ ہے یہ جب سے نگہِ یار میں ہے

ناز اٹھاتا ہے کوئی اس جبیں سائی کر کے
آج پیشانیٔ بیدم بڑی سرکار میں ہے

لا نہیں سکتا انہیں خود قیامت ہوش میں / سوئے جو اس سایۂ دیوار کے آغوش میں
لیکے خاکِ قیس کو بادِ صبا آغوش میں / جا رہی ہے کوئے لیلیٰ کی طرف کس جوش میں
میرے عصیاں بخش کر میری ندامت دیکھکر / کیسے ممکن ہے تری رحمت نہ آئے جوش میں
کوچۂ زلفِ رسا سے تحفہ لائی نسیم / بیخودی ہشیار لے آئی ہیں اب ہم ہوش میں
ساقیٔ کوثر حسن سے مژدہ لا تقنطوا / جس کو دیکھو منہ سے ہے مشغولِ نوشا نوش میں
دیکھ کر دریا رواں اشکوں کا میری آنکھ سے / لہریں لیتا ہے تبسم اس لبِ خاموش میں

آپ سے بیدم ہی گذرا ساقیا لینا خبر
صورتِ منصور ان کہنی نہ کہدے جوش میں

نکلے ہیں بیچ کے جملہ نشینانِ اضطراب / ہر اشک ہے بہارِ گلستانِ اضطراب
جان و جگر ہے تابعِ فرمانِ اضطراب / دنیائے دل ہے عالمِ امکانِ اضطراب
آہستہ چل خدا کیلئے صرصرِ خرام / برباد ہو نہ خاکِ شہیدانِ اضطراب

پہلو میں آجکل مرے دل کا پتہ نہیں ۔۔۔ گم ہو گیا ہے یوسفِ کنعانِ اضطراب

دل منزلِ فراق کی تاریک راہ میں ۔۔۔ لیکر چلا ہے مشعلِ تابانِ اضطراب

دل ہے ہوائے شوق کے جھونکوں کی زد میں ۔۔۔ دیکھو اڑے نہ گوشۂ دامانِ اضطراب

اے انبساطِ وعدۂ باطل نہ دل سے جا ۔۔۔ لے دیکھ ایک تو ہی تو ہے جانِ اضطراب

بیدم کسی کے ابرو مژگاں کی یاد میں
چلتے ہیں دل پہ خنجر و پیکانِ اضطراب

یوں ہر اک جلوہ میں ہے جلوہ نما کی صورت ۔۔۔ بندے بندے میں ہے جس طرح خدا کی صورت

اشک کی طرح تری آنکھوں سے گرنیوالے ۔۔۔ مل گئے خاک میں نقشِ کفِ پا کی صورت

جیتے جی جس کے تصور میں ہوئی عمر تمام ۔۔۔ قبر میں بھی رہی آنکھوں میں پھرا کی صورت

اللہ اللہ رے مجبوریٔ بیمارِ الم! ۔۔۔ نہ دوا کی کوئی صورت نہ دعا کی صورت

آپ کی چشمِ عنایت کا اشارہ نہ ہوا ۔۔۔ دیکھتی رہ گئی تاثیرِ دعا کی صورت

یادِ گیسو نے مرے دل کو ابھارا بیدم
آسماں پہ نظر آئی جو گھٹا کی صورت

کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے ۔۔۔ ہم تو ان کا منہ ہی تکتے رہ گئے

حسرتیں ساری ہوئیں پامالِ غم! ۔۔۔ لختِ دل اشکوں میں مل کر رہ گئے

یہ ملا عرضِ تمنا کا جواب ۔۔۔ مسکرائے مسکرا کر رہ گئے

آئے تھے داغِ جگر کے سامنے ۔۔۔ منہ کی کھا کر آج مہر و مہ گئے

مجھ سے پوچھو ان کی خاموشی کا حال ۔۔۔ کچھ نہ کہنے پر بھی سب کچھ کہہ گئے

سب گئے بیدم مدینہ کو مگر
ہائے تم اب کے برس بھی رہ گئے

بے دلِ محزوں مکانِ دردِ دل ۔۔۔ اچھی دنیا ہے جہانِ دردِ دل

دل بنا ہے قصہ خوانِ دردِ دل — اب سنو تم داستانِ دردِ دل
ماجرائے دردِ دل سے پوچھئے — دل ہے اپنا ترجمانِ دردِ دل
اُٹھتے ہیں بیٹھ کر پہلے سے وہ — ہو رہا ہے امتحانِ دردِ دل
ایک لفظ آہ میں پوشیدہ ہے — سر سے پا تک داستانِ دردِ دل
آگیا پہلو میں وہ رشکِ مسیح — مٹ گیا نام و نشانِ دردِ دل

پھر دلِ بیدم میں ہے دخلِ سکوں
ٹوٹ پڑا ہے آسمانِ دردِ دل

قیس کہتے لیلیٰ میں جب پئے نماز آیا — کعبہ سامنے لے کر عشقِ سحرساز آیا
دردِ دل نے چونکایا بیخودی نے چٹکی لی — شوق نے کہا لے دیکھ وہ حریمِ ناز آیا
یونہی مری آنکھوں میں آکے وہ سما جائیں — جیسے ان کی آنکھوں میں شب کو خوابِ ناز آیا
ساتھ لیکے دشمن کو میرے گھر نہ آئیں آپ — ایسی مہربانی سے مہرباں میں باز آیا
ہوش میں ہوئے رخصت عقل نے بھی ساتھ چھوڑا — شوق مجھ کو پہنچانے تا حریمِ ناز آیا
غزنوی کے آتے ہی شور ہو گا محشر میں — بندۂ ایاز آیا بندۂ ایاز آیا
صورتوں کا شیدائی شیخ ہوا طالب — جادۂ حقیقت پر رہروِ مجاز آیا
جب چلا سوئے مقتل شوقِ جاں نثاری میں — دل کے خیر مقدم کو بڑھ کے تیرِ ناز آیا

شکوۂ جور و جفا بیدم اب کریں کس سے
درد دینے والا ہی بن کے چارہ ساز آیا

ہلاکِ تیغِ جفا یا شہیدِ ناز کرے — ترا کرم ہے جسے چاہے سرفراز کرے
ہر ایک ذرہ ہے عالم کا گوش برآواز — تو پھر کہاں پہ کوئی گفتگوئے راز کرے
تجلیاں جسے گھیرے ہوں تیرے جلوے کی — وہ دیر و کعبہ میں کیا خاک امتیاز کرے
محال ترکِ خیالِ نجات ہے لیکن — وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے

مرے کریم جو بے مانگے تجھ سے پاتا ہوں — وہ جا کے کیوں کہیں دستِ طلب دراز کرے
یہ حسن و عشق کا ہے اتحادِ یک رنگی — وہی ہے مرضیٔ محمود جو ایاز کرے

بنائے زندۂ جاوید یا رکھے بیدم
مرے سر آنکھوں پہ جو کچھ نگاہِ ناز کرے

حال ابتر ہے ہجر میں دل کا — بجھ رہا ہے چراغ محفل کا
داد دے دے کے بیقراری کی — دل بڑھاتے ہیں وہ مرے دل کا
صبر و تسکین لے گئی وہ نگاہ — لٹ گیا آج قافلہ دل کا
میں وہ کشتی ہوں بحرِ فرقت میں — منہ نہ دیکھا ہو جس نے ساحل کا
سرمۂ چشم نہ فلک ٹھہری — اللہ اللہ یہ مرتبہ گل کا
کس سے پوچھیں کہاں تلاش کریں — کئی دن سے پتہ نہیں دل کا
تابِ نظارہ لائیگا اے قیس — اٹھ بھی جائے جو پردہ محمل کا
یار تیرے مٹے ہوؤں کے نشان — کچھ پتہ دے رہے ہیں منزل کا
ناخدا پار کر مرا بیڑا — واسطہ تجھ کو اہلِ ساحل کا
آ کے نکلا نہ دل سے تیرِ نظر — یہ بھی ارمان بن گیا دل کا
قیس کے جذبِ دل کی تاثیریں — کھینچے لیتی ہیں پردہ محمل کا
جھونکوں سے سن لے اگر نوید بہار — غنچے منہ چوم لیں عنادل کا
تیرا کیا پھونکتا ہے برقِ جمال — پھونک دے بڑھ کے پردہ محمل کا

لائی بیتابِ عدم سے ہستی میں
کیا ٹھکانا ہے وحشتِ دل کا

ہوا ختم ہستی کا میری فسانہ — بدلتا رہے گردشیں اب زمانہ
زمانہ میں ہے یہ بھی کوئی زمانہ — کہ قیدِ نفس اور بے آب و دانہ

ادا یوں نماز اپنی یوں پنجگانہ ! — مرا سر ہو اور یار کا آستانہ
دکھائے نہ اللہ پھر وہ زمانہ — کہ آگ لگے قفس کے جلے آشیانہ
انہیں کیا ضرورت ہے تیر و کماں کی — نظر سے اڑائیں جو دل کا نشانہ
مرے غمکدے میں وہ آئیں تو اک دن — لٹا دوں گا حسرتوں کا خزانہ
خرد نے جہاں مصلحت پر نظر کی — لگایا وہیں عشق نے تازیانہ
میں کیوں خواب میں فصلِ گل دیکھتا ہوں — پھر آئے گا کیا ہم نشیں وہ زمانہ
ابھی جس کو بجلی جلا کر گئی ہے — اسی شاخ پر تھا مرا آشیانہ
حرم میں کبھی اور کبھی بتکدہ میں — تجھے ہم نے ڈھونڈا ہے خانہ بخانہ
ہمیں کعبہ و بتکدہ سے غرض کیا — سلامت رہے یار کا آستانہ

نہ ہنستے بنے اور نہ روتے ہی بیدم
محبت کا ہے کچھ عجب کارخانہ

نورِ احمدؐ نظرِ احمدِ مختار کی چادر — لختِ جگرِ حیدرِ کرار کی چادر
ہیں وجد میں حلقے کئے اقطابِ زمانہ — اور سر پہ ہے سرحلقۂ ابرار کی چادر
قدسی اسے کیونکر نہ رکھیں اپنے سروں پر — ہے پنجتنِ پاک کے دلدار کی چادر
سرکار نوازیں تو نوازش ہے کرم ہے — ہم لائے ہیں سرکار میں سرکار کی چادر

جب درِ وارث پہ رسائی ہوئی بیدم
گلہائے سخن گوندھ کے تیار کی چادر

سہارا موجوں کا لے لے کے بڑھ رہا ہوں میں — سفینہ جس کا ہے طوفان وہ ناخدا ہوں میں
خود اپنے جلوۂ ہستی کا مبتلا ہوں میں — کہ دل سے ٹوٹے ہوئے ساز کی صدا ہوں میں
کچھ آگے عالمِ ہستی سے گونجتا ہوں میں — جو تیرے در سے نہ اٹھے وہ نقشِ پا ہوں میں
جہانِ عشق میں گو پیکرِ وفا ہوں میں — تری نگاہ میں جب کچھ نہیں تو کیا ہوں میں
خیالات کی تصویر کھینچ کر دل میں — تصورات کی دنیا بسا رہا ہوں میں
جنونِ عشق کی نیرنگیاں ارے توبہ — کبھی خدا ہوں کبھی بندۂ خدا ہوں میں

بدلتی رہتی ہے دنیا مرے خیالوں کی — کبھی خدا ہوں کبھی بندۂ خدا ہوں میں
حیات و موت کے جلوے ہیں میری ہستی میں — تغیراتِ دو عالم کا آئینہ ہوں میں
تری عطا کے تصدق ترے کرم کے نثار — کہ اب تو اپنی نظر میں دوسرا ہوں میں
بقا کی فکر نہ اندیشۂ فنا مجھ کو — تعینات کی حد سے گذر گیا ہوں میں
مجھی کو دیکھ لیں اب تیرے دیکھنے والے — تو آئینہ ہے مرا تیرا آئینہ ہوں میں

میں مٹ گیا ہوں تو پھر کس کا نام ہے بیدمؔ
وہ مل گئے ہیں تو پھر کس کو ڈھونڈتا ہوں میں

بحالِ خستہ و گم کردہ راہے — نگاہِ خرد خوبانِ نگاہے!
بسجودِ آرزو شام و پگاہے — بسوئے آستانِ کج کلاہے
برائے تشنہ کامانِ محبت — درِ تو مامن و امید گاہے
قدم اندر رہِ دشتِ بیروں خدارا — ہزاروں دیدۂ دل فرشِ راہے
بہر دم خوبیٔ حسنش فزوں باد — الٰہی تا فروغِ مہر و ماہے
بیا رو حلقۂ پیرِ خرابات — بروانہ خواجگی و خانقاہے

شہنشاہِ زمانہ ہست بیدمؔ
گدائے وارثِ عالم پناہے

سینہ میں دل ہے دل میں داغ داغ میں سوزِ سازِ عشق — پردہ بہ پردہ ہے نہاں پردہ نشیں کا رازِ عشق
نازہ کبھی نیاز ہے اور نیازِ نازِ عشق — ختم ہوا نہ ہوا کبھی سلسلۂ درازِ عشق
عشق ادا نوازِ حسن، حسن کرشمہ سازِ عشق — آج سے کیا ازل سے ہے حسن سے سازبازِ عشق
اپنی خبر کہاں انہیں جن پہ کھلا ہے رازِ عشق — سارے شعور مٹ گئے جب ہوا امتیازِ عشق
ہوش و خرد بھی الفراق دین و دنیا کیسی — حضرتِ دل کا خیر سے ہے سفرِ حجازِ عشق
پیرِ مغاں کے پائے ناز اور مرا سرِ نیاز — ہوتی ہے میکدہ میں روز اپنی اپنی نمازِ عشق
حسرت و یاس و آرزو شوق کا انتہا کریں — کشتۂ غم کی لاش پہ دھوم سے ہو نمازِ عشق

عشق کی ذات ہی سے ہوئی حسن شانِ عشق
حسن کے دم قدم سے ہے سارا یہ سوز و سازِ عشق

اے دل درد مند پھر نالہ ہو کوئی دل گداز
سونی پڑی ہے بزمِ شوق چھیڑ دے اپنا سازِ عشق

ہوش و خرد نثار ہے عشق عشق ہے دشمن خودی
ہے نہ ہوا نہ ہو کبھی عقل سے ساز بازِ عشق

بیدم خستہ ہے کہاں اصل میں کوئی اور ہے
زمزمہ سنج بے خودی نغمہ طرازِ عشق

جو دیتا ہے تو ایسا جام دے پیر مغاں مجھکو
کہ پیتے پیتے آ جائے سرورِ جاوداں مجھکو

پسند آتا نہیں قصہ کسی قصہ خواں کا مجھکو
سناتا ہے تو میری ہی سنا دے داستاں مجھکو

شبستانِ عدم سے لا کے ڈالا بزمِ ہستی میں
نہیں معلوم لیجائیگی اب وحشت کہاں مجھکو

یہ باتیں کرتے کرتے کیوں زباں رکنے لگی آخر
کھٹکتا ہے ترا پیغامبر طرزِ بیاں مجھکو

مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے
زمیں تھا آسماں یاں اب میں ہے آسماں مجھکو

مرا پہلو بدلنا اسکے رنگِ رخ کا اڑ جانا
ڈبو دیگا کسی دن اضطرابِ رازداں مجھکو

اگر بجلی نہیں تو روئے روشن کی تجلی ہے
نظر آتا تو ہے پردہ سے کوئی ضو فشاں مجھکو

مرے گریہ نے مجھکو منزلِ مقصود پہنچایا
بہا کر لے گئے ان تک مرے اشکِ رواں مجھکو

زمینِ کوئے جاناں کوئی میدانِ قیامت ہے
کہ ہر ذرہ میں ہے اک گردشِ ہفت آسماں مجھکو

سکونِ صبر نے جس دن سے میرا ساتھ چھوڑا ہے
کہا کرتے ہیں اب وہ یوسفِ بے کارواں مجھکو

جو اُن کا نام لیتے لیتے میرا دم نکل جائے
تو میری موت ہو بیدم حیاتِ جاوداں مجھکو

وہ گھبرائے کچھ ایسے آج میرے شورِ شیون سے
کہ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اٹھے بزمِ دشمن سے

نہیں بچتا نہیں بچتا کوئی اس چشمِ پرفن سے
قضا بھی بچ کے چلتی ہے غضب آلود چتون سے

جہاں رکھتا ہوں تنکے آشیاں کے پھونک دیتی ہے
تجھے ضد سی ہے اے برق کچھ میرے نشیمن سے

اسی حسرت میں روتا ہوں یہی ارماں رلاتا ہے
کہ میرے اشک پونچھے کاش کوئی اپنے دامن سے

ترے دیوانے سے خارِ مغیلاں کو یہ الفت ہے
کہ لیتا ہے قدم کوئی تو کوئی لپٹا دامن سے

مری وحشت کا پہلا روز روزِ عید ہے گویا
کہ ملنے کو بڑھا چاکِ گریباں چاکِ دامن سے

Scanned with CamScanner

جنوں میں وحشت ہے، بیابا جب میں نام لیتا ہوں
تو کانٹے کس محبت سے لپٹ جاتے ہیں دامن سے

الٰہی تیرے پردہ دل کا اب تو ہی نگہباں ہے
کہ جو کہنی نہ تھی وہ بات کہہ گزرا ہوں دشمن سے

خزانہ بے مراد دل حسرت و یاس و تمنا کا
جسے جو چاہیے لیجائے آکر میرے خرمن سے

صبا آتی ہے پرسے پھولوں گلوں کا دعا لینے آئی ہے
جنازے پر جنازہ اٹھ رہا ہے صحنِ گلشن سے

بحمداللہ وہی بیدمؔ کے دل میں جلوہ فرما ہے
خجل ہیں چاند سورج دونوں جس کے روئے روشن سے

دکھ رہا ہے کیوں بھرے، آخر بزم میں پیمانہ آج
یاد آئی کیا کسی کی لغزشِ مستانہ آج

ان کے آتے ہی ہوئی کیا حالت میخانہ آج
شیشہ پر شیشہ گرا مینا پہ پیمانہ آج

ٹوٹی نہ ادھر کی توبہ نہ بچ گیا پیمانہ آج
رہ گئی الحمدللہ عزتِ میخانہ آج

مست ہو جانے پہ بھی ساغر نہ چھوٹے ہاتھ سے
تیرے ہاتھوں لاج ہے اے لغزشِ مستانہ آج

ہو نہ ہو میرے ہی سوزِ عشق کا مذکور ہے
شمع سے کچھ کہہ رہا ہے بزم میں پروانہ آج

خونِ دل نقدِ جگر حاضر ہیں دعوت کے لئے
قلب مضطر ہے جہاں جلوۂ جانانہ آج

دل جگر دونوں ہی مشتاقِ شہادت ہیں مگر
اے نگاہِ یار کوئی وار ہو ترکانہ آج

ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ بجھ گئی دل کی لگی !
شمع کے دامن سے لپٹا رہ گیا پروانہ آج

اٹھ گئے بیدمؔ کی آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
ایک ہے اس کی نظر میں کعبہ و بتخانہ آج

ہے لیلیٰ زیبِ محمل اور یادِ قیس ہے دل میں
یہ اک لیلیٰ ہے لیلیٰ میں، یہ اک محمل ہے محمل میں

نگاہِ ناز سے تیر اس طرح آئے مرے دل میں
کہ جیسے دوڑ کر چھپ جائے لیلیٰ اپنے محمل میں

نگاہ تیرے چھپنے پہ بھی او جھل نہیں لیلیٰ
کہ چشمِ شوق کے پردے پڑے ہیں اس کے محمل میں

اسے مجازِ الفت گر نہیں کہتے تو پھر کیا ہے
کہ لیلیٰ دشت میں پھرتی ہے اور مجنوں ہے محمل میں

ادھر مجنوں یہ کہتا ہے کہ میں نے دشت میں دیکھا
ادھر یہ لطف ہے لیلیٰ رہی محمل کے محمل میں

تصور انکا آنکھوں میں اور آنکھیں بند تھی میں
چھپے ہیں پردے محمل کے اور اک لیلیٰ ہے محمل میں

ہماری وحشت یہ اس طرح سے گھبرا اٹھی بیدمؔ
کہ جیسے گم شدہ لیلیٰ کا اک محمل ہو محمل میں

Scanned with CamScanner

کام میرا کسی تدبیر سے آساں نہ ہوا
جو مرض مجھ کو ہوا قابلِ درماں نہ ہوا

ان کا محفل میں چھپائے نہ چھپا سوزِ نہاں
داغِ دل میرا چراغِ تہِ داماں نہ ہوا

اور تو تربتِ بیکس پہ کوئی کیا روتا
ابر بھی آ کے مری خاک پہ گریاں نہ ہوا

یاں بھی کیا میری نہ فریاد سنے گا کوئی
گھر ہوا آپ کا یہ حشر کا میداں نہ ہوا

سینکڑوں مرتے جلائے گئے بیمار اچھے
آپ سے ایک مرے درد کا درماں نہ ہوا

ایک دردِ دلِ بیمار رہا جان کے ساتھ
اور تو کوئی شریکِ غمِ ہجراں نہ ہوا

ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہیں
دل عجب گھر ہے کہ بیدم کبھی ویراں نہ ہوا

ہم میکدے سے مر کے بھی باہر نہ جائیں گے
میکش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے

وہ اک کہیں گے ہم سے تو ہم سو سنائیں گے
نہ آئیں گے ہمارے تو اب ان کی کہا سنیں گے

کچھ چارہ سازی بھی تو نالوں نے کی مری
کچھ اشک میرے دل کی لگی کو بجھائیں گے

وہ قتل اشک اٹھ نہیں سکتا زمین سے
جس کو حضور اپنی نظر سے گرائیں گے

جھونکے نسیمِ صبح کے آ کے سحر میں
اک دن چراغِ ہستیِ عاشق بجھائیں گے

صحرا کی گرد ہو گی کفن مجھ غریب کا
اٹھ کر بگولے میرا جنازہ اٹھائیں گے

اب ٹھان لی ہے دل میں کہ سر جائے یا رہے
جیسے اٹھے گا بارِ محبت اٹھائیں گے

گردش نے میری چرخ کا چکرا دیا دماغ
نالوں سے اب زمیں کے طبق تھرتھرائیں گے

بیدم وہ خوش نہیں ہیں تو اچھا یونہی سہی
ناخوش ہی ہو کے غیر مرا کیا بنائیں گے

یہ خسروی و شوکتِ شاہانہ مبارک
یہ فقر یہ خیام یہ کاشانہ مبارک

مستوں کو مبارک درِ میخانہ کے سجدے
میخانہ تجھے گردشِ پیمانہ مبارک

اے چشمِ تمنا تری امید بر آئی
اٹھتا ہے نقابِ رخِ جانانہ مبارک

بلبل کو مبارک ہو ہوائے گل و گلشن
پروانہ کو سوزِ دلِ پروانہ مبارک

لو اٹھ گئے سب جلوہ گہِ ناز کے پردے
نظارۂ حسنِ رخِ جانانہ مبارک

مرد کو مبارک ہوں مے خانہ کے ساغر
بیدم ہمیں دردِ تہِ پیمانہ مبارک

حضور وارث عالی مقام کی چادر
حبیبِ حضرت خیر الانام کی چادر

ارم سے روضۂ وارث پہ حوریں لائی ہیں
بنا بنا کے درود و سلام کی چادر

ردائے فاطمہ ۔ بہ پشتِ نوہ میں ہے
کہ حسین علیہ السلام کی چادر

مری بلا کو ہو خورشیدِ حشر کا کھٹکا
کہ میرے سر پہ ہے میرے امامِ حق کی چادر

در پہ حاضر ہے آپ کا بیدم
قبول کیجئے مولا غلام کی چادر

اس طرف بھی کرم اے رشکِ مسیحا کرنا
کہ تمہیں آتا ہے بیمار کا اچھا کرنا

بیخود جلوہ سے کہتا ہے یہ جلوہ ان کا
لطفِ نظارہ اٹھا ہوش سنبھالا کرنا

اے جنوں کیوں لئے جاتا ہے بیاباں میں مجھے
جب تجھے آتا ہے گھر کو مرے صحرا کرنا

جب بجز تیرے کوئی دوسرا نہیں موجود
پھر سمجھ میں نہیں آتا ترا پردہ کرنا

یہی وہ کام ہیں ناکامِ محبت کے لئے
کبھی ان کا کبھی تقدیر کا شکوہ کرنا

ہم بھی دیکھیں ترے آئینۂ رخ کو لیکن
شاق ہے گردِ نظر سے اسے دھندلا کرنا

کوئی جا ہو دیر و حرم ہو کہ صنم خانہ ہو ۱۱
ہم کو نقشِ قدمِ یار پہ سجدہ کرنا

دیکھ لے جا کے وہ دریا پہ تماشائے حباب
جس کو منظور رہو نظارۂ دنیا کرنا

پردۂ ہستیٔ موہوم ہٹا لو پہلے
پھر جہاں چاہو وہاں یار کو دیکھا کرنا

شکوہ اور شکوۂ محبوبِ الٰہی توبہ
کفر ہے مذہبِ عشاق میں شکوہ کرنا

ایک تم ہو کہ نہیں بات کا کچھ پاس نہیں
اور اک ہم کہ ہیں منہ سے جو کہنا کرنا

وہ مرے اشک کو دامن پہ جگہ دیتے ہیں
یعنی منظور ہے اس قطرے کو دریا کرنا

ایسی آنکھوں کے تصدق مری آنکھیں بیدم
کہ جنہیں آتا ہے اغیار کو اپنا کرنا

یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیضِ مے پرستی ہے
گھٹا کے بھیس میں میخانہ پہ رحمت برستی ہے

یہ جو کچھ دیکھتا ہے تو فریبِ خوابِ ہستی ہے
تخیل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ پستی ہے

وہاں ہیں ہم جہاں بیدم نہ ویرانہ نہ بستی ہے
نہ پابندی نہ آزادی نہ ہشیاری نہ مستی ہے

Scanned with CamScanner

تری نظروں پہ چڑھنا اور ترے دل سے اتر جانا — محبت میں بلندی اسکو کہتے ہیں وہ پستی ہے

وہی ہم تھے جو اترن پھولوں میں تلتے تھے — وہی ہم ہیں کہ تربت چار پھولوں کو ترستی ہے

کرشمے ہیں کہ نقاش ازل نیرنگیاں تیری — جہاں میں مائل رنگ فنا ہر نقش ہستی ہے

لئے بھی ناوک جاناں تو اپنے ساتھ لیتا جا — کہ میری آرزو دل سے نکلنے کو ترستی ہے

ہر اک ذرہ میں ہے انی انا اللہ کی صدا ساقی — عجب نیرنگیِ ہستی جنگل خاک میں بھی جوش مستی ہے

خدا رکھے دلِ پرسوز تیری شعلہ افشانی — کہ تو وہ شمع ہے جو رونق دربار ہستی ہے

مرے دل کے سوا تو نے بھی دیکھا بیکسی میری — کہ آبادی نہ ہو جس میں کوئی ایسی بھی بستی ہے

حجابات تعین مانع دیدار سمجھا تھا — جو دیکھا تو نقاب روئے جاناں میری ہستی ہے

عجب دنیائے حیرت عالم تحویر غریباں ہے — کہ ویرانہ کا ویرانہ اور بستی کی بستی ہے

کہیں ہے صنعہ کی دھن کہیں شور انا الحق ہے۔ — کہیں اخفائے مستی ہے کہیں اظہار مستی ہے

بنایا رشک مہر و ماہ تری ذرہ نوازی نے
نہیں تو کیا ہے بیدم اور کیا بیدم کی ہستی ہے

کیا سنائیں مبتلائے دردِ دل — کیا سنو گے ماجرائے دردِ دل

آپ ہی نے درد بخشا ہے مجھے — آپ ہی دیں گے دوائے دردِ دل

دردِ دل سے زندگی ہے زندگی — جان صدقے دل فدائے دردِ دل

انتہائے درد اس کا نام ہے — دل کو ڈھونڈھے اور نہ پائے دردِ دل

موت کرتی ہے علاج اہل درد — دردِ دل خود ہے دوائے دردِ دل

حضرت عیسیٰ سے ان کا کام ہے — آپ کیا جانیں دوائے دردِ دل

ہم نے دل سی چیز دے دی آپ کو — آپ کیا دیں گے سوائے دردِ دل

دردِ دل گر بانٹنے کی چیز ہو — بانٹ لیں اپنے پرائے دردِ دل

دردِ دل پیدا ہوا دل کے لئے
اور دل بیدم برائے دردِ دل

کون سا گھر ہے کہ اے جاں نہیں کاشانہ ترا — اور جلوہ خانہ ترا

بتکدہ تیرا ہے کعبہ ترا ہے خانہ ترا — سب ہے جانانہ ترا
تو کسی شکل میں ہو میں ترا شیدائی ہوں — تیرا سودائی ہوں
تو اگر شمع ہے اے دوست میں پروانہ ترا — یعنی دیوانہ ترا
مجھ کو بھی جام کوئی پیر خرابات ملے — تیری خیرات ملے
تا قیامت یوں ہی جاری رہے پیمانہ ترا — رہے میخانہ ترا
تیرے دروازے پہ حاضر ہے ترے در کا فقیر — اے امیروں کے امیر
مجھ پہ بھی ہو کبھی الطاف کریمانہ ترا — لطف شاہانہ ترا
صدقے میخانے کا ساقی مجھے بیہوشی دے — خود فراموشی دے
یوں تو سب کہتے ہیں بیدم ترا مستانہ ترا — اب ہوں دیوانہ ترا

حشر بھی یونہی جائیگا اے دل بیقرار کیا — یونہی رہ گئے تشنہ کام تشنۂ دید یار کیا
مژدۂ فصل گل صبا جا کے رقیب کو سنا — مجھ کو بہار سے غرض میرے لئے بہار کیا
یار کی جلوہ گاہ میں پڑے تو یہ نہ پوچھ — دیکھتی رہ گئی ادھر چشم امیدوار کیا
چارۂ عقل و ہوش تو بند جنون کر چکے — کس کے ہوں تار تار اب کیجئے تار تار کیا
دیر و حرم میں چشم شوق ڈھونڈھ پھری پتہ نہیں — دل نے چھپا کے رکھ لیا نقش رخ یار کیا
اپنی وفا کیا تم ساتھ انکی جفا بھی یاد ہے — روز شمار کے لئے مجھ سا گنہگار کیا
داور حشر بیشمار میرے قصور ہیں تو ہیں — تجھ سے کریم کے لئے مجھ سا گنہگار کیا

بیدم خستہ دل کی روز آنکھیں ہیں ڈھونڈتی تجھے
طور پہ گر کے کھو گئی برق جمال یار کیا

تیرے خیال میں دل دنیا کو دیکھتا ہے — آئینہ تصور جام جہاں نما ہے
آنکھوں میں جب تم آئے پھر دل ہی معتکف کیا ہے — اس راستے سے سیدھا کعبہ کا راستہ ہے
کلک قضا ہے میری کتاب ہستی — ہر حرف زندگی کا دیباچۂ فنا ہے
میرا عروج مجھ سے پوچھے لا انتہا سمجھ — انگڑا آسماں پہ کس کا یہ نقش پا ہے
اے نامرادی دل ہم کیا یہ دیکھتے ہیں — دست طلب ہمارا منت کش دعا ہے

آتے ہی ایک بجلی ٹوٹا طلسم ہستی — بربادیٔ تعین آباد و فنا ہے
تھی میری حسرتوں کی جو اک بہار آخر — مایوسیوں نے اسکو دل سے مٹا دیا ہے
رفتار میں ہے گیا چرخ کو سلیقہ — ان کا ستم ستم ہے ان کی جفا جفا ہے

ارمان ہو کہ ان کا تیر نظر ہو بیدم
جو دل تلک آگیا ہے دل ہی کا ہو رہا ہے

بت بھی اس میں رہتے ہیں دل یار کا بھی کاشانہ تھا — ایک طرف کعبے کے جلوے ایک طرف بتخانہ تھا
دلبر ہیں اب دیکھئے ماتک یہ بھی ایک زمانہ تھا — دل والے کہلاتے تھے ہم وہ بھی ایک زمانہ تھا
پھول نہ تھے آرائش تھی اس مست ادا کی گردن کی — ہاتھ میں ڈالی کے ایک بکا سا پیمانہ تھا
ہوش نہ تھی بیہوشی تھی، بیہوشی میں پھر ہوش کہاں — جو یاد رہی خاموشی تھی جو بھول گئے افسانہ تھا
دل میں وصل تھے ارماں بھی تھے اور ملال ہجر بھی — آبادی کی آبادی اور ویرانے کا ویرانہ تھا
اُف رے بار جوش جوانی آنکھ نہ انکی اٹھتی تھی — مستانہ ہر ایک ادا تھی ہر عشوہ مستانہ تھا
شمع کے جلوے بھی تھے یا خواب تھا جلنے والوں کا — صبح جو دیکھا محفل میں پچانہ ہی پروانہ تھا
دیکھ کے وہ تصویر مری کچھ کھوئے سے کہتے ہیں — ہاں ہاں یاد تو آتا ہے اس شکل کا اک دیوانہ تھا
غیر کا شکوہ کیوں کر رہتا دل میں جب امیدیں تھیں — اپنا پھر بھی اپنا تھا، بیگانہ پھر بیگانہ تھا

بیدم اس انداز سے کل یوں ہم نے کہی اپنی بیتی
ہر ایک نے سمجھا محفل میں یہ میرا ہی افسانہ تھا

محشر کو پامال کرے یا بپا کرے — جو چاہے آپ کی نگہ فتنہ زا کرے
ناصح کی بات مانے کہ دل کا کہا کرے — اب کہیے کوئی کیا نہ کرے اور کیا کرے
کب تک کسی کی کوئی تمنا کیا کرے — گھبرا کے اپنی جان نہ دیدے تو کیا کرے
اس جذب لیے ہے قیامت کا سامنا — جس کا نقش کے آگے نگین کیا کرے
کس کام کی امید ہے ناکام کے لئے — ناکامیوں کو میری کا کام خدا کرے
جب میرے درد دل کا مداوا نہ ہو سکا — کوئی مسیح ہے تو مجھے کیا ہوا کرے
انکو تو آئے دن نئے دل کی تلاش ہے — کوئی کہاں سے روز نیا دل دیا کرے

Scanned with CamScanner

جس طرح انکی زلف بڑھے انکے دوش پر
یارب اسی طرح مری وحشت بڑھا کرے

ہیں بیخودی میں آج ہم آغوشیاں نصیب
تا حشر مجھکو ہوش نہ آئے خدا کرے

دیکھے جو تجھ کو آئینۂ دل میں جلوہ گر
حیرت سے چشم شوق ترا منہ تکا کرے

جلوے بھی سامنے ہیں وہ کافر بھی سامنے
کس کی طرف جھکا کے اب کوئی سجدہ ادا کرے

ہستی مری محیط رہے نیستی کے بعد
روشن بقا کا نام مآل فنا کرے

پردے میں ہے جمال تو ہے شور اس قدر
اور بے حجاب ہو تو خدا جانے کیا کرے

دم بھر میں آسمان بنا دے زمین کو
نقش جبیں کی قدر اگر نقش پا کرے

داماں استجاب کی کلیاں کھلی رہیں
یارب وہ ہو قبول جو بیدم دعا کرے

سہرا ہے نوشہ کے رخ پر نقاب سہرے کا
چھپا ہے ابر میں یا آفتاب سہرے کا

ہیں پھول حد کے نفت زحل کی کلیاں
جواب ہی نہیں اس لاجواب سہرے کا

یہ آج تجھ سے جواں بخت کے سر پہ بندھا
تو اور بڑھ گیا حسن شباب سہرے کا

دولہن حسین ہے تو نوشہ بھی ہے حسین جمیل
ہر اک پھول ہوا کامیاب سہرے کا

یہ گوندھتے ہی سر نوشاہ پہ بندھا بیدم
نصیب تو کوئی دیکھے جناب سہرے کا

جہاں ہے خیال رخ جاناں کسی کا !
ہے منزل خورشید یہ خانہ کسی کا

بھاتا نہیں اس شوخ سے یارانہ کسی کا
سچ تو یہ ہے وہ دوست ہوا نہ کسی کا

بیجا ہے کم و بیش کی ساقی سے شکایت
مے اتنی ہی دی جتنا تھا پیمانہ کسی کا

ملنے زاہد اسے پھر کہیں جانے کی ضرورت
جب کعبہ ہے سنگ در جانانہ کسی کا

بے مانگے پلائی ہیں اور خوب پلائی
تا حشر سلامت رہے میخانہ کسی کا

اس طرح وہ سنتے ہیں مرے غم کی کہانی
کہتے ہیں سنا دو ہمیں افسانہ کسی کا

للہ اب اے مرشد میخانہ بھر دے
مستی میں چھلکنے کو ہے پیمانہ کسی کا

تدبیر میں گو جنبش داماں سحر ہے
آتا ہی نہیں ہوش میں مستانہ کسی کا

دیوانہ جو سمجھے انہیں دیوانہ ہے بیدم
ہشیار سے ہشیار ہے دیوانہ کسی کا

Scanned with CamScanner

ترے کمالِ ستم کی یہ یادگار رہے
کہ ہم رہیں نہ ہمارا کہیں مزار رہے

گلِ مراد کھلیں سینہ لالہ زار رہے
مرے چمن میں الٰہی سدا بہار رہے

وہ اضطراب کی دنیا ہے دل خدا رکھے
جہاں قرار بھی آئے تو بیقرار رہے

زمانہ بھر کو قیامت یہ ٹال رکھا ہے
کئے گئے ترے وعدہ کا اعتبار رہے

نرالا ہجر الگ تھا وصال سے اپنا
کہ ہم نہ دیکھ سکے اور وہ ہمکنار رہے

نصیب ہو تو یہ ہے سرفروشِ عشق کی معراج
کہ پائمال تری راہ میں غبار رہے

یہ کیا دلیں ہیں اور آنکھ دید سے محروم
کہیں بہار کہیں حسرتِ بہار رہے

ہوا ہوں خاکِ چمن اسلئے نسیمِ بہار
کہ پائمال اسی راہ میں غبار رہے

تو ہجر و وصال کی شب میں مزے مزے نہ رہیں
جو یادِ لذتِ شبہائے انتظار رہے

خدا رکھے تجھے تجھ سے ہی کام ہے مجھ کو
کوئی رہے نہ رہے تو خیالِ یار رہے

یہاں نہ ضبط کی طاقت نہ اضطراب کی ہے
جسے قرار رہا ہو وہ بے قرار رہے

جنوں سے دل نہ لگانا ثواب ہے واعظ
مگر اسی کو جسے دل پہ اختیار رہے

یہ کہہ کے چشمِ تمنا سے وہ ہوئے رخصت
یہ انتظار کا گھر ہے تو انتظار رہے

وہ کون ہے وہ مرا بد نصیب دل بیدمؔ
چمن میں رہ کے جو بیگانۂ بہار رہے

وہ چلے جھٹک کے دامن مرے دستِ ناتواں کو
اسی دن کا آسرا تھا مجھے مرگِ ناگہاں سے

یہ حجاب نظروایاں بھی شاہد و درمیاں سے
کہ مقامِ قرب آگے ہے حدِ دو جہاں سے

مری طرح تھک نہ جائے کہیں حسرتِ فسردہ
کہ لپٹ کے چل رہی ہے وہ غبارِ کارواں سے

مجھے شوق سے تغافل ترا پائمال کر دے
مرا سر اٹھا نہ اٹھے ترے سنگِ آستاں سے

ترے میکدہ کا ساقی ہے بیاں بھی کیف آگیں
کہو کیا کرے تواجد مرے ندرتِ بیاں سے

مری بیکسی کا عالم کوئی اس کے جی سے پوچھے
مری طرح لٹ گیا ہو جو بچھڑ کے کارواں سے

جو خیال میں بھی چھوٹے درِ پاک تیرا مجھ سے
تو لپٹ کے روئیں سجدے تری سنگِ آستاں سے

تری رہگذر تک اے جاں جو نصیب ہو رسائی
ملوں آنکھیں اپنی نقشِ کفِ پائے سارباں سے

یہی گونجتی ہیں اب تک مرے کان میں صدائیں
جو سنا تھا زمزمہ اک کبھی سازِ کن فکاں سے

نہ ہو پاس پردہ ان کو کیا پردہ داریاں ہوں　　مری دکھ بھری کہانی جو سنے مری زباں سے

مری چشمِ حسرت آگیں یہ خرابیاں نہ دیکھے　　جو قفس کو دور رکھ دے کوئی میرے آشیاں سے

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے　　ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

اسی خاکِ آستاں میں کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ فنا ہوا ہے بیدم اسی خاکِ آستاں سے

خیال ہے کہ انہیں بے نقاب دیکھیں گے　　انہیں کھلی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھیں گے

نقاب کیسی انہیں بے نقاب دیکھیں گے　　نگاہِ شوق کو ہم کامیاب دیکھیں گے

بدل نہ جائے کہیں نظمِ عالمِ ہستی　　وہ حالتِ دلِ خانہ خراب دیکھیں گے

تری نظر میں ترے دل میں تیری محفل میں　　ہمیں بھی لوگ کبھی باریاب دیکھیں گے

کہاں تک اپنے گریباں کی خیر مانگیں ہم　　اسی کو چاک اسی کو خراب دیکھیں گے

انہیں غریبوں کے حالِ خراب سے کیا کام　　وہ آکے کیوں مرا حالِ خراب دیکھیں گے

ہم اور رقیب بھی ہوں گے آج مقتل میں　　وہیں تری نظرِ انتخاب دیکھیں گے

بدل گیا ہے زمانہ جو پھر گئی ہے نظر　　کسے خبر تھی کہ یہ انقلاب دیکھیں گے

جو آج پردۂ دیر و حرم میں ہیں روپوش　　انہی کو حشر میں کل بے نقاب دیکھیں گے

ستالے خوب ستالے ہیں دلِ مضطر　　وہ آگئے تو ترا اضطراب دیکھیں گے

حریمِ ناز میں او چھپ کے بیٹھنے والے　　کبھی تو اہلِ نظر بے نقاب دیکھیں گے

یہ کہہ کے نامۂ غم میں تو جان دیتا ہوں　　جواب دیکھنے والے جواب دیکھیں گے

رہِ طلب میں جو خود مٹ گئے ہیں اب بیدم
فنا کے بعد بقا کا وہ خواب دیکھیں گے

اس سنگِ آستاں پہ جبینِ نیاز ہے　　واللہ کیا نماز ہماری نماز ہے

ہر آئینے کے پردے میں آئینہ ساز ہے　　ہر بندے کے لباس میں بندہ نواز ہے

اے ہمنشیں وہ کوچۂ عشقِ مجاز ہے　　محمود جس گلی میں غلامِ ایاز ہے

تصویرِ خامشی ہے وہ غنچہ ہے باغ میں　　ہر گل مری شگفتگیٔ دل کا راز ہے

وہ خاکِ آستاں ہے تری خاکِ آستاں — جس پر جبینِ شوق کے سجدوں کو ناز ہے
کس کی طرف کو دستِ تمنا دراز ہو — عالم میں کوئی آپ سا بندہ نواز ہے
پھر دیکھئے ہر جمال میں جلوے جمیل کے — جب یہ کھلا کہ عین حقیقت مجاز ہے
زاہد کو اپنے زہد و عبادت کا ہے غرور — مجھکو ترے کرم تری رحمت پہ ناز ہے
کحل البصر بنائے نہ کیوں چشم غزنوی — خاکِ درِ ایاز میں دنیائے راز ہے

پھر لائے کیا نظر میں سلاطین دہر کو
بیدم گدائے وارث عالم نواز ہے

موت کی ہچکی آتے ہی رشتۂ دنیا ٹوٹ گیا — روح نے تن سے پائی رہائی قیدی قید سے چھوٹ گیا
جتنے لئے تھے ہم سے چھوٹے سب کو ہم نے چھوڑ دیا — داد لے ناکامیٔ مقصد وہ بھی ہم سے چھوٹ گیا
اشکوں میں رنگینی کیوں ہے اشک مرے رنگین ہیں کیوں — غم سے جگر کا خون ہوا یا دل کا پھپھولا پھوٹ گیا
صبح سے سر کو دھنتا ہوں اور بیٹھے بیٹھے چیختا ہوں — کیسی اندھیری رات کٹے آ کر خانۂ دل کو لوٹ گیا

بیدم ان کے جاتے ہی کچھ ایسی حالت زار ہوئی
ضبط کی ہمت ٹوٹ گئی اور صبر کا دامن چھوٹ گیا

جس طرف دیکھتا ہوں جلوۂ جانانہ ہے — اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے
کعبہ کعبہ ہے صنم خانہ صنم خانہ ہے — سنتے ہیں ٹوٹا سا دل منزل جانانہ ہے
مدتیں گذریں گریباں کا ہوا کام تمام — لیکن اب تک اسی دھن میں دل دیوانہ ہے
ہائے کیا پوچھتے ہو برہمیٔ بزم خیال — اب نہ وہ شمع ہے محفل میں نہ پروانہ ہے
بسے اے ناوکِ جاناں تری دنیا آباد — ہر لبِ زخم جگر پر ترا افسانہ ہے

کس شہنشاہِ حسیناں کا گدا ہے بیدم
کہ گدائی میں بھی اک شوکتِ شاہانہ ہے

دشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یار آ ہی گیا — ہائے اس آئینے سے دل پہ غبار آ ہی گیا
اس کے کوچے تک مرا مشتِ غبار آ ہی گیا — اٹھ کے زیر سایۂ دیوار یار آ ہی گیا
ہائے کس انداز سے اس نے کیا عہد وفا — دل نے کچھ سوچا سمجھا اعتبار آ ہی گیا

کہتے کہتے رک گیا میں داور محشر سے حال | مسکرا کر اس نے جب دیکھا تو پیار آ ہی گیا
اس نے اپنے روئے روشن سے جو سرکا دی نقاب | ایسا کچھ دیکھا کہ دل بے اختیار آ ہی گیا

آج ساقی نے جو بیدم ہنس کے زلفیں کھول دیں
پھول برساتا ہوا ابر بہار آ ہی گیا

بہار جن کے لئے انہیں بہار بسنت | ہماری کیا ہے گوارا ناگوار بسنت
بہار ہے در میخانہ کھول دے ساقی | کہ میکدہ میں منائیں گے بادہ خوار بسنت
سدا بہار رہے آستان وارث پر | ہوں ایک سال میں یارب ہزار بار بسنت
زبان حال سے کہتی ہوئی بہار آئی | مبارک آپ کو دیوے کے تاجدار بسنت

قبول کیجئے صدقے میں غوث اعظم کے
کہ لیکے آیا ہے بیدم جگر فگار بسنت

ساقی نے جسے چاہا مستانہ بنا ڈالا | جس دل کی طرف تاکا پیمانہ بنا ڈالا
کب جوش گریہ نے طوفاں نہ اٹھا ڈالے | کب اشک کے قطرے کو دریا نہ بنا ڈالا
اک قیس کو لیلیٰ نے مجنوں بنایا تھا | تم نے تو جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا
جب شیفتہ دل ٹوٹا ساقی کے تغافل سے | میخانہ میں یاروں نے پیمانہ بنا ڈالا
اس عشق نے لاکھوں کا پندار خودی توڑا | ہوشیار جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا

ناکامیٔ قسمت کی چھوٹی سی کہانی تھی
تم نے تو اسے بیدم افسانہ بنا ڈالا

گلی کو ہم تیری دار الاماں سمجھتے ہیں | یہ وہ زمیں ہے جسے آسماں سمجھتے ہیں
انہیں حرم سے غرض ہے نہ دیر سے کچھ کام | جو اپنا قبلہ ترا آستاں سمجھتے ہیں
مٹائے دیتے ہیں وہ اپنی یادگار ستم | مری لحد کو وہ میرا نشاں سمجھتے ہیں
جدا جدا ہے اسیران عشق کی فریاد | نہ اُنکی میں نہ وہ میری زباں سمجھتے ہیں
ہمارے ساقی کو کہتے ہیں شیخ اہل حرم | جو بادہ نوش ہیں پیر مغاں سمجھتے ہیں
ہمیں اسیری و آزادگی برابر ہے | کہ جب قفس کو بھی ہم آشیاں سمجھتے ہیں

Scanned with CamScanner

دے تو ترکِ محبت کے مشورے سب نے
مگر یہ حضرتِ بیدم کہاں سمجھتے ہیں

جامِ غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے
ساقیا میں ترے قربان یہ کیا ہوتا ہے

جس جگہ یار کا نقشِ کفِ پا ہوتا ہے
بس وہیں کعبۂ اربابِ وفا ہوتا ہے

سجدہ اس سر کا ہے جو تن سے جدا ہوتا ہے
یوں کہیں سجدۂ شکرانہ ادا ہوتا ہے

قطرہ جو بحرِ محبت میں فنا ہوتا ہے
مٹ مٹا کر گہرِ درجِ لقا ہوتا ہے

بندہ جو مرضیٔ مولا پہ فدا ہوتا ہے
خسروِ کشورِ تسلیم و رضا ہوتا ہے

للہ الحمد کہ اس کوچے کی زمیں خاک ہوا
ذرہ جس کوچے کا خورشید بنا ہوتا ہے

موت ہی سے ہو علاجِ دلِ بیمار تو ہو
ان دواؤں سے تو درد اور سوا ہوتا ہے

کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں
ناخدا جن کا نہیں ان کا خدا ہوتا ہے

زاہد ہوتی ہے یہاں ترکِ خودی کی تعلیم
میکدہ مدرسۂ اہلِ رضا ہوتا ہے

ان کو ہم چھیڑ کے دشنام سنا کرتے ہیں
گالیوں میں بھی محبت کا مزا ہوتا ہے

سر پہ لیتے ہیں قدم خارِ مغیلاں بڑھ کر
دشت پیما جو کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

طائرِ سدرہ بھی ہے انکی اداؤں کا شکار
ناوکِ ناز کہیں ان کا خطا ہوتا ہے

خم لگا دے مرے منہ سے ترے میخانہ کی خیر
ایک دو جام میں ساقی مرا کیا ہوتا ہے

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد بیدم
قطرہ دریا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے

ہاں یاد ہے وہ موسمِ دیوانہ گر مجھے
ہاں یاد ہے وہ آپ کی پہلی نظر مجھے

فکرِ بہار ہے نہ خزاں کا خطر مجھے
گلچیں نے توڑا کھلنے سے ہی پیشتر مجھے

ہر جا دکھائی دیتا ہے وہ جلوہ گر مجھے
کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے

قسمت سے مل گئی ہے تری رہگذر مجھے
ہاں ہاں خرامِ ناز سے پامال کر مجھے

سمجھا ہے کوئی پردہ کوئی پردہ در مجھے
بھاتی ہے چشمِ حقیقت نگر مجھے

ہنستے تھے وصل میں در و دیوار میرے ساتھ
یاد رہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے

Scanned with CamScanner

حسرت بھری نگاہوں کی اللہ رے بے بسی
میں چارہ گر کو دیکھتا ہوں چارہ گر مجھے

محشر میں کون دے تری جور و ستم کی داد
لا اب ہجومِ حشر سے ڈھونڈھ کر مجھے

ہے بوالہوس مذاقِ طبیعت جُدا جُدا
آساں جو تجھ کو ہے وہی دشوار تر مجھے

گم کردہ راہ ہوں میں، جہت آشنا نہیں
لیکر چلے ہیں خضر نہ جانے کدھر مجھے

نیرنگیِ حسنِ یار نے دیوانہ کر دیا
ہوشِ بہار ہے نہ خزاں کی خبر مجھے

اب منحصر ہے تیرے سہارے پہ زندگی
تنہا نہ چھوڑ ہجر میں دردِ جگر مجھے

اوجھل ہے شام ہی سے رخِ یار منتہا میں
کیا دیکھنی نصیب نہ ہوگی سحر مجھے

اب دیکھتا ہے کیا مری تربت کو بار بار
پامال کرنے تو آیا ہے پامال کر مجھے

بیدم میں ایک سازِ حقیقت طراز ہوں
باور نہ ہو تو دیکھ ذرا چھیڑ کر مجھے

اٹھا ہوا ہستی کا پردہ نظر آتا ہے
اب جلوۂ حقیقت میں جلوہ نظر آتا ہے

ہر قطرے میں دریا کی موجیں نظر آتی ہیں
ہر بندے کی صورت میں مولا نظر آتا ہے

اس صورتِ ظاہر کے نقشے کو مٹا پہلے
پھر دیکھ تجھے تجھ میں کیا کیا نظر آتا ہے

کیا کوئی کسی پہ اب دیوانہ نہیں ہوتا
سنسان جو مدت سے صحرا نظر آتا ہے

کیا پوچھتے ہو ان کے جلوے کی فراوانی
ہم دیکھ نہیں سکتے اتنا نظر آتا ہے

ان کے رخِ روشن کو جس روز سے دیکھا ہے
خورشید بھی بیدم کو ذرہ نظر آتا ہے

گُل سا کیا جو چاک گریباں بہار نے
دستِ جنوں لگے ہے کپڑے اتارنے

چھوڑا کہیں نہ مجھ کو نسیمِ بہار نے
کنجِ قفس میں بھی مجھے آئی ابھارنے

اب دل کی لاج مشقِ تصور کے ہاتھ ہے
شیشہ میں اس پری کو چلا ہے اتارنے

ساقی تو ساقی بادہ پرستوں کے پاؤں پر
سجدے کرائے لغزشِ مستانہ وار نے

اب تو نظر میں دولتِ کونین ہیچ ہے
جب تجھ کو پا لیا دلِ امیدوار نے

چشمِ ادا شناس نے حیران کر دیا
حسن اپنا ذرہ ذرہ میں دکھلا کے یار نے

بیدمؔ تمہاری آنکھیں ہیں کیا عرش کا چراغ
روشن کیا ہے نقشِ کفِ پائے یار نے

مجھے شکوہ نہیں آباد رکھ برباد رہنے دے
مگر اللہ مرے دل میں اپنی یاد رہنے دے

قفس میں قید رکھ یا قید سے آزاد رہنے دے
بہر صورت چمن ہی میں مجھے صیاد رہنے دے

مرے ناشاد رہنے سے اگر تجھکو مسرت ہے
تو میں ناشاد ہی اچھا مجھے ناشاد رہنے دے

تری شانِ تغافل پر مری بربادیاں صدقے
جو برباد تمنا ہو اُسے برباد رہنے دے

مجھے جتنے ستم آتے ہیں مجھ پر ختم کر دینا
نہ کوئی ظلم رہ جائے نہ اب بیداد رہنے دے

نہ صحرا میں دل بہلتا ہے نہ کوئے یار میں ٹھہرے
کہیں تو چین سے مجھ کو دلِ ناشاد رہنے دے

مجھے اپنی گذری ہی بیدمؔ بھی معلوم ہوتی ہے
مری بیتی سنا لے قصۂ فرہاد رہنے دے

مجھے جلوؤں کی امنگ تیز ہو گیا مرے ہوش و حواس بجا نہیں
ہے بے خبری کہ خبر ہی نہیں نقاب اٹھا کہ اٹھا ہی نہیں

مجھے حال پوچھ طبیب کے کہ عذاب ہے اب میری زیست مجھے
میرا مرنا ہی میرے لئے ہے شفا مرے درد کی کوئی دوا نہیں

مجھے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے ہم یہ ہو گیا الہی کیا ہوئے ہم
ہمیں پھیر یہ کمال ہی کی خبر نہیں ہمیں کوسوں کا نیا پتہ ہی نہیں

مرا حال خراب سنا تو کہا کہ وہ سامنے میرے آئے نہ کبھی
مجھے مرتا جو دیکھا تو ہنس کے کہا کہ یہ شیوۂ اہلِ وفا ہی نہیں

جہاں کوئی ستم ایجاد کیا مجھے کہہ کے فلک نے یہ یاد کیا
کہ بس ایک دلِ بیدمؔ کے سوا کوئی قابلِ مشقِ جفا ہی نہیں

جلا سکتے ہیں نالے رنگ ٹھنڈی گرمیاں میری
پڑی ہے جا بجا گلشن میں خاکِ آشیاں میری

تجھے تو ہو بڑی ہمت سے سننے داستاں میری
سنی جائیگی تجھ سے جہاں بربادیاں میری

عبث نالے ترے بیکار فریاد و فغاں میری
سمجھتا ہی نہیں صیاد قسمت ہے زباں میری

پسند آیا ہے مجھکو اسلئے غربت میں مر جانا
کہ میرے بعد پھر میرے وطن میں داستاں میری

قفس کی آمد و شد کیلئے بھی تقریبِ جاناں سے
یہ بامِ یار کا زینہ تھا یا اُٹھیں ہچکیاں میری

نہ پوچھ اے ہمنشیں کچھ مجھ سے شرحِ چاک دامانی
کہ ہر اک صفحۂ گل پر لکھی ہے داستاں میری

Scanned with CamScanner

وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ وہ باتیں یاد آتی ہیں
مجھی سے جب کہا کرتا تھا کوئی داستاں میری

گلوں نے نقشہ میری جاں گدازی کا کھینچا ہے
اڑا کر لے گئی ہیں بجلیاں بیتابیاں میری

وہ آئے بھی تو پیچھے گھر عدو کو ڈھونڈنے تک
کھلی ہے آج یوں قسمت نصیب دشمناں میری

یہ آندھی کیا اڑا لے گی یہ بجلی کیا جلائے گی
بہت اونچی بہت اونچی ہے شاخِ آشیاں میری

وفاؤں کو مری پامال وہ کرتے ہیں کرنے دو
مرے بعد ان کو یاد آئیں گی بیدم خوبیاں میری

نہ دشت نہ کلیسا سے کام ہے نہ دیر نہ بیت حرم سے غرض
سر ازل سے جا کے سجدوں کو رہی تیرے نقشِ قدم کی غرض

جو تو بحر ہے تو ذرہ ہم ہیں تو بحر ہے تو قطرہ ہم ہیں
تو موت ہے آئینہ ہم ہیں تجھ سے غرض تجھے ہم سے غرض

نہ نشاط وصال نہ ہجر کا غم نہ خیالِ بہار نہ خوفِ خزاں
نہ سقر کا خطرہ ہے نہ شوقِ ارم نہ ستم سے عدو نہ کرم سے غرض

رکھا کوئی عشق میں جس نے قدم حضرت عشق کا جس پہ کرم
گئے اپنے بھی سرکار نے نہیں جو غرض ہے تو اپنے صنم سے غرض

تری یاد ہے اور دلِ بیدم ہو تیرا درد ہو اور دلِ بیدم ہو
بیدم کو ہے تیرے دم سے غرض تیرے غم کو ہے بیدم سے غرض !

دردِ دل اٹھا ہے محفل میں بٹھانے کے لئے
اشک آئے ہیں لگی دل کی بجھانے کے لئے

بابِ جنت ہے درِ وارث زمانے کے لئے
ہم بھی آ بیٹھے ہیں قسمت آزمانے کے لئے

بعد میرے میرا حالِ دل بنے گا داستاں
ذکر میرا ہوگا افسانہ زمانے کے لئے

جب مرے دردِ نہاں کا کر نہیں سکتے علاج
پھر وہ بیٹھے ہیں تو بیٹھے ہوں زمانے کے لئے

وہ جبیں نے نذرِ رنگِ آستانہ کر دیئے
جن کے رکھے تھے جو سجدے آستانے کے لئے

میرے سجدے ہیں یہ دعویٰ ہے جبینِ شوق کا
آستاں میرے لئے ہیں آستانے کے لئے

گردشِ قسمت رہے گی میرے دامنگیر حال
آندھیاں اٹھیں گی میری خاک اڑانے کیلئے

آشیانے میں قفس کا ذکر تھا سوہانِ روح
اب قفس میں ذکر ہو کیوں آشیانے کے لئے

بیدلی کا غم نہ بیدم اپنے مرنے کا خیال
دل تھا آنے کیلئے اور جانے کے لئے

Scanned with CamScanner

چھڑا پہلے پہل جب سازِ ہستی !
تو ہر پردے نے دی آوازِ ہستی

خیالِ یار تیرے صدقے جاؤں
ترے دم سے ہے سوز و سازِ ہستی

میں مرنے کے لئے پیدا ہوا ہوں!
مرا انجام ہے آغازِ ہستی

سکونِ کائنات دل بقا ہے
اجل اک جنبشِ پروازِ ہستی

مری خاکِ لحد کا ذرّہ ذرّہ
ہے بتمام مخزنِ صد رازِ ہستی

مزا تو تھا یہ وقتِ وداعِ جاں ہوتا
کہ سر بہ تکیہ ترا سنگِ آستاں ہوتا

ہر اک نگاہ سے جلوہ کوئی عیاں ہوتا
کہیں بھی تو نہ ہوتا تو کیوں مکاں ہوتا

گرخِ نگاہِ حقیقت اگر عیاں ہوتا
نہ میں نہ تو یہ ہنگامۂ جہاں ہوتا

قفس کو دور مرے آشیاں سے رکھنا تھا
کہ میرے آگے نہ برباد آشیاں ہوتا

وہ بے نقاب کبھی سامنے جو آ جاتے
تو بےخودی مجھے بتلا کہ میں کہاں ہوتا

بہارِ غنچۂ گل دیکھنے چلے آئے
اگر چمن میں ٹھہرتے تو آشیاں ہوتا

جبینِ شوق کے سجدے نہ منتشر ہوتے
اگر نصیب ترا سنگِ آستاں ہوتا

تمہیں نہ چاہتے گر میری خانہ بربادی
مجال تھی کہ مرا دشمن آسماں ہوتا

جہاں سے چاہتا نظارۂ چمن کرتا
ہر اک شاخ پہ میرا ہی آشیاں ہوتا

میں ساری عمر اٹھاتا جبینِ شوق کے ناز
جو ایک سجدہ بھی قبولِ آستاں ہوتا

اٹھے حجابِ تعین تو کیا اٹھے بیدم
مزا تو جب تھا کہ تو بھی نہ درمیاں ہوتا

جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے
یہ مرے انجام کا آغاز ہے

تیری الفت شعبدہ پرداز ہے
آرزو گر ہے تمنّا ساز ہے

پھر حدیثِ عشق کا آغاز ہے
آج پھر گویا زبانِ راز ہے

گنجِ اسرارِ ازل ہے باغِ دہر
پتّہ پتّہ دفترِ صد راز ہے

جان دیدی ان پہ اور زندہ رہے
اپنے مرنے کا نیا انداز ہے

Scanned with CamScanner

ہوشیار اے ناوک افگن ہوشیار — طائر جاں مائل پرواز ہے
رخصت اے عقل و خرد ہوش — شوق وصل یار کا آغاز ہے
میرے نالے سن کے فرماتے ہیں وہ — یہ اسی کی دکھ بھری آواز ہے
جس کو سب سمجھے ہیں دشتِ کربلا — وہ تو میدانِ نیاز و ناز ہے
ذرے ذرے میں عیاں ہونیکے بعد — آجتک رازِ حقیقت راز ہے

آپ جا پہنچیں مجمع عشاق میں!
ان میں بیدم سا کوئی جانباز ہے!

نازوالے اب تجھے کیوں ناز ہے — آ۔ درِ چشم تمنا باز ہے
عشق مونس عشق ہی دمساز ہے — عشق میری زندگی کا ساز ہے
اس کو مجھ پر مجھ کو اس پر ناز ہے — بھید میں اس کا وہ میرا راز ہے
دیکھ اور چشم حقیقت بیں سے دیکھ — لیکن اب بھی حسرت پرواز ہے
مرغ دل بسمل پڑا ہے خاک میں — ذرہ ذرہ جلوہ گاہِ ناز ہے
ان کے آنے سے ہوا دل کو قرار — یا سکونِ مرگ کا آغاز ہے
آدمی کیا ہے جہانِ آرزو — اس کا دل کیا ہے طلسمِ راز ہے
لے دلِ محزوں خدا رکھے تجھے — تو جہاں راز جانِ راز ہے

ہے عبث جرم انا منصور پر!
یہ تو بیدم درد کی آواز ہے

ہر طرف ساغر بکف ہیں میگسارانِ بہار — اللہ اللہ آج تو ہے عام فیضانِ بہار
چاندنی میں سونیوالوں کو جگانے کے لئے — لا نسیم صبح لا بوئے گلستانِ بہار
چند روزہ دیدِ گل پر شاد ہے کیا عندلیب — ایک دن دستِ خزاں لوٹیگا سامانِ بہار
غازۂ رخسار دل خاکسترِ بلبل ہوئی — اور حنا رنگ چمن خونِ شہیدانِ بہار
سارا عالم مست ہے ساقی کی چشم مست سے — ایک بیدم ہی رہا ناکام دورانِ بہار

Scanned with CamScanner

یاد آتا ہے کہ جب تو زیبِ آغوش تھا
محوِ نظارہ تھے ہم دل بے نیازِ ہوش تھا

رنگ لائیں قیس کی عریانیاں بعد فنا
یعنی اسکی خاک کا جو ذرہ تھا گل پوش تھا

اللہ اللہ وسعتِ ظرفِ قدح نوشانِ عشق
گویا دریا دل تھا ان میں کوئی دریا نوش تھا

تشنہ کام آرزو اللہ رے محرومی تری
تیرے پہلو ہی میں دریا تھا مگر خس پوش تھا

ناز بردارِ عشق نیاز تھا حسنِ حبیب
سجدے تھے اور نقشِ پائے آغوش تھا

عارضِ خورشید کی جائیں شعائیں بن گئیں
یار اپنے ہی حجابِ حسن میں روپوش تھا

حشر کا میدان تھا بیدم افزائے کوئے دوست
سر بکف کوئی تھا اور کوئی کفن بر دوش تھا

برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلماں کرنا
میرے ساقی مجھے مستِ مے عرفاں کرنا

داغِ دل سینے میں آہوں سے نمایاں کرنا
ہم سے سیکھے شبِ غم کوئی چراغاں کرنا

حرم و دیر میں جا جا کے چراغاں کرنا
جستجو تیری ہیں تا حدِ امکاں کرنا

دل کے جلانے کا وحشت میں نہ ساماں کرنا
چشمِ خونبار سے دامن کو گلستاں کرنا

ہوس سیرِ گلستاں نے قفس دکھلایا
اب اسیرو نہ کبھی قصدِ گلستاں کرنا

اہلِ بیدار کہ جب نام پکارے جائیں
تم نہ گھبرا کے سرِ حشر کہیں ہاں کرنا

نہ کبھی میں نے کہا تھا کہ مجھے درد ملے
نہ کبھوں لگا کہ مرے درد کا درماں کرنا

ان کے دیوانوں کی اعجاز نگاہی دیکھو
آنکھ اٹھانا کہ گلستاں کو بیاباں کرنا

ان کے دیوانوں کو بھر چھوڑ کے دیواروں سے
آج منظور ہے آزمائشِ زنداں کرنا

شیخ کو کعبہ مبارک ہو برہمن کو کنشت
ہم کو سجدہ طرفِ جاناں کو جبیں کرنا

اے صبا تجھ کو اسی زلفِ پریشاں کی قسم
میرا شیرازہ ہستی بھی پریشاں کرنا

داغِ دل پردے میں رہ جائے نہ دست
چاک کچھ اور بھی میرا گریباں کرنا

لا کے پھر مصر کو لے عشق کسی یوسف کو
پھر نئے رنگ سے بیدم آزمائشِ زنداں کرنا

دشتِ غربت میں ترے خاک نشیں اچھے ہیں
چاہیے اور انہیں بے سرو ساماں کرنا

ذوقِ سجدہ مجھے سنگِ درِ جاناں کی قسم
ہوش کا مجھ کو نہ شرمندۂ احساں کرنا

اُٹھ رہے ہیں مری نظروں سے دوئی کے پردے
کچھ مدد اور خیالِ رُخِ جاناں کرنا

بن گئے حیرتِ نظارہ کی صورت بیدمؔ
راس آیا نہ ہمیں دید کا ارماں کرنا

سرکار پہ ہونے کو ہیں قربان ہزاروں
پھرتے ہیں ہتھیلی پہ لئے جان ہزاروں

اُٹھتے ہیں تو نقابِ رُخِ لیلائے مدینہ
ہوتے ہیں چاک ابھی گریبان ہزاروں

خاکِ دلِ وحشی ہے کہ دنیائے جنوں ہے
ہر ذرّے میں پنہاں ہیں بیابان ہزاروں

کیا پوچھتے ہو کثرتِ گریہ کی کہانی
آئے ہیں شبِ ہجر میں طوفان ہزاروں

اللہ نہ ہٹاؤ رُخِ پُرنور سے گیسو
کھو بیٹھیں گے ایمان مسلمان ہزاروں

لذتِ طلبی زخمِ جگر کی نہیں جاتی
خالی ہوئے جاتے ہیں نمکدان ہزاروں

بے پردہ تری پردہ نشیں دید ہے منظور
پھرتے ہیں کئی چاک گریبان ہزاروں

ہاں ہاں اسی در کا مرے ماتھے پہ نشاں ہے
کرتے ہیں جہاں سجدے مسلمان ہزاروں

قسمت سے جو حسرت کوئی نکلی بھی تو بیدمؔ
پیدا ہوئے دل میں وہیں ارمان ہزاروں

یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے
اب تو ڈھونڈے سے بھی پائیں نہ مرے ہوش مجھے

ہر نفَسِ غم سے دیتا ہوں دعائیں ان کو
پھر بھی کہتے ہیں وہ احسان فراموش مجھے

اس طرف تیرا نقابِ رُخِ روشن ہوگا
اور ادھر جلوے ترے کر گئے بیہوش مجھے

جیسے دریا میں ہیں ہم دست و گریباں موجیں
یوں ہی اب پاتے ہیں سب تجھ سے ہم آغوش مجھے

ہچکیاں آئیں دمِ نزع تو میں یہ سمجھا
یاد کرتا ہے وہی دیدہ فراموش مجھے

وقتِ آخر ہے چلے آؤ زیارت کر لوں
پھر خدا جانے رہے یا نہ رہے ہوش مجھے

اللہ اللہ رے مرا شوقِ شہادت بیدمؔ
ان کی سرکار میں لایا ہے کفن پوش مجھے

بتا ہی دیں تجھے زاہد کہاں سے آتے ہیں
جھکے ہوئے درِ پیرِ مغاں سے آتے ہیں

ورائے پردۂ ہفت آسماں سے آتے ہیں
پیام وہ جو تمہاری سازِ جاں سے آتے ہیں

حریم پردۂ دل بھی نہیں ہے محرمِ راز
یہ نغمہ ہائے طرب سازِ جاں سے آتے ہیں

زباں سے نام نہ لوں جانتا ہوں میں لیکن
یہ تیر میری طرف جس کماں سے آتے ہیں

ملا کے خاک میں کرتے ہیں خاک بھی برباد
بھلا وہ باز کہیں امتحاں سے آتے ہیں

ہر اک قدم پہ ہے صد گونہ احتیاط کا رنگ
حضور خیر تو ہے یوں کہاں سے آتے ہیں

بھلا ہو وحشتِ دل کا کہیں قرار نہیں!
ہم اپنے گھر میں بھی اب میہماں سے آتے ہیں

ہے جنگ اور وہ کہ ناغہ نہ ہو صبوحی بھی
وہ سوئے میکدہ پہلے اذاں سے آتے ہیں

کھڑے ہیں شیخ مصلے پہ بہر استقبال
یہ آج حضرت بیدم کہاں سے آتے ہیں

نہ جانے میری لحد پہ کہاں سے آتے ہیں
نظر خدائی کے جلوے جہاں سے آتے ہیں

ہمارے بعد ہوئی ختم گرم بازاری
وہ آج یوسفِ بے کارواں سے آتے ہیں

قسم خدا کی ہم اس آستاں سے آتے ہیں
کہ جب وہ آتے ہیں دامن کشاں سے آتے ہیں

ہزار مرہمِ ناسورِ دل فدا ان پر
خدنگِ ناز جو پیرِ مغاں سے آتے ہیں

وہ بادہ نوش جو بھرتے ہیں تشنہ کام کبھی
لگا کے توسن پہ جو پیرِ مغاں سے آتے ہیں

کھلی ہے ہم پہ حقیقت قیودِ ہستی کی!
قفس بھی ان کو نظر آشیاں سے آتے ہیں

زمانہ بھر میں ٹھکانا نہیں کہیں ان کا
جو یار اٹھ کے ترے آستاں سے آتے ہیں

نہ بخت جانوں یہ جوہر کھلیں حضور ان کے
جبینِ تیغ پہ بل امتحاں سے آتے ہیں

یہ کوئے میکدہ اے شیخ اور ریش دراز
کہاں کا عزم ہے حضرت کہاں سے آتے ہیں

کہی یہ خوب کہ پلٹو گے کب تلک بیدم
گئے تو زندہ ہم اس آستاں سے آتے ہیں

ماشاء اللہ عروجِ حسنِ مجاز
سرِ محمود نقشِ پائے ایاز

ہو تو اس طرح سے ہو اپنی نماز
کہ ترا در ہو اور جبینِ نیاز

آہ! وہ دل ہی دل میں راز و نیاز
آہ! وہ آہ آہ کی آواز!

اپنے مرنے کا کر لیا ساماں — دشمنِ جاں سے کہہ کے دل کا راز
روئے وارث ہو اور دیدۂ شوق — پائے وارث ہوں اور جبینِ نیاز
بے نیاز آپ ہیں نیاز سرشت — بندہ میں اور آپ بندہ نواز
دل پُرشور بحرِ طوفان خیز — لب خاموش سازِ بے آواز
سر بکف جا رہا ہوں مقتل میں — تیغِ قاتل سے ہوں گے راز و نیاز
کاش پہنچا دے کوئی طیبہ تک — سجدۂ شوق اور سلامِ نیاز
قدم مصطفےٰ کی برکت سے — آسماں بن گئی زمینِ حجاز
مٹنے والے تھے مٹ گئے تم پر — یہی انجام ہے یہی آغاز

مرگِ بیدم ہے کسی کی خاموشی
زیست ہے جنبشِ لبِ اعجاز

نہ سنو مرے نالے ہیں درد بھرے داد اثر سے آہ بھرے — تمہیں کیا جو کوئی تڑپ کے مرے اے دشمنِ جاں بیداد گرے
تری سرمگیں آنکھوں کے صدقے انہیں چھیڑ نہ یہ مژگاں کے — ابھی زخمِ جگر میں تمام ہرے اے ہو تغافل بے خبرے
یاں عشق میں جوگ بچاری بنو ترے نقشِ قدم کے پجاری بنے — کبھی سجدے کئے کبھی گرد پھرے بت سیم بر زریں کمرے
کہو تم نے ہزاروں وعدے کئے لیکن وہ کبھی ایفا نہ ہوئے — دل ہی میں ہے ارماں مرے ملے وعدہ شکن بت حیلہ گرے

بیدم کیا کس طرح ہے مر کے جئے جی جی کے مرے
درد منزلِ عشق وہ جادۂ مجنوں صنم شوریدہ سرے

تصور میں کسی کا زینتِ آغوش ہو جانا — کسی کا دیکھنا اور دیکھ کر بیہوش ہو جانا
تری مخمور آنکھوں نے مجھے ہستی الگ کی ہے — نہیں تو غیر ممکن تھا مرا مدہوش ہو جانا
دمِ آخر کسی کا بار بار ہچکیاں لینا — وہ کہہ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش ہو جانا
اگر ہو ایسی بیہوشی تو سو ہوشیاریاں صدقے — کہ سر رکھ کر کسی کے پاؤں پر بیہوش ہو جانا
خزاں میں یاد آ کر آہ آہ آنسو رلاتا ہے — بہار آتے ہی وہ ہر شاخ کا گل پوش ہو جانا
کسی کو شکوہ باقی تھا نہ پھر کوئی شکایت تھی — ترا آنا کہ اہلِ حشر کا خاموش ہو جانا
فریبِ جلوہ آرائی کمالِ بے حجابی ہے — مری ہستی کے پردے میں ترا روپوش ہو جانا

مرا دل دیکھ لے انکے جلوے کی سمائی کو — اگر دیکھا نہ قطرے کا دریا نوش ہو جانا

اگر شوقِ شہادت ہے تو پھر تیار ہو جانا
کہ شرطِ جاں نثاری ہے کفن بردوش ہو جانا

چمن میں ذکرِ گل سن کر سراپا گوش ہو جانا — وہ کلیوں سے مرا کہنا ذرا خاموش ہو جانا
تری خاموش رہنے میں بھی کوئی بات ہوتی ہے — ترا خاموش رہنا بھی نہیں خاموش ہو جانا
جو ایسا ہو تو ان کی بزم کا پر کیف منظر ہو — میں دیکھوں انکو وہ دیکھیں مرا بیہوش ہو جانا
جن آنکھوں نے خدا کو دل میں بے پردہ نہ دیکھا ہو — وہ دیکھیں شمع کا فانوس میں روپوش ہو جانا
وہ عریاں دیکھ کر عجز کسی دستِ حنائی میں — مرے سر کا مرے تن پہ وبالِ دوش ہو جانا

مرقع ہے درازیٔ شبِ دیجور کا بیدم
بکھر کر گیسوئے جاناں کا زیبِ دوش ہو جانا

جانب میکدہ آنکلے ہیں مستانے چند — ساقیا لا تو چھلکتے ہوئے پیمانے چند
کربلا وادیٔ ایمن دلِ بے صبر و قرار — قابلِ دید ہیں دنیا میں یہ ویرانے چند
نیندیں انکی ہیں انہیں سے ہیں مقدر بیدار — سائے میں تیغ کے سوتے ہیں جو دیوانے چند
کربلا شہرِ نجف یثرب و جیلاں اجمیر — یہ مرے ساقیٔ دیدہ کے ہیں میخانے چند
کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں — ذبح ہوتے ہیں جہاں پر ترے دیوانے چند
دل کے چھالوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے — لعل و یاقوت ہیں میرے لئے یہ دانے چند

نہیں غربت میں جو یارانِ وطن اے بیدم
دفن کر دیں گے کہیں دشت میں بیگانے چند

تمہارے ہی دم سے آباد ہے دل تمہیں جب نہ ہو گے تو ویراں ہوگا — نہیں تم تو حسرت بنی نقش کب ارماں نہ حسرت رہے گی نہ ارماں ہوگا
نہ پامال کر تیر دیکھی تمنا خدارا مرا مان لے یار کہنا — نہیں تو قیامت بپا کرے گی دنیا مرا ہاتھ تیرا گریباں ہوگا
جو دل بے خودی کی حالت یہی ہے جو کچھ روز رنگ طبیعت یہی ہے — سلامت اگر جوشِ وحشت یہی ہے تو گھر ہی کسی دن بیاباں ہوگا
مری جان تمہارے ہی قبضے میں ہے دل تمہاری ہی مرضی پہ ٹھہرا ہوا دل — جو تسکین دو گے تو تسکین ہوگی پریشاں کرو گے پریشان ہوگا
مرا دل فدا تم پہ اور جان قربان تمہیں ہو مری زندگی کا ٹھکانا — تمہارے ہی جب کام آئی نہ یہ جاں تو پھر جانے کیا مری جاں ہوگا

Scanned with CamScanner

پیامی جو دیکھا ہی اس نے نہ کہنا پچھایاں میری اس نے نہ کہنا پریشانیاں میری اس نے نہ کہنا وہ جس دم سے مجھ پریشاں ہو گا

نہیں گر حفاظت کا سامان کوئی تو غربت میں کیوں ہو پریشان کوئی

نہیں جبکہ بیدمؔ نگہبان کوئی تو اللہ اس کا نگہبان ہو گا

مری نظروں میں کسی کی مستیٔ خرام ناز تھا — آنکھ کا ایک ایک پردہ فرشِ پا انداز تھا

زندگی سمجھے تھے جس کو موت کا راز تھا — درحقیقت سازِ ہستی سازِ بے آواز تھا

لیکے ہچکی طائرِ جاں مائلِ پرواز تھا — کس قدر دلکش کسی کی یاد کا آغاز تھا

لاکھ آشوبِ زمانہ تھا انا الحق کی صدا — آشنائے راز پھر بھی آشنائے راز تھا

آئے بیٹھے بیٹھ کر اٹھے ہنسے اور چل دیے — ہر بیاں وعدہ وفائی کا بھی انداز تھا

لن ترانی حضرتِ موسیٰ کے حق میں تھی مگر — طور کا ایک ایک ذرہ گوش بر آواز تھا

قتل گاہ میں زیرِ خنجر عاشقوں کی عید تھی — چشمِ حق بیں میں بھی تماشائے نیاز و ناز تھا

توڑ کر قیدِ تعین کھول کر چشمِ یقین! — ہم نے جس ذرے کو دیکھا اک محیطِ راز تھا

ان شہیدانِ وفا کی داستاں سمجھے گا کون — قطرہ قطرہ جن کے خوں کا قلزمِ صد راز تھا

گرتے ہی اشکِ ندامت چشمِ عصیاں کار سے — باغِ بخشش صورتِ آغوشِ رحمت باز تھا

اس کے بزمِ خاص کا اسرار کی کس کو خبر — ذرہ ذرہ جس کے کوچہ کا جہانِ راز تھا

حسن والوں میں یہ جھگڑا ہے مرے مرنے کے بعد — عاشقِ جانباز کس کا عاشقِ جانباز تھا

خاک کے پتلے کو مسجودِ ملائک کر دیا! — حضرتِ دل کی کرامت عشق کا اعجاز تھا

کامیابِ دید تھی اتنی ہی چشمِ آرزو — پردہ بابِ حریمِ ناز جتنا باز تھا

دم لبوں پر تھا مگر اللہ ری وضعِ انتظار

چشمِ بیدمؔ وقفِ دردِ دل گوش بر آواز تھا

وہ بھی اس غارتگری کا شریکِ راز تھا — دل وہ دل جسکی وفاداری پہ مجکو ناز تھا

اپنی ہی ہستی پہ دھوکا غیر کا ہونے لگا! — لے دلِ ماسوا یہ کرشمہ انداز تھا

ان کے آنے کا یقیں بھی اضطرابِ شوق بھی — تھا لبوں پر دم مگر میں گوش بر آواز تھا

وضعِ پرکاری سے سرتاسر وہ بے نیاز — حسنِ سادہ کس قدر سرمایہ دارِ ناز تھا

Scanned with CamScanner

تھا اگر اپنے جمالِ حُسن کا ان کو غرور — اپنے عشقِ روز افزوں پہ ہمیں بھی ناز تھا
بے نیازی کا نہ تھا ممنون عشقِ جاں فروش — حسنِ نازِ تگر اگر مرہونِ ہستی ناز تھا
لے گئیں انکی ادائیں لے اُڑا ان کا خیال — اب وہ دل دل ہی نہیں جس دل پہ ہم کو ناز تھا

حُسن کے جلووں میں بیدمؔ تھا اگر ان کا ظہور
عشق کے پردے میں بھی پنہاں کسی کا راز تھا

کئے جا شکر قسمت کا گلا کیا — غمِ بیچارگی کا تذکرہ کیا!
نہیں دیر و حرم کا ماجرا کیا — ملے قیدِ تعین میں خدا کیا
وہی کر اور پابندِ وفا ہو — تجھے اے آرزوئے دل ہوا کیا
کبھی نبضیں چھٹیں اکھڑا کبھی دم — مریضِ غم نے بدلا رنگ کیا کیا
کہاں تک مدعائے دل کہوں میں — کہاں تک آپ فرمائیں گے کیا کیا
جو مجھ سا درد والا ہو وہ جانے — محبت کیا دلِ درد آشنا کیا
نہیں خالی مرے جلووں سے کوئی — کلیسا کیا حرم کیا بتکدہ کیا
گزر جا منزلِ ہستی سے بیدمؔ — بس اک تارِ نفس کا فیصلہ کیا

رنگ تاثیرِ محبت یوں دکھانا چاہیے — خونِ دل اشکوں میں شامل ہو کے آنا چاہیے
چشمِ خود بیں اور ہے چشمِ خدا بیں اور ہے — رفعتیں دونوں کی زاہد کو دکھانا چاہیے
وہ سرِ بالیں ہیں دامن کی ہوا زانوں پہ سر — بے نیازِ ہوش کو اب ہوش آنا چاہیے
اہلِ دنیا منتشر ہیں اہلِ محشر مضطرب — داستانِ دردِ دل کس کو سنانا چاہیے
بات تو جب ہے نشانِ قبر بھی باقی نہ چھوڑ — جو مٹے ہیں تجھ پہ انکو یوں مٹانا چاہیے

بیدمؔ اپنی آرزوئے دل بر آنے کے لئے
ایک عرصہ ایک مدت اک زمانہ چاہیے

پڑے اُٹھے ہوئے ہیں اور انکی ادھر نظر بھی ہے — بڑھے چلے مقدر آزما سر بھی ہے سنگِ در بھی ہے
جل گئی شاخِ آشیاں مٹ گیا تیرا گلستاں — بلبلِ خانماں خراب اب کہیں تیرا گھر بھی ہے
اب نہ وہ شام شام ہے اپنی نہ وہ سحر سحر — ہونے کو یوں تو روز ہی شام بھی ہے سحر بھی ہے

چاہے جسے بنائیے اپنا نشانۂ نظر — زد پہ تمہارے تیر کے دل بھی ہے اور جگر بھی ہے
دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی — سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے
زلف بدوش بے نقاب گھر سے نکل کھڑے ہوئے — اب تو سمجھ گئے حضور نالوں میں کچھ اثر بھی ہے

بیدم خستہ کا مزار آپ تو چل کے دیکھئے !
شمع بنا ہے داغِ دل بیکسی نوحہ گر بھی ہے

آتا وہ شوخ عربدہ ستم کیش ادھر بھی — ہوتا دلِ مہجور کے نالوں میں اثر کاش
ممنونِ عنایات ہیں جس طرح سے اغیار — مجھ پر بھی اسی طرح سے ہو تیری نظر کاش
اس وقت ہے تکمیل جنوں اے دلِ ناداں — صحرا کو ہی وحشت میں سمجھنے لگوں گھر کاش
آجائے پئے فاتحہ وہ شوخ لحد پہ — مل جائے مجھے نخلِ محبت کا ثمر کاش
کیا پوچھتا ہے ناوکِ دلدوز کی لذّت — ممنونِ کرم دل کی طرح سے ہو جگر کاش

گھبراتا ہے اور ہند میں بیچین ہے بیدم
اب جلد یہاں سے ہو مدینے کا سفر آج

سر خیالِ عاشقاں ہوئے سردار ہو گئے — سر دے کے دار سزاوار ہو گئے
ذوقِ فنا میں جبکہ خبردار ہو گئے — اہلِ نیاز خاکِ درِ یار ہو گئے
بیشک وہ تیرے محرمِ اسرار ہو گئے — بیہوشیوں میں رہ کے جو ہشیار ہو گئے
طفلی کا خواب دیکھنے والے خبر بھی ہے — فتنے تری جوانی کے بیدار ہو گئے
اختر شماریوں میں شبِ غم کی بارہا — ظاہر فلک پہ صبح کے آثار ہو گئے
ترا مزاج پوچھنے اے پاسبانِ یار — سو بار پھر بھی آئیں گے سو بار ہو گئے
اہلِ قفس پکار اٹھے ائے آشیاں — تنکے ہوا میں کچھ بہ سوار ہو گئے

بیدم نظر فریبیٔ اہلِ جہاں نہ پوچھ
اکثر ہم اس میں خود ہی گرفتار ہو گئے

سرِ مقتل بنا ہے پھر قتلِ عام آتا ہے — وہ ظالم جس کو لے دے کر یہی اک کام آتا ہے
لئے اک شعلہ رو کا بزم میں پیغام آتا ہے — لباسِ آتشیں پہنے چراغِ شام آتا ہے

Scanned with CamScanner

مری کوتاہی قسمت کو دیکھیں میکدے والے — کہ جب آتا ہے میری سمت خالی جام آتا ہے
ارے او بھولنے والے اسے بھولا نہیں کرتے — سحر کا جانے والا قریب شام آتا ہے
پھر یہ وہ تتلیاں کیوں اڑا وہ رنگ چہرے کا — مبارک ہو شبِ غم موت کا پیغام آتا ہے
زبان و دل ہم اک دوسرے پہ ناز کرتے ہیں — مرے لب پہ الٰہی آج کس کا نام آتا ہے

قسمت اپنی اپنی ہے کہ بزم یار ہے بیدم
کوئی تو کامیاب آیا کوئی ناکام آتا ہے

اپنے دیوانگی حسرت میں تو مجھکو سراپا دل کر دے — ہر قطرۂ دل کو قیس بنا ہر ذرّے کو محمل کر دے
دنیائے حسن و عشق مری کرتا ہے تو یوں کامل کر دے — اپنے جلوے میری حیرت نظارہ میں شامل کر دے
اس طور کلیم نشیں بھی میں جاں ضربوں سے پھونک مجھے — پردے کو اٹھا دے کھڑے سے برباد سکونِ دل کر دے
گر قلزم عشق ہے بے ساحل اے خضر تو بے ساحل ہی سہی — جس موج میں ڈوبے کشتئ دل اس موج کو تو ساحل کر دے
اے درد عطا کرنے والے تو درد مجھے اتنا دیدے — جو دونوں جہاں کی وسعت کو اک گوشۂ دامنِ دل کر دے
ہر سمت غموں نے گھیر لیا اب تو ہی سہارا تیرا ہے — مشکل آسان کرنے والے آسان میری مشکل کر دے

بیدم اس یار کے میں صدقے اس طرز محبت کے قربان
جو جینا بھی دشوار کرے اور مرنا بھی مشکل کر دے

کبھی یہاں لئے ہوئے کبھی وہاں دئے ہوئے — پھری ہے جستجو تری کہاں کہاں لئے ہوئے
زمین دل کی خاک سے صد آسماں بٹے ہوئے — تنزلات عشق میں ترقیاں لئے ہوئے
دل و جگر لئے ہوئے متاعِ جاں لئے ہوئے — کسی کا ناوک نظر تلاشیاں لئے ہوئے
اسی گلی سے آتی ہے شمیمِ زلف لائی ہے — نسیم صبح آئی ہے تسلیاں لئے ہوئے
مرے غم نہاں پہ بھی نوید عشرت آفریں — بہار ہی بہار ہے مری خزاں لئے ہوئے
ہماری آہ کے شرر ہیں کو بہ کو بھڑکنے لگے — ہوا کے جھونکے آئے ساتھ بجلیاں لئے ہوئے
تری گلی میں ماہرو پڑے ہوئے ہیں چار سو — تمام ذرّے خاک کے تجلیاں لئے ہوئے
نہ قرب گل کی تاب تھی نہ ہجر گل میں چین تھا — چمن چمن پھرے ہم اپنا آشیاں لئے ہوئے

گل لال اس راز میں حقیقت و مجاز میں
ہماری جبا جباں تر انشاں لئے ہوئے

لٹے ہیں حشر میں فدائے کوئے یار اس طرح
جبیں میں سجدے دلیں یاد آستاں لئے ہوئے

نہ دل ملے گا بیدمؔ اور نہ دل کی حسرتیں کہیں
کہ گم ہوا ہے یوسف اپنا کارواں لئے ہوئے

میں یار کا جلوہ ہوں
یا دیدۂ موسیٰ ہوں

قطرہ ہوں نہ دریا ہوں
بستی ہوں نہ صحرا ہوں

جینا مرا مرنا ہے
مرنے کو ترستا ہوں

اپنی ہی آمد ورفت
جھگڑا ہوا نقشہ ہوں

ارمانوں پہ جھگڑا رہ
حسرت کا جنازہ ہوں

اس عالم ہستی میں
یوں ہوں کہ میں گویا ہوں

زندہ ہوں مگر بیدمؔ
اک طرفہ تماشہ ہوں

پیری میں ہے جذبات محبت کا مزا خاص
رکھتی ہے اثر وقت سحر جیسے دعا خاص

کرتے ہیں عبث سب اسے ممنون اطبّا
بیمار محبت کی ہے دنیا میں دوا خاص

کچھ اور ہی عالم ہے تری ترچھی نظر کا
ہے ساری اداؤں میں یہ دلربا ادا خاص

جس کا کہ زمانہ متحمل نہیں ہوتا!
تجویز وہ میرے لئے ہوتی ہے جفا خاص

بیدمؔ کسی طرف کیوں تری بید ادا کا رخ ہے
کیا وہ بھی ہے منجملہ ارباب وفا خاص

کہیں دل نہ سمجھے پردۂ دارالامکان سمجھے
کہاں تھے تم مگر ہم گم نگاہی سے کہاں سمجھے

سراپا درد ہوں میں کوئی کیا میری فغاں سمجھے
جو مجھ سے درد والا ہو وہ میری داستاں سمجھے

ہوئے خاموش جب فطرت کو اپنا ترجماں سمجھے
ہر اک غنچے کو دل ہر خار کو اپنی زباں سمجھے

میں صدقے اس سمجھ کے اب مآل غرض کیا سمجھوں
مری روداد غم ہے آپ جسکو داستاں سمجھے

[illegible]
[illegible] آستاں سمجھے

بنایا فوگر صبر و رضا تیرہ نصیبی نے
کہ بجلی کی چمک کو چراغِ آشیاں سمجھے

مذاقِ جستجو کی اس طرح توہین ہوتی ہے
بتائیں کیا تمہیں اب تک جہاں سمجھے وہاں سمجھے

حدودِ فہم سے رازِ نیازِ عشق بڑھ جائیں
نہ سمجھوں رازداروں کی نہ میری رازداں سمجھے

فقط تھا امتحاں منظور جذبِ شوقِ کامل کا
اٹھے پردہ تو رازِ خندہ ہائے پاسباں سمجھے

چمن کیا تو چھوٹی وضع بھی راحت بھی زینت بھی
جہاں اب چار تنکے جمع دیکھے آشیاں سمجھے

فلک پر تھا دماغ اپنا جو سر تھا پائے ساقی پر
دلیلِ تازہ ہاتھ آئی زمیں کو آسماں سمجھے

وضو ہو خونِ دل سے موت سے پہلے کرے سبقت
جنابِ شیخ ارکانِ نمازِ عاشقاں سمجھے

بھلا دیر و حرم کی قید کیا الفت کے بندوں کو
جہاں بھی رکھ دیا سر یار ہی کا آستاں سمجھے

نہ جس نے درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہو
مری باتیں وہ کیا سمجھے وہ کیا میری زباں سمجھے

میں کہنے کو تو اس سے سرگذشت اپنی کہوں بیدم
مگر سن کر خدا ہی جانے کیا وہ بدگماں سمجھے

نہ گل کا راز جانے تو نہ بلبل کی زباں سمجھے
تو پھر تیری سمجھ کو بس خدا ہی باغباں سمجھے

ورائے عقل گر ہم سرحدِ وہم و گماں سمجھے
تو قولِ جاں خودی کے سازوں کو کہاں سمجھے

جو بیکس رہ چکا ہو وہ سکونِ آشیاں سمجھے
ہم اپنے چار تنکوں کو متاعِ دو جہاں سمجھے

نرالی ہے چمن والوں سے میری زمزمہ سنجی
مرے نغموں کو روحِ طوطیِ ہندوستاں سمجھے

سرِ جادہ کسے تکلیف دیتی غمگساری کی
ہم اپنی ہی سی حالت کارواں در کارواں سمجھے

تمہارے نام کو ہم نے دوائے دردِ دل جانا
تمہارے ذکر کو ہم باعثِ تسکینِ جاں سمجھے

سنی ہے داستانِ سرمد و منصور بھی تم نے
مگر اب تک الفت کی حدیثِ خونچکاں سمجھے

رگِ جاں سے صدا دی گوشۂ دل میں نظر آئے
کہاں وہ جلوہ گر تھے اور انکو ہم کہاں سمجھے

خدا حافظ ہے بس اب مریضانِ محبت کا
جو مجھ کو دشمنِ جاں روئے دردِ نہاں سمجھے

کھلائے کیا نئے گل ذوقِ یکرنگی سے غلبہ نے
کسی کا آشیاں دیکھا ہم اپنا آشیاں سمجھے

بھلا بیدم سمجھ تو ایسے دیوانے کو کیا کہیے
جو اپنی بے نشانی بھی اسی کا ثبت نشاں سمجھے

Scanned with CamScanner

مر کے بھی دل نے اک قیامت کی — زلزلے میں زمین ہے تربت کی

سادگی دیکھو اس کی صورت کی — جوش پر ہے بہارِ فطرت کی

دامنِ تیغِ یار کیا کہنا — آرہی ہیں ہوائیں جنت کی!

نہ بھی آج حشر میں ملنا — بات ہی کیا ہے اتنی مدت کی

اک تیرے دم سے اے شہیدِ وفا — آبرو بڑھ گئی شہادت کی

آج کا ہوش ہے نہ کل کی خبر — دستِ ساقی پہ جب سے بیعت کی

درِ جاناں پہ میرا بستر ہے — مجھ کو حاجت نہیں ہے جنت کی

میرے عرضِ سوال پر بولے — گفتگو ہے یہ وقتِ فرصت کی

حالِ بیدمؔ پہ اے خدائے کریم
حد نہیں کچھ تری عنایت کی

جہاں پہ ختم ہوتی ہیں حدیں دنیائے امکاں کی — بہت آگے ہیں اس سے جلوہ گاہیں حسنِ جاناں کی

بتائے کیا کوئی تعبیر اس خوابِ پریشاں کی — ابھی زندہ ابھی مردہ عجب ہستی ہے انساں کی

سحر ہوتے ہوا آزاد اسیرِ شامِ تنہائی — صدا تھی آخری ہچکی شکستِ قفلِ زنداں کی

سنبھلنا ہاں سنبھلنا اے مٹانے والے تربت کے — زمیں کروٹ ہی کو ہے گورِ غریباں کی

ملا کے چاک دامن کی حدوں سے پنجۂ وحشت — بڑھا دے اور تھوڑی حد مرے چاکِ گریباں کی

یہ بدلی کس مریضِ شامِ غم نے آخری کروٹ — زمیں ہے زلزلے میں جلوہ گاہِ نازِ جاناں کی

جہاں کل غنچہ و گل تھے وہاں خاک اڑتی ہے — حقیقت میں نگاہوں میں یہ ہستی ہے بیاباں کی

یہ اقلیمِ محبت ہے یہاں کے مرنے والوں کی — کفن کے ساز میں ملتی نہیں گورِ غریباں کی

اسے رہنے دے اپنے حال پر اللہ حافظ ہے — نہ کر تدبیر درماں چارہ گر بیمارِ ہجراں کی

اٹھا دے جلوہ گاہِ معرفت کا آخری پردہ — کہ نادیدہ تجلی ہے ابھی اک شمعِ عرفاں کی

تصدق ساقیِ کوثر کا بیدمؔ کو پلا ساقی
مدینہ کی نجف کی کربلا کی اور خراساں کی

رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسوائیاں میری — میں چپ ہوں گا تو پھر دنیا کہے گی داستاں میری

Scanned with CamScanner

نہ کچھ قصہ ہے میرا اور نہ کوئی داستاں میری
کہوں کیا سامنے آنکھوں کے ہیں بربادیاں میری

جو سنتا ہے تو سن آکے مجھ سے پھر بیاں میری
کہے گا بعد میرے کون تم سے داستاں میری

وہ ہچکی جو بنی تھی آگے مرگِ ناگہاں میری
اسی ہچکی میں ساری عمر کی تھی داستاں میری

وہ بربادِ تمنا ہوں وہ ناکامِ محبت ہوں
اجل کو ڈھونڈتی ہے تھک کے سعیِ رائیگاں میری

سنا جس جس نے وہ اپنی ہی روداد الم سمجھا
زمانہ بھر کا افسانہ تھا گویا داستاں میری

مرا دل یوسفِ گم گشتہ کی صورت نہیں ملتا
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں کارواں در کارواں میری

وہی میرے لئے ساحل ہے دریائے محبت کا
جہاں پر ڈوب جائے کشتیِ عمرِ رواں میری

مدد کر اب مدد کا وقت ہے اے یاسِ رسوائی
کہ دل سے گھٹ کے لب تک آ گئی جاتی ہے فغاں میری

ہوئے جاتے ہیں پنہاں قافلے والے نگاہوں سے
دہائی ہے دہائی اے غبارِ کارواں میری

بوقتِ نزع جب زنداں میں آئیں ہچکیاں مجھکو
تو میں سمجھا کہ کٹتی جا رہی ہیں بیڑیاں میری

دمِ آخر بھی اس درجہ مجھے پاسِ نشیمن ہے
کہ گردن پر چھری ہے آنکھ سوئے آشیاں میری

درِ وارث سے بیدم سر کا اٹھنا غیر ممکن ہے
ازل سے ہے جبینِ شوق وقفِ آستاں میری

میں کہہ بھی دوں تو بیدم کیا نتیجہ میرے کہنے سے
وہ سن بھی لیں تو کیا سمجھیں گے سنکر داستاں میری

منکشف تجھ پہ اگر اپنی حقیقت ہو جائے
خود پرستی ترے مذہب میں عبادت ہو جائے

بیخودیِ عشق میں گر خضرِ طریقت ہو جائے
حق تو یہ ہے غمِ کونین سے فرصت ہو جائے

یوں تو مٹنے کو ہے پامال دلوں کی دنیا
کہیں برپا نہ زمانے میں قیامت ہو جائے

عوضِ گل اگر اس کوچہ کی ہو خاک نصیب
حاصلِ گورِ غریباں مری تربت ہو جائے

میرے دم تک ہی یہ احباب پریشانی ہیں
موت آ جائے تو غمِ زیست سے فرصت ہو جائے

کیسی بربادی کا خوف اور غمِ رسوائی کیسا
سب سر آنکھوں پہ اگر تیری بدولت ہو جائے

آپ جب چاہیں اٹھا دیں رخِ روشن سے نقاب
آپ جب چاہیں قیامت ہو قیامت ہو جائے

اسکو عشرت کی تمنا ہے نہ عسرت کا ملال
خوگرِ رنج والم جس کی طبیعت ہو جائے

جان دیکر بھی رہائی نہیں ممکن اس کی
دل کے ہاتھوں جو گرفتارِ محبت ہو جائے

Scanned with CamScanner

کھل گئے یوں گریہ گر دیدۂ دیدِ طلب — دیکھ افشا نہ کہیں رازِ محبت ہو جائے
وہ جھکتے ہیں تو جھکیں گر اے دستِ طلب — ان کا دامن جو چھٹے چاہے قیامت ہو جائے
گر رخِ شاہدِ معنی سے نقاب اٹھ جائے — سارا عالم ابھی آئینۂ حیرت ہو جائے

ذرّہ خورشید ہو قطرہ بنے دریا بیدمؔ
جس پہ سرکارِ مدینہ کی عنایت ہو جائے

بڑے نصیب تیری خاکِ آستاں ہوں میں — خدا کا شکر کہ کیا چیز ہوں کہاں ہوں میں
سنے گا کون زمانے میں داستاں میری — زمانہ مجھ سے زمانے سے سرگراں ہوں میں
کمالِ ضبط ہی ہے مآلِ عشق یہی! — کہ دہن ہے، زباں پھر بھی بے زباں ہوں میں
صدائے خاک نشیں سے یہ آتی ہے! — جو فصلِ گل میں جلا ہے وہ آشیاں ہوں میں

مدام پردۂ عشقِ سخن میں اے بیدمؔ
حدیثِ عشق و محبت کا ترجماں ہوں میں

سجدہ اسی کا سجدہ ہو سر وہی سرفراز ہو — یار کے پائے ناز پر جس کی ادا نماز ہو
چشمِ اداشناس کو پردہ کشائے راز ہو — آئینۂ خدا نما رنگِ رُخِ مجاز ہو
کیسا حجاب ماہ من آرزوئے لقا سنبھل — حسنِ نظر نواز ہے چشمِ نظارہ ساز ہو
روئے حقیقتِ جمال نورِ نظر نہ بن سکے — حسنِ مجاز اگر نہ ہو تو غازۂ امتیاز ہو
مرنا ہے مقصد و مرادِ جینا وبالِ جان ہے — تیغِ ادائے ناز یاد تیری گلو نواز ہو!
نبضیں جواب دے گئیں ٹوٹ رہا ہے دم کوئی — اپنے مریضِ ہجر سے تو تو نہ بے نیاز ہو
در سے ترے کوئی گدا خالی کبھی نہیں پھرا — میری طرف بھی اے کریم دستِ کرم دراز ہو

بیدمِ خستہ چھوڑ کر فکر مآل کار عشق!
یار کا ہو چکا تو پھر آپ سے بے نیاز ہو

قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آشیاں تک ہے — مری دنیا یہاں سے ہے مری دنیا وہاں تک ہے
زمیں سے آسماں تک ہم سے لامکاں تک ہے — خدا جانے ہمارے عشق کی دنیا کہاں تک ہے

خدا جانے کہاں سے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

کوئی مر کے تو دیکھے امتحاں گاہِ محبت میں
کہ زیرِ خنجرِ قاتل حیاتِ جاوداں تک ہے

نیاز و ناز کی روداد حسن و عشق کا قصہ
یہ جو کچھ بھی ہے سب اُن کی ہماری داستاں تک ہے

قفس میں بھی وہی خوابِ پریشاں دیکھتا ہوں میں
کہ جیسے بجلیوں کی رو فلک سے آشیاں تک ہے

خیالِ یار نے تو آتے ہی گم کر دیا مجھ کو
یہی ہے ابتدا تو انتہا اس کی کہاں تک ہے

جوانی اور پھر ان کی جوانی اے معاذ اللہ
مرا دل کیا تہ و بالا نظامِ دو جہاں تک ہے

ہم آنا بھی نہ سمجھے عقل کھوئی دل گنوا بیٹھے
کہ حسن و عشق کی دنیا کہاں سے اب کہاں تک ہے

وہ سر اور غیر کے در پر جھکے تو یہ معاذ اللہ
کہ جس سر کی رسائی تیرے سنگِ آستاں تک ہے

بلس کی لاش ہے گور و کفن پامال ہوتی ہے
زمیں جنبش میں ہے برہم نظامِ آسماں تک ہے

پھر دیکھو ادھر بکھرے ہیں تنکے آشیانے کے
مری بربادیوں کا سلسلہ یا رب کہاں تک ہے

تری سخت جانی پھر یہ ان کی تیغ کا دم خم
میں اُس کے امتحاں تک ہوں نہ میرا امتحاں تک ہے

زمیں سے آسماں تک اک سناٹے کا عالم ہے
نہیں معلوم میرے دل کی ویرانی کہاں تک ہے

ستم گر تجھ سے امیدِ کرم ہوگی جنہیں ہوگی
ہمیں تو دیکھنا یہ تھا کہ تو ظالم کہاں تک ہے

نہیں اہلِ زمیں پر منحصر ماتم شہیدوں کا
قبائے نیلگوں پہنے فضائے آسماں تک ہے

بے پردہ زلف بدوش کوئی جب سوئے حشر آئیگا
ہم کیا خورشیدِ قیامت بھی منہ تکتا ہوا رہ جائیگا

یہ بھولا بھالا ہے اُن کے دل بے طرح ستایا جائے گا
اُس شوخ حسینوں سے گھبرا اللہ بہت پچھتائیگا

عمر کا ساقی چڑھتا ہے مئے کا پیمانہ ٹوٹا ہے
دل ٹھہرتے ٹھہرتے صبر آتے آتے آ جائے گا

دیکھ چکے بس جاؤ تم بیمار کی نبضیں چھوٹ گئیں
اب حال جو ہونا ہے وہ تم سے نہ دیکھا جائیگا

بیمار یہ رونا دھونا ہے اب ڈرنے سے کیا ہوتا ہے
جو ہونا تھا ہو ہی چکا جو ہونا ہے ہو جائے گا

شبِ غم کا افسانہ وہ چاہتے ہیں کچھ فرمانا
آگے بھی سنے گا دیوانے یا اپنی ہی کہتا جائے گا

بیدم یہ رازِ حقیقت ہے بیدم نہ وہ اہلِ حقیقت ہے
جو تیری سمجھ میں آتا ہے جو تیری سمجھ میں آ جائیگا

کلام پوربی بھاشا برہا روگ

بیلو کہو موری بپت کہانی — جو ہے کھوج میں آپ ہرانی
پیو کارن ہم یہ گت کینہی! — لوک لاج ساری تج دینہی!
سب جگ چھانڈ پیا کا دھایوں — کرم ہیں اس تیہوں نہ پایوں
دو بھر کٹے موہنہ سانجھ سویرا — اک یتیم بن دکھ ہے گھنیرا
سکھ کی نیند سوئے سنسارا — وارث بن میں گنت ہوں تارا
بن بن پھروں پیا کے کارن — کہاں اس جاگ جو پاؤں ساجن
جو سن پاؤں اکاس میں چھائے — اڈہیروں میں پنکھ لگائے
نیوں ہیں پاتال میں ہیروں — مرگ بنوں اور بن بن ٹیروں
تیئوں کہوں اس کا سن پاؤں — کبہ کاشی بیراگ سنبھاؤں
جب لگ تن چلت ہے سانس — تب لگ من کی لگی ہے آسا
موبرہن کے رکت کہاں رہیو — روم روم انسوا بن بہیو!
بلے جوبن بھجے مورے ماتی — گیو سنگھار پیا کے ساتھی
نہ جوڑا سیس بند دیا — انجن سیندور نہ گلے میں ہلیا
بن پیا دھند گئے دن راتی — جس کر گھر لاکے بن باتی!
مجھی کس تلپھوں بن پیو — نکست نا ہیں بنج بھیو جیو!
کہہ ہے کہوں کر چھتیاں بھاریں — کہہ سے کہوں گئیں نہ راتیں
ایسی بھٹک گھڑی بھیو چالا — ہنکا کر گئے دیس نکالا
برسے میگھ برکھا کو سماں ہے — پر اگن بوندوں جینٹ کہاں ہے
دھرتی پھٹے میں تہ ماں سماؤں — گرے اکاس کر میں دب جاؤں
بکھ بھر پور کھائے جیو کھوئی — ڈوب مروں کبھی اس سن ہوئی
آپ جیون موتھ مرن دکھا دے — جیو بن پیو کس دھیرج لائے
جگ بیتے سوامی نہیں آئے — کب توں کو تو جیو کا سمجھائے

ب لو ہو بہو بدیسی پیارے
جو کے جب پپیہا بولے
کت ہیروں تو نہ سول والے
کت ہیروں تو نہ علیؑ کے پیارے
کت ہیروں کعبہ کی پیا لاگوں
آل مورے جگ کے گرستیاں
آل کاری کا سر والے
آل اے دیوہ کے بستیا
آل اے جگ کے سرتاجا
م بجرن کر تھین ہے بھاری
پیارے تورے بل بل جاؤں
ن سے توری راہ نہاروں
یال کرپال : مورہ پہ دیکھو !
پاپے موری اور نہارو
بنتی کروں توری دیوں دوہیا
منجدھار بیچے پورد یا !
رت بچوں میں بیگ ہی آؤ
پوری بھئی بات تمہاری
دیال دایا اب کیجے
لیو اپنے مجمھار کی ناتا !
ن بیثین کر شور نہ پاؤں
ن جسان کے موہنہ بجاؤ
م تمہرے بل بل جائے

باٹ تکوں میں سانجھ سکارے
شن شن نام جپیا مورا ہوئے
کت ہیروں مورے ہر یالے
فاطمہ بی بی کے راج دلارے
آل منبر میں جگ کا تیاگوں
بنتی کروں توری ہوں بلتیاں
سیس اور گھرٹ گھونگھریالے
آل اے مورے کرشن کنہیا
آل مورے حریب نواجا
ہی کارن بھئی سب سے نیاری
آ تورے چرنن سیس نواؤں !
دھرکے نینن کا روپ نہاروں
آپن جسان موہنہ دن دیکھو
دینا ناتھ پر بھو تم : بارہ
شن لے موری مورے لاج رکھو
تمہرے بنا موری ڈوبت نیّا
ہری بیسرجن بیسہ لگا ڈ
کہت ہوں تم بچھے میں ہاری
سگری بھگتا موری ہر لیجے
بے سوامی وارث جگ داتا
تمہر دوار چھوڑ کت جاؤں
دوارے اپنے جن دھر کاؤ
جو داں بجے تمہرے گن گائے

تم سدھ لیو توری نستارا   پھر کہاں ٹھور جو تم ہی بسا ما

کر باندھاں گریب نواجا پت کے دکھ ہار
وارث پیو جگ تارن اے موری اور نہار

اب آن پڑی ہے موری منجدھار میں نیّا   دیوے کے بتیا
بتیا میں جھنجھٹی ہوں توری دیتی ہوں دوہیّا   دیوے کے بتیا
جیسی ہوں تمہاری ہوں بری کہ بھلی ہوں   ٹکڑوں کی پلی ہو
اب لاج رکھو مورے لاج رکھیّا   دیوے کے بت
کو کر ہوں توری توری دھرپا پڑی ہوں   بتیا میں گھڑی ہو
ان ہاں موری سدھ لیو موری بانہہ گہیا   دیوے کے بت
سپنے ہی میں آجاؤں کبھو مورے گنیّاں   لاگوں تورے پیّا
پھر لیو موری پیس مورے پیسہ ہرّیا   دیوے کے بت
بدکرم ہوں کے انگن کبھو آجاؤ مراری   جاؤں تورے ول
اے کرشن کنہیا مورے مرلی کے بجیّا   دیوے کے بت

آج موتین سہرا گوندھاؤں گی
ہریالے بنے، لاڈلے بنے

نگری سات سہاگن جن کے   گھر گھر انگو جگاؤں گی   آج موتن سہ
بہنا بلائے انگناں بیٹھے ان   سبھ گھڑی لگن دھراؤں گی   〃
گیندا جیندان توری پھوٹ ہیرا   پانچوں پیر مناؤں گی   〃
سر سہرا مکھ کنا سجیو ان   پاک منڈا اچھواؤں گی   〃
بغدادی موتیا چھپکیلے   شاہ رزاق سے لاؤں گی   〃
تو بیجاں کی کجیا کے پھلیا   خواجہ قطب سے منگاؤں گی   〃
پنجتن کے ساج دلارے   اپنے وارث کو دولہا بناؤں گی   〃
قربان علی کرتے ہوں جا بک   جو مانگوں ہی پاؤں گی   〃

سولہ سنگھاریں کرکے بیدم   اپنے بنے کو رجھاؤں گی   آج موتن سہرا

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

دیوہ نگر استھان بنایو   سارے ہند کو جاگ جگایو
برہم روپ سنکھ دکھلایو!   تم ہو دینے والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

نیا جنوریں آن پھنسی ہے   جگ جھوران سے بوڑ چلی ہے
تم رے گوسیاں آس لگی ہے   تم بن کون سنبھالے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

تم اللہ نبیؐ کے پیارے   مولا علیؓ کے راج دلارے
فاطمہؓ بی بی کے آنکھ کے تارے   سب کے نام اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

ترے دوار نوبت نت باجے   تہرے داس راجے مہاراجے
لکھ موتیں کو سہرا ساجے   دولہا ہو ہریالے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

بیدم تج کے اپنی نگریا!   آن پڑا دے تہری دھریا
تہرے ہاتھ ہے لاج سنوریا   وارث دیوے والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

خواجگاں کے جھرمٹ میں ایک وارث چھیل چھبیلا ہو   دھن دھن بھاگ ہیں انکے سکھی ری جنکے اس سا جنوا ہو
وارث درشن کو انکھیاں ترسیں نین سے رکت نینا برسیں   ہو لٹ لٹ بس گری رتیا بتیں رہیے رہے کاٹوں دانوا ہو
پیہرا بیتیا سیر برن پہ سرب دیکھ دیکھ جاگر جگ تجے   سیس اور گھرلٹ گو گھیرا لے دہی دہی بجنا ہرا ہو

پنجتن پاک کے راج دلارے قربان علیؓ کے پوت پیارے
اپنے داس بیدم کے بچائے دو جگ کے پالنوا ہو

ہولی

گنج شکر کے لال نظام الدین چشت نگر میں پھاگ رچایو
خواجہ معین الدین اور قطب پریم کے رنگ کی بنی چڑھایو
سیس کٹ اور من پچکاری سوری آنگن بیچ ہولی کھیلن آیو
پیر نظام الدین چیر کھاڑی بچیاں پکڑ پکڑ گھونگھٹ اٹھایو
دھن دھن بھاگ لگے سوری سکھی جن الشہود رسد رہ پریتم پایو
کھیلو رے چشتیو ہولی کھیلو خواجہ نظام کے بھیس میں آیو

پیک جھپک اور آن اچانک رنگ ڈارو اور مدھوا پلایو
اپنے گنج شکر کے بیدم واری جن موہے لال گلال بنایو

دادرہ

لاگی نجر بھر پور نظام الدینؒ۔ کر گئی چکنا چور نظام الدینؒ — لاگی نجر
تاجِ ولایت سر پہ سوہے مکھڑے پہ نور جہور نظام الدینؒ — 〃
اندھیری ایا رچ کس بیٹھے۔ تہری اٹریا ہے دور نظام الدینؒ — 〃 〃
باندھ گجے کی لاج ہمیں کو ہے سرکار ضرور نظام الدینؒ — 〃 〃
تہری دوریا آن پری بیدم نرگن کو رنظام الدینؒ — 〃 〃

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ بِعَدَدِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

شجرۂ عالیہ وارثیہ نسب نامہ

سلام سرورِ دینِ الٰہی و مطلبی
حضور سیّدِ عالم محمدؐ عربی
سلام حضرتِ مولا علیؓ و شیرِ خدا
سلام مادرِ حسنینؓ فاطمہؓ زہرا
سلام بیکس و مظلوم سیّد الشہدا
حسینؓ صابر و شاکر شہیدِ کرب و بلا
سلام سیّد سجّاد و عابدِ بیمار
فروغِ ملّتِ بیضا و مطلعِ انوار
سلام دفترِ دینِ رسول کے ناظم
امامؒ باقر و جعفرؓ و موسیٰ کاظمؒ
سلام عترتِ زہراؓ و سیّد ہندی
امام قاسمؒ و حمزہؒ علی رضا، مہدی
سلام سیّد جعفر و نورِ محمد پاک
علی عسکری ابو القاسم مہِ افلاک
سلام سیّد محرق و سیّد اشرف
امیرِ کشورِ دیں یادگارِ شاہِ نجف

سلام سیّد سادات شاہ عزیز الدین — جناب حضرت مخدوم دیں علاؤ الدین
سلام حضرتِ مخدوم سیّد عبد الآباد — حضور سیّد واحد عمر جناں آباد
سلام سیّد زین العباد و قطب زماں — فروغ بزم سیادت امام اہلِ زماں
سلام شاہ محمد عزیز ہادی و رہبر — جناب سید عبد الاحد محمد پرور
سلام سیّد احمد شاہ کرم اللہ — جناب میر سلامت علی شہ ذیجاہ
سلام سیّد قربان علی شہ ذیشاں — بہار گلشن کونین و فخر کون و مکاں

سلام مرشد کونین ہادی دوراں
حضور حاجی وارث علی امام زماں

مقطع فقیر مصنف

سلام سیّد مخفی قبول ہو جائے
فقیر پہ بطفیلِ رسول ہو جائے

شجرۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ وارثیہ

الٰہی سرورِ عالم شہ ابرار کا صدقہ — شہنشاہِ مدینہ احمد مختار کا صدقہ
الٰہی میری ہر مشکل کو آسانی عطا فرما — علی مشکل کشا و حیدر کرار کا صدقہ
الٰہی راہِ تسلیم و رضا کی خاک کر مجھکو — حسینؑ ابن علیؓ سرچشمہ اسرار کا صدقہ
دوائے درد فرقت مانگتا ہوں ہاتھ پھیلائے — عطا فرما الٰہی عابد بیمار کا صدقہ
الٰہی باقر و جعفر کی دے خیرات تو مجھکو — امام کاظم و موسیٰ رضا سردار کا صدقہ
تصدق خواجہ معروف کرخی بیر سقطی کا — جنید و شبلی، عبد الواحد ابرار کا صدقہ
طفیل حضرت ابو الفرح طرطوسی سے — علی و بو الحسن مست مے اسرار کا صدقہ
الٰہی بو سعید پیر پیراں شیخ لاثانی — بہ برج طریقت مطلع انوار کا صدقہ
محی الدین شیخ عبد القادر شاہ جیلانی — جناب غوث کے گلگونہ رخسار کا صدقہ
شہنشاہ طریقت عبد الرزاق گدا پرور — مرشد سید محمد عمر و سردار کا صدقہ

الٰہی سیّد احمدؒ اور شہ سیّد علی عارف — جناب شاہ موسیٰ قادری سرکار صدقہ

شہ سیّد حسن اور شیخ بو العباس کی خاطر — بہاؤ الدین قیّم بادۂ اسرار کا صدقہ

برائے خواجہ سیّد محمدؒ قادری یا رب — مجھے دینا جلال قادری سردار کا صدقہ

شہ میراں فرید جگر ابراہیم ملتانی — اور ابراہیم جگر مخزن انوار کا صدقہ

سراپا رحمتِ حق حضرت شاہ امان اللہ — حسینِ حق نما محوِ جمالِ یار کا صدقہ

شہ ہوش آشیاں شاہ ہدایت شیخ عرفاں — محبِ حق حبیبِ احمدِ مختار کا صدقہ

جو آنکھیں ہیں تو آنکھوں کو عطا کر لطفِ نظارہ — شہ عبد الصمد کے دیدۂ بیدار کا صدقہ

دیا ہے دل تو دلیں درد دے اور درد میں لذت — شہ رزاق کی شیرینیِ گفتار کا صدقہ

گلِ بستان زہرا سیّد اسمٰعیل رزاقی — جناب شاکر اللہ گوہر شاہوار کا صدقہ

نجات اللہ و حضرت حاجی خادم علی کامل — امیر لشکرِ دیں قافلہ سالار کا صدقہ

امام الاولیا وہ بن علی لختِ دلِ زہرا — مرے والی مرے وارث مری سرکار کا صدقہ

گدائے عشق ہوں بھر دے مرا دل یہ مراد دے — انہی کی چشم مست گیسوئے خمدار کا صدقہ

زکوٰۃ خوبی نقش نگار روضۂ انور — ملے انوار وارث کے در و دیوار کا صدقہ

جہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں پھرتا — اسی روضے کے ہر زائر کا ہر زردار کا صدقہ

عطا کر اپنے بیدم کو شراب معرفت ساقی — تصدق کیجیے ۷ اپنے ہر مے خوار کا صدقہ

شجرۂ طیبہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی مجھ کو سرکار رسالت کی محبت دے — علی مشکل کشا شاہ ولایت کی محبت دے

الٰہی اہلِ بیتِ مصطفےٰ کا عشق دے مجھکو — حسن بصری و واحد کنز وحدت کی محبت دے

فضیل اور خواجہ ابراہیم ادھم کا فدائی کر — سدید الدین حذیفہ غوث ملت کی محبت دے

امین الدین ہبیر شیخ بصری عارف کامل — جناب فیض بخش و کان شفقت کی محبت دے

خدیوِ چشتیاں خواجہ ابو اسحاق کا صدقہ
ابی احمدؒ ولی خضر ہدایت کی محبت دے

طفیل خواجہ ناصر محمدؒ صاحب نصرت
ابو یوسف نسیم باغ وحدت کی محبت دے

الٰہی قطب الدین مودود یوسف کے تصدق میں
مجھے تو میرے پیرانِ طریقت کی محبت دے

شریف زندانی و خواجہ عثمانؒ ہارونی
امام و رہبر و شرع و طریقت کی محبت دے

امام چشتیاں خواجہ معین الدینؒ اجمیری
ولی ہند سلطانِ طریقت کی محبت دے

بنا دیوانہ مجھ کو قطب دیں بختیار کاکیؒ کا
حواس و ہوش لے اور حضرت کی محبت دے

فرید الدین گنج شکری کا ذوق دے مجھ کو
نظام الحق نظام الدین و ملت کی محبت دے

نصیر الدین چراغ دہلوی سے لَو لگا میری
کمال الدین سراج الدین کی سیرت کی محبت دے

علیم الدین اور محمود راجن کا تعلق دے
جمال اللہ کے نورِ بصیرت کی محبت دے

شہ محمود اور خواجہ محمدؒ خواجہ یحییٰ !
کلیم اللہ خورشید حقیقت کی محبت دے

نظام الدین فخر الدین، قطب الدین جمال الدین
عباد اللہ کے انداز اطاعت کی محبت دے

مجھے شیدا کر ناشاہ بند رام پوری کا
شہ خادم علیؒ بحر عبادت کی محبت دے

نبیؐ کے لال اور مولا علیؓ کے لاڈلے وارث
بہار گلشن خاتونِ جنت کی محبت دے

دوائے دردِ دل دے دردمندانِ محبت کو
دلِ بیدمؔ کو یارب درد الفت کی محبت دے

آمین یا رب العٰلمین

قطعاتِ تاریخ

قطعہ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل جانشین امیر مینائی

دیوانِ بہار کے ہر تازہ شعر میں
معنیٰ و ادا کی اک کائنات ہے

اس جانِ کلام کی تاریخ کہہ جلیل
بیدم کا یہ سخن نہیں آب حیات ہے

قطعۂ تاریخ ترتیب از خدائے سخن نوح ناروی جانشین حضرت داغ دہلوی

نو ترتیب دیوان شاہ بیدم کا — آنے والا ہے جلد پیشِ نگاہ
سال ترتیب عیسوی میں لکھو — شاہکارِ داغ بیدم شاہ

۱۹ ۳۴

قطعۂ تاریخ از سرآمدِ شعرائے پنجاب پیرزادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری اشرؔ جالندھر

بیدم بجیٔ لسان طریقت بعالم است — صوفی صافی است و سخن سنج حق پرست
شیشہ بآب زمزم و کوثر زبان اوست — دانش پذیرِ اہلِ حقیقت بیانِ اوست
دیوانِ خویش را چو بفرمود مشتہر — منت نہاد بر ہمہ شعرائے نکتہ در
محظوظ ذوق از کمالش جہاں شدہ — بہر اہلِ شوق مشتری او بجاں شدہ
تاریخ طبع عیسوی او چو خواستم — زد ساغرِ حقیقت بیدم اثر رقم

۱۹ ۳۵

دیگر

بیدم وارثی کہ کلامش — ذوق انگیز اہلِ معنی ہست
چوں مرتب نمود نور العین — جمع ارباب شوقِ سرمست
جملہ اشعار روح پرور داد — یاد ہمہ زمانِ الست
عیسوی سالِ طبع او جستم — گفت ہاتف غذائے روحِ بہشت

۱۹ ۳۵

عندلیبِ گلشنِ فصاحت جناب مولوی سید محمد علی صاحب آذرؔ بستی غزنان جالندھر تلمیذ نوح ناروی

چھپا جب نسخۂ عرفان بیدم — ہوئے عاشق بجاں قربان بیدم
کہی آذر نے تاریخِ طباعت — چراغِ روشنِ دل دیوانِ بیدم

۱۹ ۳۵

Scanned with CamScanner

قطعۂ تاریخ فصیح العصر جناب مولوی محمد سرفراز خانصاحب سرورؔ

رئیس بستی غذاں جالندھر شاگرد حضرت جگر وارثی بسوانی

حضرتِ بیدم کا شائع ہو گیا تازہ کلام — کھل گئے ہیں لب تو اسرارِ معانی دیکھئے
کہہ دے تو سرورؔ اگر ہے فکرِ سالِ الطباع — کیا شگفتہ ہے یہ گلزارِ معانی دیکھئے

١٣٥٤ھ

سخنورِ سحر بیان جناب مولوی کبیر خانصاحب رئیس بستی غذاں جالندھر

چھپا بیدم خوش بیاں کا جو دیواں — دوبالا ہوئی اور شانِ فصاحت
رقمؔ تاریخِ طبع کا سال ہجری میں لکھ دو — کہ ہیں شعرِ بیدم کے جانِ فصاحت

ولہ

چھپ گیا حضرت بیدم کا کلام — آ گیا دور میں جامِ رنگیں
یہ دعا اور ہے تاریخِ رسا — پائے شہرت یہ کلامِ رنگیں

قطعۂ تاریخ از شاعرِ نغز گفتار جناب مولوی احمد حسن صاحب زارؔ لدھیانوی

مرحبا شیریں سخن اشعارِ بیدم وارثی — آجکل ہے گرمیٔ بازارِ بیدم وارثی
بچہ بچہ ان کی غزلیں گا رہا ہے شوق سے — جس کو دیکھو ہے وہی سرشارِ بیدم وارثی
زاہدانِ خشک کیا سمجھیں گے ان کے رنگ کو — اہلِ دل ہیں محرمِ اسرارِ بیدم وارثی
حضرت کامل نے یہ مژدہ سنایا ہے ہمیں — چھپ گیا دیوانِ گوہر بارِ بیدم وارثی

مصرعِ تاریخ میں دادِ سخن ہاتف نے دی
زارؔ کہہ دو واہ وا اشعارِ بیدم وارثی

١٣٥٤ھ

دبیر الدولہ ناظم یار جنگ. جہان استاد بلبل ہندستان
نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی طاب ثراہ

کے

دیوان

گلزار داغ
قیمت چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

یادگار داغ
قیمت تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک

آفتاب داغ
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- کتب خانہ نعمانیہ کوچہ سادھو رام آگرہ

دبیر الدولہ . ناظم یار جنگ جہان استاد بلبل ہندوستان

نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی کے پورے دیوانوں کا

مجموعہ

کلیات داغ

قیمت

آٹھ روپیہ 8/-/-

علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ :- کتب خانہ نعمانیہ کوچہ سادھو رام آگرہ

کمل سوانحمری

خواجہ غریب نوازؒ

قیمت دو روپیہ

علاوہ محصول ڈاک

کامل سوانحمری

غوث پاکؒ

قیمت بارہ آنہ

علاوہ محصول ڈاک

کامل سوانحمری

تذکرۂ صابرؒ

قیمت ایک روپیہ چار آنہ

پاکٹ سائز

عکسی پنجسورہ

ہدیہ بارہ آنہ

ملنے کا پتہ :- کتب خانہ نعمانیہ کوچہ سادھو رام آگرہ